علامہ اقبال

اردو کلیات

شرح

ضربِ کلیم

تمہید(۱

نہ دیر میں نہ حرم میں خودی کی بیداری
کہ خاوراں میں ہے قوموں کی روحِ تریاکی

معانی: تمہید: آغاز ۔ دیر: گرجا، مندر ۔ حرم: مسجد، اسلامی عبادت گاہ ۔ خاوراں: مشرقی دنیا ۔ روح کی تریاکی: وہ دوا جو مرض کے لیے بہت کارگر ہو یعنی قوم میں زندگی کے آثار ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ کہتے ہیں کہ میں نے سرزمین مشرق ساری دیکھی ہے اور مشرقی اقوام کے حالات کا مطالعہ کیا ہے ۔ یہاں نہ مندر میں ، نہ کعبے میں کہیں بھی افراد و اقوام کی خودی بیدار نہیں ہے ۔ مراد یہ ہے کہ صرف مسلمانوں میں ہی نہیں غیر مسلموں میں بھی خودی کی بیداری مفقود ہے ۔ علامہ کہتے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کہ مشرق کی ان قوموں نے افیون کھول کر پی لی ہو یعنی ان میں آگے بڑھنے کی آرزو ختم ہو چکی ہے ۔

اگر نہ سہل ہوں تجھ پر زمیں کے ہنگامے
بری ہے مستیِ اندیشہ ہائے افلاکی

معانی: سہل: آسان ۔ ہنگامے: شوروغل ۔ مستی: مدہوشی ۔ اندیشہ ہائے افلاکی: آسمانی خیالات یا فکر میں کھویا رہنا ۔

مطلب: یہاں علامہ نے پتے کی بات یہ کی ہے کہ دنیا ہنگاموں کا گھر ہے جب تک آدمی دنیا کے ان ہنگاموں کو آسان نہ بنا لے اس کے افلاکی فکر و خیالات کی مدہوشی بری ہے ۔ مراد یہ ہے دنیا میں جو ترقی یافتہ نہ ہو جائے اس کے لیے آسمانوں پر اڑنے کی فکر کی مستی کرنا بری چیز ہے ۔ اپنے ادب و شعر اور اپنے فنون لطیفہ میں اور اپنی زندگی کے دوسرے شعبوں میں خیالی اڑان میں مست رہنا اور دنیا کے ہنگاموں پر قابو پانے کے عمل سے بیگانہ رہنا کسی قوم کے لیے بھی مفید نہیں ہے ۔

تری نجات غمِ مرگ سے نہیں ممکن
کہ تو خودی کو سمجھتا ہے پیکرِ خاکی

معانی: نجات: چھٹکارا ۔ مرگ: موت ۔ پیکرِ خاکی: مٹی کا جسم، یعنی فانی اور بے حقیقت ۔

مطلب: عام طور پر غلام قومیں موت کے غم میں مبتلا رہتی ہیں اور زندگی کو قربان کر کے آزادی حاصل کرنے کی قوت سے محروم ہوتی ہیں ۔ یہاں اقبال خبردار کرتے ہیں کہ اے غلام اقوام کے لوگو! یہ موت کا غم تمہیں غلامی سے اور مصائب زندگی سے نجات نہیں دلا سکتا کیونکہ خودی کوئی جسمانی پیکر کا نام نہیں ۔ یہ تو ایک اندرونی اور باطنی اور روحانی کیفیت کا نام ہے جو موت کے ساتھ بھی نہیں مرتی ۔ تیرا مرض یہی ہے کہ تو خودی کو خاکی پیکر یعنی مٹی کا بدن سمجھتا ہے ۔

زمانہ اپنے حوادث چھپا نہیں سکتا
ترا حجاب ہے قلب و نظر کی ناپاکی

معانی: حوادث: حادثات، واقعات ۔ حجاب: پردہ ۔ قلب و نظر کی ناپاکی: دل اور نگاہ کا ناپاک ہونا ۔

مطلب: زمانے میں جو کچھ ہو رہا ہے جتنے حادثات پیش آ رہے ہیں وہ ظاہر ہیں ۔ تجھ سے محض اس لیے چھپے ہوئے ہیں کہ تیرا دل اور تیری نظر ناپاک ہے ۔ یعنی ان میں حادثات زمانہ کو دیکھنے، پرکھنے اور ان سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت نہیں ہے ۔ اے مخاطب پہلے اپنے دل کو اپنی نظر کو صاف اور پاک بنا پھر جا کر تجھے زمانہ کے سارے حادثات کی اور ان پر قابو حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی ۔

عطا ہوا خس و خاشاکِ ایشیا مجھ کو
کہ میرے شعلے میں ہے سرکشی و بے باکی

معانی: خس: گھاس کا تنکا۔ خاشاک: کوڑا کرکٹ۔ سرکشی: نافرمانی۔ بے باکی: بے خوفی۔

مطلب: خالق کائنات نے مجھے بے خوف اور بے باک شعلے عطا کر کے مجھ پر یہ ذمہ داری ڈال دی ہے کہ میں اقوام ایشیا کو جو اس وقت گھاس پھوس کی مانند ہیں ان شعلوں سے جلا کر ان میں حرارت پیدا کر دوں اور ان کی مردہ رگوں میں جان ڈال دوں۔

(۲)

ترا گناہ ہے اقبال مجلس آرائی

اگرچہ تو ہے مثالِ زمانہ کم پیوند

معانی: مجلس آرائی: مجلس جمانا۔ پیوند: کم ملنے والا۔

مطلب: اے اقبال اگرچہ تو لوگوں میں کم میل جول رکھتا ہے لیکن یہ جو تو اپنے ہاں مجلس آراستہ کرتا ہے اور دوسروں تک اپنا پیغام پہنچاتا ہے یہ تیرا گناہ کیا کم ہے۔

جو کوکنار کے خوگر تھے ان غریبوں کو

تری نوا نے دیا ذوقِ جذبہ ہائے بلند

معانی: کوکنار: گوشے میں بیٹھنے والے۔ تری نوا: آواز۔ جذبہ ہائے بلند: اونچے درجے کے جذبے۔

مطلب: جو لوگ پوست پی کر اونگھتے رہتے تھے اے اقبال تیری نوا نے ان بے چاروں میں بلند جذبوں کا ذوق پیدا کر دیا۔ مراد یہ ہے کہ تیری شاعری سے سوئے ہوئے لوگ بیدار ہو گئے۔

تڑپ رہے ہیں فضا ہائے نیلگوں کے لیے

وہ پر شکستہ کہ صحنِ سرا میں تھے خورسند

معانی: فضائے ہائے نیلگوں: آسمان کی سیر۔ پر شکستہ: ٹوٹے ہوئے پر والا پرندہ ۔ سرا: گھر۔ خورسند: خوش ۔

مطلب: وہ پرندے جو گھروں کے صحنوں میں خوش تھے، ٹوٹے ہوئے پروں کے باوجود اب وہ آسمان کی نیلی فضاؤں میں اڑنے کے لیے بے تاب ہیں ۔ مراد یہ ہے کہ اے اقبال تیری شاعری نے ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنے والوں میں اور غلامی پر قناعت کرنے والوں میں غلامی کی زنجیریں توڑ کر ترقی کی منازل طے کرنے کا جذبہ پیدا کر دیا ہے ۔

تری سزا ہے نوائے سحر سے محرومی
مقامِ شوق و سرور و نظر سے محرومی

معانی: نوائے سحر: صبح کی آواز۔ مقامِ شوق: شوق کا مقام یعنی یادِ الہٰی ۔ سرور: خوشی ۔ نظر: شناخت والی نظر۔ محرومی: خالی رہ جانا ۔

مطلب: اے اقبال تیرے اس گناہ کی سزا جو تو اپنی نوا سے مردہ قوموں کو زندہ کر رہا ہے تیرے بدخواہ یہ دینا چاہتے ہیں کہ تجھے نوائے سحر یعنی صبح کی عاشقانہ فریاد تیرے شوق و عشق سے تجھے محروم کر دیا جائے جو تو نے پسی ہوئی قوموں کو اٹھانے اور بیدار کرنے کے لیے ان پر رکھی ہوئی ہے ۔

اعلیٰ حضرت نواب سر حمید اللہ خان فرمانروائے بھوپال کی خدمت میں

زمانہ با اُممِ ایشیا چہ کرد و کند
کسے نہ بود کہ ایں داستاں فروخواند

معانی: اعلی حضرت: بہت ہی معزز اور محترم شخصیت ۔ بھوپال: متحدہ ہندوستان کی ایک مسلمان ریاست کا نام ہے ۔
مطلب: یہ اشعار علامہ اقبال نے نواب بھوپال کے لیے انتساب کے طور پر لکھے ہیں نہ کہ ان کے قصیدے یا تعریف کے لیے ۔ علامہ نے اپنی عمر کا آخری کچھ حصہ جب وہ گلے کے مرض میں مبتلا تھے نواب کے پاس گزار ۔

تو صاحبِ نظری آنچہ در ضمیرِ من است
دل تو بیند و اندیشۂ تو می داند

مطلب: تو اہل نظر ہے جو کچھ میرے ضمیر میں ہے تیرا دل دیکھتا ہے اور تیرا فکر اسے جانتا ہے ۔

بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من
کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند

مطلب: مجھ سے یہ بہار کے موسم کا سرمایہ قبول کر کیوں کہ تیرے ہاتھ میں جو پھول آتا ہے وہ شاخ سے بڑھ کر تروتازہ رہتا ہے ۔

ناظرین سے

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر
تیرا زجاج ہو نہ سکے گا حریف سنگ

معانی: ناظرین: دیکھنے والے عقل مند لوگ ۔ حقائق: حقیقتیں ۔ زجاج: شیشہ ۔ حریف سنگ: مقابلہ کرنے والا پتھر ۔
مطلب: جب تک تجھے زندگی کے حقائق سے آگاہی حاصل نہ ہوگی تیرا شیشہ پتھر کے مدمقابل آنے کی صلاحیت یا اس سے ٹکرانے کی طاقت پیدا نہیں کر سکتا ۔ مراد یہ ہے کہ اے ایشیائی اقوام تمہیں مغرب کے مدمقابل آنے کے لیے اپنے اندر صلاحتیں پیدا کرنی ہوں گی ۔

یہ زورِ دست و ضربتِ کاری کا ہے مقام
میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ

معانی: زورِ دست: ہاتھ کا بازور ۔ ضربت کاری: کاری چوٹ ۔ نوائے چنگ: باجے کی آواز ۔
مطلب: زندگی آسان نہیں ہے ۔ اس میں کامیاب ہونے کے لیے قوت بازو اور اپنی راہ کی رکاوٹوں پر سخت ضرب کاری لگانی پڑتی ہے ۔ زندگی خصوصاً ایشیائی اقوام کی مغربی اقوام کے مقابلے میں زندگی میدان جنگ میں اتر کر کامیاب ہو سکتی ہے ۔ اس لیے تم ساز کے طلب گار نہ بنو ۔ جنگ کے لیے جس قوت اور جن آلات کی ضرورت ہوتی ہے اس کے طالب بنو ۔

خونِ دل و جگر سے ہے سرمایہَ حیات
فطرت لہو ترنگ ہے غافل! نہ جل ترنگ

معانی: سرمایۂ حیات: زندگی کا سامان ۔ فطرت: قدرت ۔ لہوترنگ: خون کا سرخ رنگ ۔ جل ترنگ: پانی کے ساز کی آواز ۔

مطلب: اے ناظر! زندگی کا سرمایہ اپنے دل اور اپنے جگر کو خون کرنے سے پیدا ہوتا ہے ۔ یعنی خلوص اور محنت و مشقت سے ہاتھ آتا ہے ۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ فطرت لہو کے ساز کا نغمہ مانگتی ہے نہ کہ پانی کے ساز کا نغمہ ۔ مراد یہ کہ جو شخص اور جو قوم اپنا خون دینا جانتی ہوگی وہی کامیاب ہوگی اور جو محفل میں ساز کی آواز پر کان دھرے بیٹھی رہے گی وہ ناکام رہے گی ۔

قبر

مرقد کا شبستاں بھی اسے راس نہ آیا
آرام قلندر کو تہِ خاک نہیں ہے

معانی: مرقد: قبر۔ شبستاں : خوابگاہ ۔ راس: پسند۔ قلندر: مومنِ کامل ۔
مطلب: قلندر کو قبر کی محفل تاریک بھی موافق نہ بیٹھی وہ وہاں بھی بے چین ہے اور آرام سے نہیں بیٹھا ہوا ۔

خاموشیِ افلاک تو ہے قبر میں لیکن
بے قیدی و پہنائیِ افلاک نہیں ہے

معانی: بے قیدی: آزادی ۔ پہنائیِ افلاک: کھلا میدان ۔
مطلب: آسمان کو خاموش سمجھا جاتا ہے ہنگامہ ہائے ہو صرف زمین پر سمجھے جاتے ہیں اس پس منظر میں علامہ کہتے ہیں کہ قلندر کی قبر میں آسمانوں جیسی خاموشی تو ضرور ہے لیکن آسمانوں جیسی بے حدودی اور وسعت نہیں ہے ۔ اور قلندر کا جنون اس تنگ فضا میں نہیں سما سکتا ۔ اس لیے قلندر کو خاک کے نیچے یعنی قبر میں بھی آرام نہیں ہے ۔ وہ وہاں بھی وسعتوں کے لیے اور کچھ کر گزرنے کے لیے بے تاب رہتا ہے ۔

صبح

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز
نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا

معانی: سحر: صبح ۔ فردا: آنے والا کل ۔ امروز: آج ۔ سحر: صبح ۔
مطلب: یہ صبح جو ہر روز سورج کے طلوع ہونے سے پیدا ہوتی ہے اور جس سے آج کی صبح آنے والے کل کی صبح بن جاتی ہے معلوم نہیں کہاں سے پیدا ہوتی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ مجھے اس کی جغرافیائی قسم کی تفتیش کی ضرورت نہیں ۔

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندہَ مومن کی اذاں سے پیدا

معانی: سحر: صبح ۔ لرزتا ہے: کانپتا ہے ۔ شبستانِ وجود: دنیا کی خواب گاہ ۔ اذان: حق کی آواز ۔
مطلب: لیکن وہ صبح جو انسانی جسم کے سیاہ خانے کے اندر لرزہ پیدا کر دیتی ہے اور پوری کائنات کو بیدار کر دیتی ہے وہ صبح بندہ مومن کی اذاں سے پیدا ہوتی ہے ۔ مراد یہ ہے جب مردِ خدا جو عشق سے بھرپور ہو جب حق کی آواز بلند کرتا ہے تو اس کی پرجوش آواز سے جو جہالت تاریکی کے بعد سحر پیدا ہوتی ہے اس سے پوری کائنات کا وجود کانپ اٹھتا ہے ۔

سپنوزا

نظر حیات پہ رکھتا ہے مردِ دانش مند
حیات کیا ہے حضور و سرور و نور و وجود

معانی: مقصود: مقصد، خواہش ۔ سپنوزا: ایک مفکر جس کا تعلق ہالینڈ سے تھا ۔ حیات: زندگی ۔ دانشمند: عقلمند ۔
مطلب: سپنوزا کہتا ہے کہ عقل مند آدمی وہ ہے جو زندگی پر نظر رکھے ۔ زندگی کیا ہے خدا کی حضوری حاصل کرنا پھر اس حضوری سے مستی و کیف کا حاصل ہونا اور حقیقت تک راہنمائی کی روشنی کا حاصل ہونا اور اپنے وجود کو ہستی سمجھنا کہ یہ موجود ہے یہ ہے زندگی ۔

افلاطوں

نگاہ موت پہ رکھتا ہے مردِ دانش مند
حیات ہے شب تاریک میں شرر کی نمود

معانی: افلاطون کہتا ہے کہ عقل مند آدمی زندگی پر نہیں موت پر نظر رکھتا ہے ۔ زندگی تو کالی رات میں ایک چنگاری کی نمود کی مانند ہے جو ہوا میں اٹھتی ہے اور اسی وقت ختم ہو جاتی ہے ۔ زندگی عارضی ہے موت حقیقت ہے اصل زندگی اس ظاہری زندگی کے پیچھے ہے ۔

حیات و موت نہیں التفات کے لائق
فقط خودی ہے خودی کی نگاہ کا مقصود

معانی: حیات و موت: زندگی اور موت ۔ التفات: توجہ ۔ خودی کی نگاہ: اپنے آپ کو پہچاننے والی نظر۔ مقصود: مقصد۔

مطلب: وہ مزید کہتا ہے کہ نہ زندگی توجہ کے قابل ہے اور نہ موت ۔ جو لوگ خودی سے واقف ہیں اور صرف خودی کو پیش نظر رکھتے ہیں وہ توجہ کے قابل ہیں ۔ اگر انسان کو خودی حاصل ہو جائے تو موت و حیات دونوں اس کے تابع ہو جاتی ہیں ۔

لا الہ الا اللہ

خودی کا سرِ نہاں لا الہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الہ الا اللہ

معانی: لا الہ الا اللہ: اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ۔ خودی: اپنی ذات یا اپنے تشخص کی پہچان ۔ سرِ نہاں: پوشیدہ راز ۔ تیغ: تلوار ۔ فساں: ڈھال، تیز کرنے والی سان ۔

مطلب: خودی (اپنی ذات کی معرفت) کا بھید کلمہ توحید لا الہ الا اللہ میں چھپا ہوا ہے ۔ توحید کے بغیر نہ اس کی سمجھ آسکتی ہے اور نہ یہ حاصل ہو سکتی ہے ۔ خودی کو اگر آپ تلوار سمجھیں گے تو لا الہ الا اللہ اس تلوار کو تیز کرنے والی سان ہے ۔ اس سان کے بغیر یہ تلوار کند رہتی ہے ۔

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

معانی: دور: زمانہ ۔ براہیم: مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام جنھوں نے اپنے وقت کے بادشاہ اور خود کو خدا کہلوانے والے نمرود کے طلسم کو توڑا تھا اور اس کی بت پرستی کے سارے نظام کو پاش پاش کر دیا تھا ۔ صنم کدہ: بت خانہ ۔

مطلب: عہد حاضر نمرود کے زمانے کی طرح توحید کو چھوڑ کر بت پرستی کی طرف مائل ہو چکا ہے ۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ بت پتھر کے ہوں بلکہ انسان نے آج گمراہوں کے سردار طاغوت کی غلامی کا بت تراش رکھا ہے ۔ کفر، شرک، مادہ پرستی، خداگریزی اور اس دور کی بے شمار برائیاں بت ہی تو ہیں ۔ علامہ کہتے ہیں کہ جس طرح نمرود کے زمانے میں بت پرستی کے سارے تصورات ختم کر دیے تھے اسی طرح دنیا کو آج کے دور کے ابراہیم کی ضرورت ہے جو ان جیسے کردار کا حامل ہو اور دنیا سے تمام ظاہری و باطنی بت توڑ کر توحید کو عام کر دے ۔

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریبِ سود و زیاں لا الہ الا اللہ

معانی: متاعِ غرور: تکبر کی چیزیں ، دنیا کا مال ۔ فریبِ سود وزیاں : نفع نقصان کے دھوکے میں رہنا ۔
مطلب: علامہ یہاں مسلمان سے مخاطب ہوکر کہتے ہیں کہ تجھے تو توحید کا علم بردار ہونا چاہیے تھا ۔ اور دنیا کی متاع کو اس کے آگے ہیچ سمجھنا چاہیے تھا ۔ لیکن معاملہ اس سے الٹ ہے ۔ تو نے اے مسلمان دارالاخرت کا خیال چھوڑکر دار الدنیا کو اپنا لیا ہے یہ توحید کے منافی ہے ۔ توحید تو یہ ہے کہ خدا اور خدا طلبی کے مقابلے میں ہر چیز کو چھوڑ دیا جائے لیکن تو نے دنیا کے نفع اور نقصان کو پیش نظر رکھا ہوا ہے ۔ یہ ایک ایسا فریب ہے جس کو لا الہ الا اللہ کی ضرب سے توڑا جا سکتا ہے ۔

یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ وپیوند
بتانِ وہم و گماں لا الہ الا اللہ

معانی: رشتہ وپیوند: رشتے اور تعلقات ۔ بتانِ وہم وگماں : شک و شبہ میں ڈالنے والے بت ۔
مطلب: اے مسلمان دنیا کا مال و دولت اور دنیا کے جملہ رشتے چاہے وہ عزیز داری کے ہوں یا تعلقات کے، وہم وگمان کے بتوں کی طرح ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ۔ یقین کی دولت اور یقین کے رشتوں کا تعلق توحید سے ہے ۔ توحید ہے تو یہ سب رشتے بھی ہیں ورنہ یہ توحید کے راستے کے بت ہیں ۔ اگر دنیا کی دولت اور دنیا کے رشتوں کے لیے زندگی گزاری جائے اور آخرت کو بھلا دیا جائے تو یہ توحید کے منافی ہے ۔

خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں لا الہ الا اللہ

معانی: خرد: عقل ۔ زمان و مکان: دنیا ۔ زناری: قیدی ۔ زماں نہ مکاں : زمانہ اور مقام، وقت کی قید ۔

مطلب: عقل انسانی تو زمان و مکان (دنیا اور اس کے لوازمات) کی پجاری ہے اور اس کا جینو (ہندووٴں کا دھاگہ) پہن کر غیر اسلامی اقدامات کر رہی ہے ۔ حالانکہ ہمیں یہ حقیقت سمجھ لینی چاہیے کہ زمان و مکان عارضی ہیں، فنا ہو جانے والے ہیں ۔ اصل حیات اور اصل حاصل کرنے والی دولت عاقبت اور آخرت کی ہے ۔ دنیا کو حاصل کرنا اور آخرت کو بھول جانا اے مسلمان یہ دانش مندی نہیں ۔ ایمان تو یہ ہے کہ دنیا کو آخرت کے تابع کر کے بسر کیا جائے ۔ یہی توحید کا سبق ہے ۔ ایسی صورت میں دنیا بھی دین بن جاتی ہے ۔

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں ، لا الہ الا اللہ

معانی: نغمہ: گیت ۔ فصل گل و لالہ: بہار کا موسم ۔ پابند: قید ۔

مطلب: توحید محدود نہیں ۔ یہ نہیں کہ خوشحالی ہو تو توحید اور بدحالی ہو تو شرک اختیار کر لیا جائے ۔ کوئی بھی موسم ہو یہ نغمہ ہر دو صورتوں میں قیام رہنا چاہیے ۔ چاہے گلاب کے اور لالہ کے پھولوں کا موسم ہو یعنی بہار ہو اور چاہے خزاں کا موسم ۔ توحید ہر حالت میں قائم رہنی چاہیے ۔ مراد یہ ہے کہ اے مسلمان چاہے دنیاوی طور پر تیرا عروج ہو چاہے زوال ہو لا الہ الا اللہ کی روح سے اپنے جسم کو خالی نہیں کرنا چاہیے ۔ خوش حالی اور بدحالی دونوں صورتوں میں یہی تیرا علاج ہے ۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لا الہ الا اللہ

معانی: جماعت: مسلمان قوم ۔ آستین: کرتے کے بازو کا وہ حصہ جو ہاتھ کے قریب ہوتا ہے ۔ حکم اذاں : حق کی آواز بلند کرنے کا حکم ۔

مطلب: علامہ کہتے ہیں کہ اگرچہ فی زمانہ مسلمان قوم نے اپنی آستینوں میں بت چھپا رکھے ہیں یعنی مسلمان توحید کو چھوڑ کر غیر خدا کی طرف مائل ہو چکے ہیں اور دنیاوی نفع و نقصان کو آخرت کے نفع و نقصان پر ترجیح دے رہے ہیں لیکن مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے

حکم ہے کہ میں اس حالت میں بھی قوم کے سامنے اللہ اکبر کی آواز لگاؤں اور بتاؤں کہ اللہ اکبر باقی جو کچھ تم اپنائے ہوئے ہو یا اپنانا چاہتے ہو سب کچھ اصغر ہے ۔ توحید کو مضبوطی سے پکڑ لو یہی تمہاری فلاح دارین کا راستہ ہے ۔

تن بہ تقدیر

اسی قرآں میں ہے اب ترکِ جہاں کی تعلیم
جس نے مومن کو بنایا مہ و پرویں کا امیر

معانی: تن بہ تقدیر: جسم کو تقدیر کے حوالے کر دینا اور اپنی کوشش ترک کر دینا ۔ ترکِ جہاں دنیا چھوڑ دینا ۔ مہ و پرویں : ستاروں کے نام ۔ امیر: سالار ۔

مطلب: علامہ جب یہ کہتے ہیں کہ اسی قرآن میں اب ترک جہاں کی تعلیم ہے تو اس سے یہ مراد نہ لیں کہ واقعی قرآن بدل گیا ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمان نے اپنی غلط تاویلوں سے قرآن سے ایسے معانی اخذ کرنے شروع کر دیے ہیں جن سے مراد دنیا کا ترک کرنا ہے ۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے ۔ قرآن تو مسلمان کو چاند اور ستاروں کی تسخیر کی تعلیم دیتا ہے ۔ لیکن آج کا مسلمان ہے کہ وہ رہبانیت اور ترک دنیا کو پسند کیے ہوئے ہے ۔ یہ سب کچھ تقدیر کا غلط مفہوم پیدا کرنے اور سمجھنے کی وجہ سے ہوا ہے ۔

تن بہ تقدیر ہے آج ان کے عمل کا انداز
تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر

معانی: انداز: طریقہ ۔ نہاں : پوشیدہ ۔

مطلب: کبھی یہ بات تھی کہ مسلمان جس چیز کا ارادہ کرتا تھا اس کو حاصل کر لیتا تھا وہ اپنی تقدیر آپ بناتا تھا ۔ وہ جو ارادہ کرتا تھا خدا اس کو پورا کر دیتا تھا لیکن آج وہی مسلمان تقدیر پر شاکر، بے عمل بیٹھا ہے ۔ اس کے ہر عمل میں مایوسی اور بے یقینی نظر آ رہی ہے ۔

تھا جو ناخوب، بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

معانی: ناخوب: برا ۔ خوب: اچھا ۔ غلامی میں : غلامی نے ہمیں ناکارہ کر دیا ۔ ضمیر: فکر سوچ ۔

مطلب: علامہ نے یہاں ایک اصول بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ جو قوم غلام ہو جاتی ہے وہ اپنے مالک کے حکم کے تابع ہوتی ہے ۔ اس طرح اس کے نزدیک اس کے مالک کی پسند اور ناپسند کے پیش نظر اچھی چیز آہستہ آہستہ بری اور بری چیز اچھی ہو جاتی ہے ۔ مسلمانوں کے ساتھ بھی وہ کہتے ہیں یہی کچھ ہوا ہے ۔ غلام بن کر مسلمان قوم تقدیر پر شاکر ہو گئی ہے اور اسے صفت اور اچھائی سمجھنے لگی ہے حالانکہ آزادی میں اس کے بالکل الٹ بات تھی ۔ مسلمان اپنی تقدیر آپ بناتا تھا ۔ اب صورت حال یہ ہے کہ غلامی کی زندگی میں اچھائی برائی بن گئی ہے اور ناخوب شے خوب کی صورت میں ڈھل گئی ہے ۔

معراج

دے ولولۂ شوق جسے لذتِ پرواز
کر سکتا ہے وہ ذرّہ مہ و مہر کو تاراج

معانی: معراج: وہ واقعہ جو حضرت محمد مصطفی کو شب معراج میں پیش آیا اور آپ ﷺ اپنے گھر سے آسمان اور عرش اور نہ جانے کہاں کہاں کی سیر کر کے مختصر سے وقفے میں واپس بھی آ گئے تھے ۔ ولولہ: جذبہ ۔ لذتِ پرواز: اڑنے کا مزا ۔ مہ و مہر: چاند اور سورج ۔ تاراج: تباہ و برباد کرنا ۔
مطلب: یہاں علامہ معراج کے واقعہ کی تفصیل میں نہیں گئے بلکہ بے یقینوں کو یقین کی دولت سے مالا مال کرنے کے لیے کچھ گر بیان کر رہے ہیں جن سے نتیجہ نکلتا ہے کہ واقعہ معراج واقعی پیش آیا تھا ۔ اس پہلے شعر میں وہ کہتے ہیں کہ اگر ایک ذرہ بھی ارادہ کر لے کہ وہ پرواز کرے گا اور اس کے پیچھے اس کا شوق اور ولولہ بھی کارفرما ہو تو وہ ذرہ چاند اور سورج کو مسخر کر سکتا ہے ۔

مشکل نہیں یارانِ چمن! معرکۂ باز
پر سوز اگر ہو نفسِ سینۂ درّاج

معانی: معرکۂ باز: باز کا شکار ۔ پرسوز: جوش والا ۔ درّاج: تیتر ۔
مطلب: پہلے شعر میں جو کچھ علامہ نے کہا ہے اس کو مزید تقویت بخشنے کے لیے مثال دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر تیتر کا سینہ اپنے اندر پرسوز حرارت بھرا سانس رکھتا ہو تو اس کے لیے باز سے مقابلہ کرنا یا اس سے جنگ کرنا مشکل نہیں ہوتا ۔ مراد یہ ہے کہ عشق معمولی طاقت والی شے کو بھی طاقت ور بنا دیتا ہے اور اعلیٰ مقامات تک پہنچا دیتا ہے ۔

ناوک ہے مسلماں! ہدف اس کا ہے ثریا
ہے سرِ سراپردۂ جاں نکتۂ معراج

معانی: ناوک: تیر۔ ہدف: وہ مقام جو پہلے سے مقرر کر لیا جائے ۔ سر: بھید۔ سراپردۂ جاں : روح کے اندر کا بھید، باطنی دنیا کے راز۔
مطلب: مسلمان کو اگر تیر سمجھو تو نشانہ اس کا آسمان کی بلندی پر ثریا (ستاروں کا ایک جھرمٹ) ہے ۔ معراج کے واقعہ کے اندر جو باریک بات یا رمز چھپی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ معراج بندہ مومن کی جان کے خلوت خانے کا بھید ہے ۔ مراد یہ ہے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ شب معراج بشر ہوتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے کی سیر کر آئے اسی طرح مسلمان بھی اگر خدا کا صحیح بندہ بن جائے تو وہ بھی آسمانوں کی تسخیر کر سکتا ہے ۔ واقعہ معراج ہمیں یہ بھید بتا رہا ہے اور ہم پر یہ بات آشکارا کر رہا ہے کہ جو مسلمان بھی اللہ کا بندہ بن کر اپنے اندر ولولہ شوق پیدا کرے گا وہ تسخیر کائنات کا موجب بن جائے گا ۔

تو معنیِ والنجم نہ سمجھا تو عجب کیا
ہے تیرا مدوجزر ابھی چاند کا محتاج

معانی: معنیِ والنجم: قرآن کی ایک سورت جس میں معراج نبی کے اشارے ہیں ۔ مدوجزر: دریا کا چڑھنا اترنا ۔ چاند کا محتاج: یعنی چاند کے اتار چڑھاؤ سے پانی میں جو اتار چڑھاؤ ہوتا ہے اس کے ماتحت ۔
مطلب: علامہ نے یہاں مسلمان کو اس کی اس غلطی کا احساس دلایا ہے کہ تو نے سورت والنجم کی آیات کی حقیقتوں کو سمجھا ہی نہیں ۔ جس طرح سمندر میں جوار بھاٹے کا پیدا ہونا چاند کی عروجی کیفیت کا محتاج ہوتا ہے اس طرح تیرا سورۃ النجم کی حقیقت کو پانا تیرے ولولہ شوق اور تیرے عشق کا محتاج ہے جس سے تو آج محروم ہو چکا ہے ۔ سورہ والنجم کو اگر ایمان کی آنکھ سے پڑھا جائے اور عشق کی حقیقت سے سمجھا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک بشر نبی کرم ﷺ جو ظاہری اعتبار سے عالم بشریت سے تعلق رکھتے تھے کہاں تک پہنچ گئے ۔ اے مسلمان تو بھی اگر اپنے اندر ایمان اور عشق کی صحیح کیفیت پیدا کرے تو ماہ و مہر اور انجم و سپہر کو بھی تسخیر کر سکتا ہے ۔

(۵)

کیا عشق ایک زندگیِ مستعار کا
کیا عشق پائیدار سے ناپائیدار کا

معانی: مستعار: مانگی ہوئی ۔ پائیدار: مضبوط ۔ ناپائیدار: کمزور ۔
مطلب: اس غزل کے پہلے شعر میں اقبال کہتے ہیں کہ حیات انسانی عارضی اور فنا ہونے والی ہے اسے اس ذات مطلق سے عشق کا حوصلہ کیسے ہو سکتا ہے جو ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ رہے گی ۔

وہ عشق جس کی شمع بجھا دے اجل کی پھونک
اس میں مزا نہیں تپش و انتظار کا

معانی: اجل: موت ۔ تپش: گرمی ۔
مطلب: وہ عشق جو فنا کے ایک تھپیڑے کا بھی متحمل نہ ہو سکے اس میں ہجر کی تپش اور انتظار میں جو اضطرابی کیفیت ہوتی ہے اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔

میری بساط کیا ہے تب و تاب یک نفس
شعلے سے بے محل ہے الجھنا شرار کا

معانی: بساط: حیثیت ۔ تب و تاب یک نفس: ایک دم کی چمک دمک ۔ بے محل: بے فائدہ ۔ شرار: چنگاری ۔
مطلب: میں اپنے وجود میں ایک ایسے ستارے کے مانند ہوں جو لمحے بھر کے لیے چمک دکھا کر غائب ہو جاتا ہے ۔ مجھ سا ایک ادنیٰ انسان اس ذات مطلق سے کیسے الجھنے کا حوصلہ کر سکتا ہے جو پوری کائنات پر ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے ۔

کر پہلے مجھ کو زندگیِ جاوداں عطا

پھر ذوق و شوق دیکھ دلِ بے قرار کا

معانی: زندگی جاوداں : ہمیشہ کی زندگی ۔ ذوق و شوق: شوق کے کارنامے ۔ بے قرار: بے چین ۔

مطلب: خداوندا! اگر میرا حوصلہ اور شوق وارفتگی دیکھنا ہے تو ایسی طویل عمر عطا کر جس میں فنا کا تصور بھی موجود نہ ہو۔

کانٹا وہ دے کہ جس کی کھٹک لازوال ہو

یارب وہ درد جس کی کسک لازوال ہو

معانی: کھٹک: چبھن ۔ لازوال: جس کو زوال نہ ہو، ہمیشہ ۔ درد: تکلیف ۔

مطلب: اے میرے معبود میرے دل کو وہ خلش عطا کر جو ہمیشہ برقرار رہ سکے اور ایسا درد دے جس کی کسک لازوال ہو۔

رباعی

دلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر

حریمِ کبریا سے آشنا کر

معانی: مرکز مہر وفا: محبت اور وفاداری کے مرکز۔ حریم کبریا: بڑے عبادت خانے سے واقفیت دے ۔

مطلب: اس رباعی میں اقبال دعائیہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے خداوند عزوجل سے درخواست گزار ہیں کہ مولا! انسانی قلوب کو اپنی محبت سے لبریز کر دے اور انہیں راہ وفا پر گامزن کر دے ۔

جسے نانِ جویں بخشی ہے تو نے
اسے بازوئے حیدر بھی عطا کر

معانی: نان جویں : جو کی روٹی ۔ بازوئے حیدر: حضرت علی کی قوت ۔

مطلب: وہ مفلس و نادار اور بے سروسامان لوگ جن کے وسائل اتنے محدود ہیں کہ پیٹ بھرنے کے لیے جو کی روٹی پر ہی اکتفا کرتے ہیں تو یہی سہی تاہم ان کے بازووَں کو قوت حیدری سے بھی نواز دے ۔ اقبال نے اپنے کلام میں بے شمار مقامات پر حضرت علی مرتضیٰ کی جرات و ہمت اور استغنائی کا بار بار ذکر کیا ہے ۔ وہ ان کے مثالی کردار کے بڑی شدت کے ساتھ قائل تھے ۔

زمین و آسمان

ممکن ہے کہ تو جس کو سمجھتا ہے بہاراں
اوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا

معانی: بہاراں : موسم بہار ۔ خزاں : پت جھڑ۔
مطلب: اے شخص جس کو تو موسم بہار سمجھتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ دوسرے کے لیے خزاں کا موسم ہو۔ کیونکہ غم و خوشی، پستی و بلندی اور بہار و خزاں کا تعلق آدمی کی اندرونی کیفیات پر مبنی ہے ۔ ایک غم زدہ شخص کو موسم بہار بھی خزاں لگے گا اور ایک خوشیوں سے بھرپور شخص کا موسم خزاں بھی بہار کی مانند گزرے گا ۔

ہے سلسلہ احوال کا ہر لحظہ دگرگوں
اے سالکِ رہ فکر نہ کر سود و زیاں کا

معانی: احوال: حال کی جمع، یعنی کائنات میں ہونے والے واقعات اور تبدیلیاں ۔ لحظہ: لمحہ ۔ دگرگوں : الٹ جانا ۔ سالک: مسافر۔ سودوزیاں : نفع نقصان ۔
مطلب: اے زندگی کی راہ پر چلنے والے مسافر چونکہ ہر شخص کو اپنے حالات اور کیفیات کے بدلنے پر بیرونی دنیا کے حالات بھی بدلے ہوئے نظر آتے ہیں اس لیے تو نفع اور نقصان کی فکر کیے بغیر اور صرف اپنے نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہ اور اس بات کو پیش نظر رکھ کہ احوال ہر لحظہ بدلتے رہتے ہیں ۔ ہوسکتا ہے تیری ایک لمحہ کی مشکل دوسرے لمحہ میں آسان ہو جائے ۔

شاید کہ زمیں ہے یہ کسی اور جہاں کی
تو جس کو سمجھتا ہے فلک اپنے جہاں کا

معانی: فلک: آسمان ۔

مطلب: حالات کی دگرگونی کی صورت میں یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ جس آسمان کو تو اپنی زمین کا آسمان سمجھتا ہے وہ کسی اور جہان کی زمین ہو اور اس کا آسمان کوئی اور ہو کیونکہ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں اس لیے اے مسافر تو چلتا رہ ہمت نہ ہار ۔ احوال کے ادل بدل کی فکر نہ کر صرف چلتا رہ ۔ اس طرح تو ایسی منزلیں طے کر لے گا جو تیرے ذہن و فکر میں بھی نہیں ہوں گی ۔ مسلمان کو درس عمل دینے کا اقبال نے یہ نہایت ہی انوکھا اور سچا طریقہ اپنایا ہے ۔

مسلمان کا زوال

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فقر سے ہے میسر، تونگری سے نہیں

معانی: زر: سونا، دولت ۔ قاضی الحاجات: ضرورت پوری کرنے والا ۔ فقر: درویشی، بے نیازی ۔ میسر: حاصل ۔ تونگری: امیری ۔
مطلب: اگرچہ ہر قسم کی ضرورتیں اور احتیاجیں پوری کرنے کے لیے دولت کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود جو چیز فقیری (درویشی) میں میسر ہے سکندری (امیری) میں میسر نہیں ۔ درویشی، سکندر جیسے بادشاہ کی دولت اور اقتدار کی زندگی سے کہیں بہتر ہے ۔ فقر سے یہاں مراد غریبی نہیں بلکہ وہ درویشی ہے کہ جس میں کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی سب کچھ ہوتا ہے ۔

اگر جواں ہوں مری قوم کے جسور و غیور
قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں

معانی: جسور و غیور: دلیر اور غیرت مند ۔ قلندری: فقیری ۔ سکندری: بادشاہی ۔
مطلب: علامہ کہتے ہیں کہ اگر میری قوم کے جوان کم ہمتی کی بجائے ہمت والے ہوں ۔ ہر قدم، دلیری اور جسارت سے اٹھا سکتے ہوں اور غیرت مند بھی ہوں تو پھر میری قلندری سکندری سے کم نہیں ہے کیونکہ عظمت انسان کی اصل چیز غیرت ہے خودداری ہے دولت نہیں ۔

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندہَ مومن کا بے زری سے نہیں

معانی: بے زری: غریبی ۔

مطلب: اے مسلمان تو خود اس بات کو سمجھتا ہے کہ تیرا زوال دولت کے نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ تو خدا مست فقیری کو چھوڑ گیا ہے اور شکم پرستی کے چکر میں پھنس گیا ہے ۔

اگر جہاں میں مرا جوہر آشکار ہوا
قلندری سے ہوا ہے تونگری سے نہیں

معانی: جوہر: خوبی ۔ آشکار: ظاہر ۔ قلندری: مذہبی ۔ تونگری: دولت مندی ۔

مطلب: اے مسلمان اگر جہان میں میری صلاحتیں ظاہر ہوئی ہیں تو وہ قلندری اور خدا مست فقیری سے ہوئی ہیں ۔ سکندرانہ شان اور جاہ و جلال سے نہیں ہوئیں ۔ علامہ نے بات تو یہاں اپنی کی ہے لیکن اس مثال سے وہ مسلمان کو بتانا چاہتے ہیں کہ اگر ایمان پختہ ہو اور فقر کی دولت موجود ہو تو پھر کام بنتا ہے ۔ بے ایمان اور بے فقر شخص کے پاس کتنی دولت اور کتنا جاہ و جلال کیوں نہ ہو وہ اس کا زوال ہے کمال نہیں ۔ کمال تو صرف اس مرتبہ اور امیری میں ہے جس میں فقر کی دولت اور خدا مستی کی حالت موجود ہو ۔

علم و عشق

علم نے مجھ سے کہا عشق ہے دیوانہ پن
عشق نے مجھ سے کہا علم ہے تخمین و ظن

معانی: دیوانہ: پاگل ۔ تخمین: اندازہ ۔ ظن: شبہ ۔

مطلب: علامہ شاعرانہ انداز میں کہتے ہیں کہ مجھ سے علم نے کہا کہ عشق اختیار نہ کرنا یہ تو سراسر دیوانگی ہے ۔ عشق نے یہ بات سن کر مجھ سے کہا کہ علم اختیار نہ کرنا کیونکہ یہ سراسر وہم و گمان ہے ۔ علم بے شک ضروری ہے لیکن حقیقت تک پہنچنے کے لیے یہ بے کار ہے ۔

بندۂ تخمین و ظن! کرم کتابی نہ بن
عشق سراپا حضور، علم سراپا حجاب

معانی: کرم: کیڑا ۔ عشق سراپا حضور: یعنی عشق پوری طرح حاضر ہے ۔ علم سراپا حجاب: علم مکمل طور پر پردے میں ہے ۔

مطلب: اے اقبال تو کتاب کا کیڑا بن کر نہ رہ جانا یعنی صرف علم پڑھنے ہی میں ساری زندگی نہ گزار دینا بلکہ علم کی تکمیل کے بعد عشق کے راستہ پر بھی آنا کیونکہ وہم و گمان کی راہ پر چلنا جو علم کی راہ ہے دانش مندی نہیں ہے ۔ علم کلیتاً حجاب ہے ۔ حقیقت علم پر نہیں کھلتی ۔ اس کے برعکس عشق اختیاری تجھے حضور ذات تک پہنچا دے گی ۔ تمام پردے اٹھ جائیں گے اور حقیقت عیاں ہو جائے گی ۔

عشق کی گرمی سے ہے معرکۂ کائنات
علم مقامِ صفات، عشق تماشائے ذات

معانی: کائنات: تمام زمین وآسمان ۔ صفات: خوبیاں ۔ تماشائے ذات: ذات الٰہی کی دید ۔

مطلب: عشق مزید کہتا ہے کہ کائنات کا ہنگامہ ، کائنات کی گرمی ، کائنات میں تگ و دو اور کائنات میں عمل و سعی صرف عشق کی وجہ سے ہے ۔ علم اللہ کی صفات کو تو پہچان سکتا ہے لیکن اس کی ذات کا جلوہ نہیں دیکھ سکتا یہ صرف عشق کا کام ہے ۔

عشق سکون و ثبات ، عشق حیات و ممات
علم ہے پیدا سوال ، عشق ہے پنہاں جواب

معانی: سکون وثبات: امن اور چین ۔ حیات و ممات: زندگی اور موت ۔

مطلب: زندگی اور کائنات میں سکون اور ثبات عشق کی ہی بدولت ہے اور جینے اور مرنے کے انداز صحیح کو صرف عشق ہی بتاتا ہے ۔ موت و حیات کے راز کو علم نہیں عشق کھولتا ہے ۔ علم تو ایک ظاہری سوال کی صورت ہے جس کے پاس کوئی جواب نہیں ۔ اس ظاہری سوال کا اگر پوشیدہ جواب کسی کے پاس موجود ہے تو وہ صرف عشق ہے ۔ جس بات کو اور جس حقیقت کو علم نہیں سمجھتا عشق اس کو سمجھ بھی لیتا ہے اور پا بھی لیتا ہے ۔ اس لیے علم پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ رہو عشق اختیار کرو ۔

عشق کے ہیں معجزات سلطنت و فقر و دیں
عشق کے ادنیٰ غلام صاحب تاج و نگیں

معانی: سلطنت: حکومت ۔ فقر: درویشی ۔ دیں : مذہب ۔ تاج و نگیں : تخت اور تاج ۔

مطلب: عشق کے اصل رخ اور اس کے مقام و اہمیت کا اندازہ کرنا ہو تو دین، فقیری اور سلطنت کے ان صحیح رخوں کو دیکھیں جو کسی مرد عشق کی بنا پر سامنے آتے ہیں ۔ یہ سب عشق ہی کے حیران کن اور بعید از عقل رخ ہیں جو عام سلطنت ، دین اور فقر سے الگ ہیں ۔ جو تاج و تخت اور مہر شاہی کے مالک ہیں یعنی بادشاہ تو عشق کے حقیر غلام ہیں ۔ اصل شہنشاہ تو عشق ہے ۔ عشق سب کچھ ہے ساری کائنات پر عشق کی حکمرانی ہے ۔

عشق مکان و مکیں ! عشق زمان و زمیں

عشق سراپا یقیں اور یقیں فتحِ باب

معانی: فتحِ باب: دروازے کھولنے والا ۔

مطلب: زمین ہوکہ زمانہ ہومکان کہ اس کا مکین ہوجس کو بھی صیحح رخ پر دیکھو گے عشق ہی کہ بدولت دیکھو گے ۔ علم کی طرح عشق وہم وگمان میں مبتلا نہیں ہے بلکہ عشق سراسریقین کا حامل ہے اور کسی بھی مشکل کی کنجی یا کسی بھی مہم کے سر کرنے کا دروازہ ہے ۔

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزل حرام

شورشِ طوفاں حلال ، لذتِ ساحل حرام

معانی: عشرتِ منزل: سکون سے گھر رہنا، آرام کرنا ۔ حرام: ناجائز۔ شورشِ طوفان: طوفان کا شور۔ حلال: جائز۔

مطلب: جس طرح دین اسلام کی شرع میں کچھ چیزیں حلال اور کچھ حرام قرار دی گئی ہیں اسی طرح شاعر کے نزدیک عشق کی بھی ایک اپنی شرع ہے ۔ اس شرع کے مطابق طوفانوں سے کھیلنا اور کشمکش زندگی میں لگے رہنا تو حلال ہے لیکن ساحل پر بیٹھ کر سیروتفریح کے مزے لینا یعنی کشمکش زندگی اور خطرات حیات سے مقابلہ نہ کرنا یہ شرع محبت میں حرام ہے ۔

عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام

علم ہے ابن الکتاب ، عشق ہے ام الکتاب

معانی: بجلی حلال: یعنی بجلی گرنا ۔ حاصل: نتیجہ یعنی پھل ۔ علم ہے ابن الکتاب: علم کتاب سے جنم لیتا ہے ۔ عشق ہے ام الکتاب: عشق سے کتاب جنم لیتی ہے ۔

مطلب: کھیت سے جوپیداوار حاصل ہوتی ہے اس کو سنبھال کر اور بچا کر رکھنا یعنی کشمکش زندگی سے جو کچھ حاصل ہو اس پر تسلی کر کے

بیٹھ رہنا اور مزید تگ و دو نہ کرنا یہ شرع محبت میں حرام ہے ۔ شرع محبت میں تو یہ آیا ہے کہ اس خرمن کو جو اکٹھا کیا ہے بجلی گرا کر جلا دو تاکہ اور خرمن جمع کرنے کا خیال آئے اور تگ و دو زندگی کی ختم نہ ہو ۔ اس شرع میں حاصل کی حفاظت حرام ہے اور اس کو بجلی گرا کر جلا دینا حلال ہے کیونکہ اس کو بچانا مزید تگ و دو سے بچنے کی دلیل ہے اور عشق کو یہ ترک کشمکش پسند نہیں ۔ ہاں علم کو پسند ہو تو الگ بات ہے ۔ علم کشمکش سے گھبراتا ہے ۔ علم کو شاعر نے ابن الکتاب (کتاب کا بیٹا) کہا ہے جو پڑھتا تو سب کچھ ہے اور کرتا کچھ نہیں ۔ عشق کو اس کے برعکس شاعر نے ام الکتاب (کتاب کی ماں) کہا ہے ۔ جملہ علوم اور ہر قسم کی کشمکش حیات کے سورج کی کرنیں یہاں سے پھوٹتی ہیں ۔ یہ وہ کتاب ہے جو جملہ علوم الٰہی کا سرچشمہ ہے ۔ اس لیے ابن الکتاب نہ بنو ام الکتاب بنو ۔

اجتہاد

ہند میں حکمتِ دیں کوئی کہاں سے سیکھے
نہ کہیں لذّت کردار نہ افکارِ عمیق

معانی : اجتہاد: اپنی سوچ اور علم سے مسئلہ حل کرنا ۔ حکمتِ دیں : دین کا اصل عالم ۔ لذتِ کردار: کردار کا مزہ ۔ افکار عمیق: گہرا غور و فکر ۔

مطلب: دین اسلام میں کیا دانائی ، کیا تدبیر اور کیا فکر ہے ۔ یہ بات کوئی کہاں سے اور کس سے پوچھے کیونکہ برصغیر کے جو دینی حلقہ کے لوگ ہیں ان میں نہ تو عمل کی چاشنی ہے اور نہ ان میں کردار کی گہرائی ہے ان کا دین کے متعلق علم بھی سطحی ہے اور ان کا عمل بھی پختہ نہیں ہے ۔

حلقۂ شوق میں وہ جراَت اندیشہ کہاں
آہ! محکومی و تقلید و زوالِ تحقیق

معانی: حلقۂ شوق: شوق کا حلقہ یعنی علم کی مجلس ۔ جراَت اندیشہ : فکر کی جراَت : محکومی: غلامی ۔ تقلید: پیروی ۔

مطلب: اہل علم کے حلقہ سے اگر اہل شوق (عشق، تصوف، فقر) کے حلقہ میں آئیں تو یہاں بھی وہی حالت ہے ان میں بھی فکر انگیزی کی جرات نہیں ۔ دونوں حلقے (جلوت اور خلوت کے) دور غلامی کی وجہ سے اندھی پیروی میں لگے ہوئے ہیں اور تحقیق تو اس قدر روبہ زوال ہے گویا نام کو بھی نہیں ہے ۔

خود بدلتے نہیں ، قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

معانی: فقیہانِ حرم: مفتی، علم والے لوگ ۔

مطلب: اس دور کے مسلمان علماء میں قرآن کے صحیح مفہوم کو لوگوں تک پہنچانے کی توفیق نہیں ہے ۔ وہ اس قدر بے ہمت وکم حوصلہ ہیں کہ قرآن کا اصل مفہوم بتانے کے بجائے اس کے مطلب کو بدل کر اسی کے معانی اپنی مرضی کے مطابق تاویل کر کے لوگوں تک پہنچاتے ہیں یا یوں سمجھئے اپنے مفاد اور غرض کی خاطر بجائے خود بدلنے کے قرآن کے مفہوم کو بدل دیتے ہیں ۔

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

معانی: مسلک: مذہب ۔ غلام: غلامی کرنے والا ۔

مطلب: جلوت و خلوت کے یہ دونوں گروہ خاص کر علمائے دین محکومی اور غلامی کے دور میں اس قدر بدل چکے ہیں اور غلامی سے اس حدتک مانوس ہو چکے ہیں کہ اس بنا پر وہ قرآن میں بھی یہ نقص نکال رہے ہیں کہ یہ لوگوں کو غلامی پر قناعت کرنے کی تعلیم کیوں نہیں دیتا ۔ چنانچہ بعض نے اعلاناً سرعام یہ کہہ دیا کہ اس دور میں جہاد مسلمان پر حرام ہے اور انگریزی سلطنت کے ساتھ وفاداری عین دین ہے ۔ قرآن میں اگر اجتہاد کیا بھی تو ان علمائے سو نے الٹے رخ کیا سیدھے رخ نہیں کیا ۔

تقدیر

(ابلیس و یزداں)

ابلیس

اے خدائے کن فکاں مجھ کو نہ تھا آدم سے بیر
آہ! وہ زندانیِ نزدیک و دور و دیر و زود

معانی: خدائے کن فکاں: کل مخلوقات کا پیدا کرنے والا، اللہ تعالیٰ کی ذاتِ برحق ۔ بیر: دشمنی ۔ زندانی: قیدی ۔ نزدیک و دور: قریب اور دور کا منظر ۔ دیر وزود: دیر یا جلدی ۔

مطلب: اے وہ خدا جس نے ساری کائنات اور اس میں جو کچھ ہے پیدا کیا ہے مجھے آدم سے کوئی دشمنی نہ تھی کہ تو نے جب مجھے حکم دیا کہ اسے سجدہ کر تو میں نے نہیں کیا ۔ یہ دشمنی کی وجہ سے نہ تھا ۔ مجھے اس سے دشمنی کی ضرورت ہی کیا تھی وہ تو خود نزدیک، دور، جلدی اور دیر کے یعنی زمان و مکان کے گورکھ دھندوں میں پھنسا ۔

حرفِ استکبار تیرے سامنے ممکن نہ تھا
ہاں مگر تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود

معانی: استکبار: تکبر ۔ مشیت: مرضی ۔

مطلب: میرے لیے ممکن نہ تھا کہ قادر مطلق خدا کے سامنے میں انکار سجدہ کرتا یا اپنے آپ کو متکبر و مغرور ثابت کرتا ۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ میرا سجدہ نہ کرنا تیری مرضی اور ارادے کے مطابق تھا ۔

یزداں

کب کھلا تجھ پہ یہ راز
انکار سے پہلے کہ بعد

مطلب: خدا کی شیطان کی اس صفائی پر جو اس نے مذکورہ بالا اشعار میں دی ہے اس سے پوچھتا ہے کہ یہ بھید جس کا تو اب ذکر کر رہا ہے تیرے حضرت آدم کو سجدہ کرنے کے بعد کھلا یا تجھے اس کا پہلے ہی علم تھا ۔

ابلیس

بعد! اے تیری تجلی سے کمالات وجود

معانی: تجلی: روشنی ۔ کمالاتِ وجود: خدا کے کمالات ۔

مطلب: اے وہ خدا! جس کی تجلی کی وجہ سے کائنات کا وجود قائم ہے ۔ یہ بھید مجھ پر انکار سجدہ کے بعد کھلا ۔

یزداں

(فرشتوں کی طرف دیکھ کر)

پستیِ فطرت نے سکھلائی ہے یہ حجت اسے
کہتا ہے ، تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود

معانی: پستی فطرت: فطرت کی کمزوری ۔ حجت: دلیل ۔

مطلب: خدا تعالیٰ شیطان کا جواب سن کر فرشتوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ تم نے اس کا جواب سن لیا ۔ یہ اس کی کمینہ فطرت کو ظاہر کرتا ہے ۔ انکار سجدہ اس نے اپنی مرضی سے کیا اور اب بہانہ کر رہا ہے کہ اے خدا میں نے جو کچھ کیا ہے تیری مرضی سے کیا ہے یعنی تیرے ارادے اور مرضی میں اگر میرا آدم کو سجدہ کرنا ہوتا تو میں ضرور آدم کو سجدہ کرتا ۔ وہ اپنی کردہ گناہی کو خدا کی تقدیر بنا کر پیش کر رہا ہے اور تقدیر کا غلط مفہوم بتا رہا ہے ۔

دے رہا ہے اپنی آزادی کو مجبوری کا نام
ظالم اپنے شعلہَ سوزاں کو خود کہتا ہے دُود

معانی: شعلہَ سوزاں : جلتا ہوا شعلہ یا د جلا دینے والا شعلہ ۔ دُود: دھواں ۔

مطلب: شیطان سجدہ کرنے یا نہ کرنے میں آزاد تھا ۔ میری طرف سے اس پر کوئی پابندی نہ تھی لیکن اب وہ اپنی آزادی کو مجبوری کا نام دے رہا ہے ۔ کتنا نادان اور بے وقوف ہے کہ اپنے جلا دینے والے شعلے کو خود ہی دھواں کہہ رہا ہے اور اپنی آزادی کو مجبوری بنا رہا ہے ۔

شکر و شکایت

میں بندۂ ناداں ہوں مگر شکر ہے تیرا
رکھتا ہوں نہاں خانۂ لاہوت سے پیوند

معانی: بندۂ ناداں : بے عقل شخص ۔ نہاں خانۂ لاہوت: عالمِ بالا کا پوشیدہ مقام ۔
مطلب: اس شعر میں علامہ اقبال اللہ تعالیٰ کا پہلے شکر ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں تو ایک نادان سا انسان تھا لیکن تیرے کرم نے مجھے عالم ناسوت (اس مادی دنیا) سے نکال کر عالم لاہوت (اپنے اس پراسرار جہاں سے) متعلق کر دیا ہے جہاں کے افکار و اعمال اس ناسوتی جہان کے اعمال وافکار سے بالکل جداگانہ ہیں اور یہ بات میری شاعری کے موضوعات و مضامین سے صاف ظاہر ہے ۔

اک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند

معانی: ولولہ : جوش ۔ بخارا و سمرقند: ترکستان کے شہر۔
مطلب: میں نے ایشیا اور وسطی ایشیا کی قوموں اور ان میں سے بھی خاص طور پر یہاں کے مسلمانوں میں اپنی شاعری اور اپنے پیغام کے ذریعے ایک نیا جوش اور ایک نئی امنگ پیدا کی ہے ۔ ان کو خواب غفلت سے جگایا ہے اور ان میں پھر سے آزادی اور عروج حاصل کرنے کا ولولہ پیدا کیا ہے ۔

تاثیر ہے یہ میرے نفس کی کہ خزاں میں
مرغانِ سحر خواں مری صحبت میں ہیں خورسند

معانی: نفس: سانس ۔ مرغانِ سحر: صبح کے پرندے ۔ صحبت: محفل ۔ خورسند: خوش ۔

مطلب: میں نے وہ پیغام جو اپنے کلام کے ذریعے دل وجان کی گہرائی اور خلوص نیت سے دیا ہے اس کا یہ اثر ہوا ہے کہ خزاں کے موسم میں بھی جو پرندے علی الصبح نغمے الاپتے ہیں (جو لوگ غلامی سے آزاد ہونا چاہتے ہیں) میری صحبت میں خوش ہیں ۔ میرے پیغام پر کان دھرتے ہیں لیکن حالات انہیں کچھ کرنے نہیں دیتے ۔

لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تو نے
جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضا مند

معانی: رضا مند: راضی ۔

مطلب: لیکن اے میرے پیدا کرنے والے مجھے تجھ سے خاکم بدہن یہ شکوہ ہے کہ مجھے ایسے ملک میں پیدا کر دیا ہے جو غلام ہے ۔ نہ صرف یہ کہ ملک غلام ہے بلکہ یہاں کے لوگ اپنی غلامی پر مطمئن ہیں ۔ اے کاش میں کسی آزاد وطن اور کسی آزاد قوم میں پیدا ہوا ہوتا تو پھر دنیا کو میرے پیغام کی تاثیر، اس کے نتیجہ اور میری قدر و قیمت کا پتہ چلتا ۔

ذکر و فکر

یہ ہیں سب ایک ہی سالک کی جستجو کے مقام
وہ جس کی شان میں آیا ہے علّم الاسما

معانی: سالک: چلنے والا ۔ علم الاسما: آدم کو جن چیزوں کے نام سکھائے گئے ۔
مطلب: سالک یعنی حقیقت کی تلاش کے راستے دو ہیں ایک ذکر کا اور دوسرا فکر کا ہے ۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے علم الاسما کی صفت سے نوازا ہے ۔ بلکہ سارے انسانوں کو نوازا ہے بشرطیکہ وہ اس انعام خداوندی کو سمجھ کر تلاش حقیقت میں نکلیں جو سالک ذکر کا یا عشق کا راستہ اور مشاہدے کا طریقہ اختیار کرتے ہیں تو وہ اپنے مقصود کو یقین کی حد تک پا لیتے ہیں ۔ اس کے برعکس جو عقل کی راہ پر گامزن ہوتے ہیں حقیقت میں ان میں سے بعض پر منکشف ہو جاتی ہے لیکن مشاہدہ نہ ہونے کے اعتبار سے یقین کامل کا پاؤں بعض دفعہ لغزش کھا جاتا ہے ۔

مقامِ ذکر کمالاتِ رومی و عطار
مقامِ فکر مقالاتِ بو علی سینا

مطلب: ذکر اور فکر میں امتیاز اور فرق کی مثال دیتے ہوئے علامہ رومی اور عطار کو اہل ذکر کے نمائندوں کے طور پر پیش کرتے ہیں جنھوں نے مشاہدہ حق کا مقام حاصل کیا ہے اور بو علی سینا کو جس کی عقل پر مبنی تحریریں مشہور ہیں اہل فکر کے نمائندوں کے لحاظ سے متعارف کرایا ہے ۔ حقیقت اس گروہ کے لوگوں کے ہاتھ بھی لگی ہے لیکن وہ دیدار اور مشاہدہ سے محروم ہیں ۔

مقامِ فکر ہے پیمائشِ زمان و مکاں
مقامِ ذکر ہے سبحانَ ربیِ الاعلیٰ

معانی: فکر: سوچ ۔ پیمائش: ناپ تول، اصل معلوم کرنا ۔ زمان و مکاں: مقام اور وقت، زمانے کی حدیں ۔ سبحان ربی الاعلیٰ: میرا بلند مرتبہ پروردگار پاک ہے ۔ مقامِ ذکر: ذکر کی شان ۔

مطلب: اہل فکر زمان و مکان کے حدود میں پابند رہتے ہیں وہ اس مادی جان اور اس عالم شش جہات کے متعلق ہی غور و خوض کرتے رہتے ہیں ۔ اس جہان کے پیچھے یا آگے کیا ہے وہاں کے حقائق تک ان کی رسائی نہیں ہوتی ۔ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں کا راز صرف اہل ذکر کو معلوم ہوتا ہے اور وہ اللہ کی پاکی بیان کر کے اور اس کے ذکر کی مختلف صورتیں اختیار کر کے اس جہان مادہ کے پس پردہ جو حقیقت ہے اسے پا لیتے ہیں ۔ صفات کے بت کدہ کو توڑتے ہوئے دیدار ذات کی منزل تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور یہ سب سے اعلیٰ برتر اور حقیقت پر مبنی مقام ہے ۔

ملاّئے حرم

عجب نہیں کہ خدا تک تری رسائی ہو
تری نگہ سے ہے پوشیدہ آدمی کا مقام

معانی: حرم: کعبہ ۔ رسائی: پہنچ ۔ آدمی کا مقام: آدمی کا درجہ ۔
مطلب: پہلی بات تو یہاں یہ کرنے کی ہے کہ علامہ نے اپنے کلام میں جہاں بھی مولوی یا ملا کے خلاف بات کی ہے وہاں رسمی اور بے حقیقت قسم کے مولوی اور ملا مراد ہیں ۔ اس طبقہ کی بحیثیت مجموعی مخالفت علامہ کے کلام میں نہیں ملتی بلکہ کئی جگہ ان کے اوصاف حمیدہ بھی بیان ہوئے ہیں ۔ یہاں رسمی قسم کے ملاؤں کے متعلق علامہ کہتے ہیں کہ انہیں آدمی کے مقام کا علم نہیں ۔ آدمی تو خلیفۃ الارض ہے ۔ نائب خدا ہے اپنے اندر علم الاسما کا خزانہ رکھتا ہے ۔ صفاتِ خداوندی کا مظہر ہے ۔ اگر اے ملا تو بھی ان اوصاف سے بہرہ ور ہوتا تو خدا تک رسائی پا لینا تیرے لیے بھی ممکن تھا ۔ اب ایسا نہ ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ تمہیں آدمی کے مقام کا ہی علم نہیں ۔

تری نماز میں باقی جلال ہے نہ جمال
تری اذاں میں نہیں ہے مری سحر کا پیام

معانی: جلال: غیرت اور نرمی ۔ جمال: حسن و خوبی ۔ اذاں: نماز کا بلاوا دینا ۔
مطلب: تیری نمازیں حسن و خوبی اور شان و شکوہ سے محروم ہیں اور تیری اذان میں غافل دلوں کو بیدار کرنے ، تاریک قلوب میں روشنی پیدا کرنے اور اہل اسلام میں عمل و سعی کا ولولہ پیدا کرنے کا وہ جوہر نہیں ہے جو میری سحر نے دیا ہے ۔ مری سحر سے مراد اقبال کے نزدیک وہ سحر ہے جو اذان سے پیدا ہوتی ہے لیکن یہ سحر رسمی ملا کی اذان سے پیدا نہیں ہوتی ۔ صرف مردِ مومن کی اذان سے پیدا ہوتی ہے ۔

تقدیر

نا اہل کو حاصل ہے کبھی قوت و جبروت
ہے خوار زمانے میں کبھی جوہرِ ذاتی

معانی: نا اہل: نالائق ۔ قوت وجبروت: قوت و عظمت ۔ جوہر ذاتی: ذاتی خوبی ۔
مطلب: عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے لوگ جو نالائق ہوتے ہیں اور ان میں کوئی ذاتی صلاحیت نہیں ہوتی وہ طاقت، عظمت اور ہیبت کے مالک بن جاتے ہیں اور حکومت کے عہدوں تک پہنچ جاتے ہیں ۔ اور اس کے برعکس یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ ذاتی قابلیت رکھتے ہیں اور اللہ نے جنہیں ذاتی صلاحیتیں عطا کی ہوئی ہیں وہ زمانے میں ذلیل و خوار دکھائی دیتے ہیں ۔ یہ تقدیر کے متعلق ایک عام نقطہ نظر ہے جو علامہ نے اس شعر میں پیش کیا ہے ۔

شاید کوئی منطق ہو نہاں اس کے عمل میں
تقدیر نہیں تابعِ منطق نظر آتی

معانی: منطق: نطق سے، یعنی دلیل سے سمجھائی گئی بات ۔ نہاں : پوشیدہ ۔ تقدیر: اللہ کا فیصلہ ۔
مطلب: نا اہل کے کامیاب اور اہل کے ناکام ہونے کے پیچھے شاید کوئی علم معقول یا دلیل کی بات پوشیدہ ہو لیکن میرے خیال میں تقدیر جو ہے وہ منطق کے زیر فرمان نظر نہیں آتی ۔ اس کا معاملہ ہی اور ہے ۔

ہاں ایک حقیقت ہے کہ معلوم ہے سب کو
تاریخِ امم جس کو نہیں ہم سے چھپاتی

معانی: تاریخ امم: امتوں کی تاریخ ۔
مطلب: اقبال نے دوسرے شعر میں یہ بات بیان کی ہے کہ شاید اہل اور نا اہل کی تقدیر میں کوئی منطق چھپی ہوئی ہو۔ لیکن اس تیسرے شعر میں کہتے ہیں کہ حقیقت اس کے برعکس ہے جو سب کو معلوم ہے اور یہ حقیقت قوموں کے عروج وزوال کی تاریخ سے صاف ظاہر ہے ۔ جو قومیں عمل سے محروم ہوتی ہیں وہ ذلیل و خوار ہو جاتی ہیں یہ بات اقوام کی تاریخ سے بالکل عیاں ہے ۔

ہر لحظہ ہے قوموں کے عمل پر نظر اس کی
برّاں صفتِ تیغِ دو پیکر نظر اس کی

معانی: برّاں: تیکھا ۔ کاٹنے والا ۔ تیغِ دوپیکر: دو دھاری تلوار ۔
مطلب: اقبال نے اس شعر میں تقدیر کا صحیح مفہوم بتاتے ہوئے کہا ہے کہ تقدیر ہر لمحہ قوموں کے اعمال پر نظر رکھتی ہے ۔ تقدیر دو دھاری تلوار کی مانند ہے جو اہل عمل کو کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے اور بے عملوں کو ناکامی کا منہ دکھاتی ہے ۔ اقبال کے نزدیک تقدیر کا وہ مفہوم جو عوام کے ذہن میں ہے کہ نا اہل پھلتے پھولتے ہیں اور اہل خوار نظر آتے ہیں بالکل غلط ہے ۔ تقدیر بندوں کے اپنے اعمال کے نتیجے میں بنتی ہے ۔

توحید

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے فقط اک مسئلہَ علمِ کلام

معانی: توحید: وحدتِ الہٰی ۔ علم کلام: فلسفے کی رُو سے کی جانے والی گفتگو ۔
مطلب: حق و باطل یا کفر اور اسلام کے درمیان جو تمیزی چیزیں ہیں ان میں توحید (خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا) بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے ۔ ایک وقت تھا کہ توحید مسلمان کا اصل سرمایہ تھا اور اس کی ساری زندگی اسی محور کے گرد گھومتی تھی لیکن یہی توحید جو مسلمان کے لیے ایک زندہ، حقیقی اور پائیدار طاقت کی حیثیت رکھتی تھی آج صرف ایک علم کلام کے مسئلہ کے طور پر باقی رہ گئی ہے ۔ اس پر علمی، دلیلی اور منطقی باتیں تو بہت کی جاتی ہیں لیکن عملاً مسلمانوں میں یہ قوت ناپید نظر آتی ہے ۔

روشن اس ضو سے اگر ظلمتِ کردار نہ ہو
خود مسلماں سے ہے پوشیدہ مسلماں کا مقام

معانی: ظلمتِ کردار: کردار کا اندھیرا ۔
مطلب: اقبال اس شعر میں کہتے ہیں کہ جب تک توحید کی اس زندہ قوت کی روشنی سے مسلمان کے عمل اور سیرت کی تاریکی میں تابندگی پیدا نہ ہو یعنی جب تک مسلمان توحید پر عملاً کاربند نہ ہو اس کا اپنا مقام اس سے چھپا ہوا رہے گا ۔

میں نے اے میرِ سپہ تیری سپہ دیکھی ہے
قل ھو اللہ کی شمشیر سے خالی ہے نیام

معانی: میرِ سپہ: سپہ سالار ۔ سپہ: فوج ۔ قل ھواللہ کی شمشیر: قرآن کی تلوار ۔ نیام: تلوار کا غلاف ۔

مطلب: اقبال اس شعر میں مسلمانوں کے رہنماؤں خصوصاً مذہبی رہنماؤں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس لشکر کے تم امیر اور سپہ سالار ہو میں نے اس سپاہ کو دیکھا ہے ۔ اس میں ایک ایک سپاہی کی میان توحید کی تلوار سے خالی ہے ۔ اقبال کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں اگر توحید کی دولت نایاب ہے تو اس کے ذمہ دار اصل میں وہ خلوتی صوفیاء اور جلوتی علماء ہیں جو نہ خود توحید پر عامل ہیں اور نہ اپنی قوم کو انھوں نے اس کی روح سے آشنا کرایا ہے ۔

آہ! اس راز سے واقف ہے نہ ملاّ نہ فقیہ
وحدت افکار کی بے وحدتِ کردار ہے خام

معانی: ملا: مولوی ۔ فقیہ: شرعی مسئلوں کو جاننے والا ۔ وحدتِ افکار: سوچوں کا ایک ہونا ۔ بے وحدت: اتحاد کے بغیر ۔ کردار: چال چلن، عمل ۔

مطلب: اقبال کے اس شعر کے شروع میں لفظ آہ اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں اس بات کا بڑا افسوس ہے کہ آج کے مسلمانوں کے علماء اور فقہا اس بھید سے بالکل ناواقف ہیں کہ عمل اور سیرت کی یکسانیت خیالات کی وحدت یگانگت کے بغیر ناپختہ ہے ۔ آج کے پیشہ ور دینی رہنما توحید کی باتیں تو بہت کرتے ہیں لیکن ان کا اپنا کردار اس سے بالکل مختلف ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں بھی خیالات و اعمال کی یگانگت موجود نہیں بلکہ ہر طرف منافقت نظر آتی ہے ۔

قوم کیا چیز ہے قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ بے چارے دو رکعت کے امام

معانی: امامت: رہبری ۔ دو رکعت: یعنی عبادت، نماز ۔ امام: نماز پڑھانے والے ۔

مطلب: ایسے پیشہ ور اور خود غرض علماء فقیہ اور امام جن کی باتیں علامہ نے مذکورہ بالا شعروں میں کی ہیں جب مسجد میں نماز کی چند رکعتیں صحیح طور پر نہیں پڑھا سکتے وہ پوری قوم کی رہنمائی کیسے کر سکتے ہیں ۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ آج کے مسجدی امام اکثر نا اہل ،

پیشہ ور اور فسادی ہوتے ہیں اور ان میں اپنے مقتدیوں میں اتحاد عمل وافکار پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ایسے امام پوری قوم کی امامت کیسے کر سکتے ہیں اور اس کی واحد وجہ ان کی توحید نا آشنائی ہے ۔

علم اور دین

وہ علم اپنے بتوں کا ہے آپ ابراہیم
کیا ہے جس کو خدا نے دل و نظر کا ندیم

معانی: ابراہیم: یعنی بت توڑنے والا ۔ ندیم: ساتھی ۔
مطلب: یہاں علامہ نے دین کو علم کے ساتھ وابستہ کیا ہے ۔ ان کے نزدیک وہ علم جو العلم کہلاتا ہے دین سے الگ نہیں ہے وہ انسان کے اندر کے سارے بتوں کو اس طرح پاش پاش کر دیتا ہے جس طرح کہ حضرت ابراہیم نے نمرود کے زمانے میں بتوں کو توڑا تھا ۔ یہ علم اقبال کے نزدیک وہ علم ہے جسے خدا نے انسان کے دل اور اس کی نظر کا دوست بنایا ہے ۔ یعنی اس کے ذریعے انسان کا باطن اور اس کا ظاہر دونوں صاف ہو جاتے ہیں ۔

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک
دلیلِ کم نظری ، قصہَ جدید و قدیم

معانی: کم نظری: بے عقلی، کمزور مشاہدہ ۔ جدید: نیا ۔ قدیم: پرانا ۔
مطلب: جب زمانہ ایک ہے ۔ زندگی ایک ہے اور کائنات بھی ایک ہے تو پھر ہم ان کو جب جدید اور قدیم میں تقسیم کرتے ہیں تو یہ تقسیم کنندوں کی کم نگاہی کی دلیل ہے ۔ علم چاہے کسی زمانے کا بھی ہو وہی علم ہے جو انسان کو اس کے دل و نظر کے قریب کر دے ۔ اس لیے یہ جدید اور قدیم کی بحث کرنے والے کم فہم ہیں ۔

چمن میں تربیتِ غنچہ ہو نہیں سکتی
نہیں ہے قطرہَ شبنم اگر شریکِ نسیم

معانی: تربیت: پرورش ۔ نسیم: صبح کی ہوا ۔ ہمکنار: ساتھ ۔

مطلب: اقبال نے اس شعر میں ایک اصول بیان کیا ہے وہ اصول یہ ہے کہ باغ میں غنچے کی تربیت اس وقت تک ممکن نہیں جب تک صبح کی ٹھنڈی ہوا کے ساتھ شبنم کے قطرے مل کر غنچوں کے منہ میں نہ گریں ۔ مراد یہ ہے کہ علم جب تک آسمانی دین سے ہم آہنگ نہ ہو گا جہالت ہے ۔

وہ علم،کم بصری جس میں ہم کنار نہیں
تجلیاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم

معانی: تجلیاتِ کلیم: موسیٰ کا نورِ الٰہی دیکھنا ۔ مشاہداتِ حکیم: فلسفیوں کے حقیقی مشاہدے ۔

مطلب: علامہ کے نزدیک وہ علم علم نہیں بلکہ علم حاصل کرنے والے کی کم نگاہی کی دلیل ہے جس میں حضرت موسیٰ کی تجلیات ربانی اور مسلمان فلسفیوں کے مشاہدات ساتھ ساتھ نہ چلتے ہوں ۔ یعنی ایسے علوم جو آسمانی کتابوں اور دین اسلام سے منقطع ہوں وہ صحیح علوم نہیں بلکہ ان سے جہالت بہتر ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا علم باوجود انتہا کو پہنچنے کے روح اور نظر کا ندیم نہیں بن سکا ۔

ہندی مسلمان

غدارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن
انگریز سمجھتا ہے مسلماں کو گداگر

معانی: غدارِ وطن: قوم کو نقصان پہنچانے والا ۔ برہمن: ہندو ۔ گداگر: فقیر ۔
مطلب: یہاں علامہ نے ان مسلمانوں کی بات کی ہے جو تقسیم برصغیر سے پہلے کے ہیں اور کہا ہے کہ برہمن مسلمان کو وطن کا غدار سمجھتا ہے کیونکہ وہ خیال کرتا ہے کہ مسلمان الگ وطن کا مطالبہ کرتے ہیں اور ہمارا ساتھ نہیں دیتے ۔ انگریز مسلمان کو بھکاری سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ مسلمان ہر وقت کچھ نہ کچھ مانگتا ہی رہتا ہے کبھی نوکریاں اور کبھی اسمبلیوں کی ممبریاں اور کبھی حقوق ۔

پنجاب کے اربابِ نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومنِ پارینہ ہے کافر

معانی: پنجاب کے اربابِ نبوت: مرزا قادیانی کے دعوے ۔ شریعت: احکام مذہب ۔ پارینہ: پرانا ۔
مطلب: پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا کے پیروکار یہ کہتے ہیں کہ ہماری شریعت سچی ہے اور یہ پرانے مسلمان جو ہمارے نبی کو نہیں مانتے وہ کافر ہیں ۔

آوازۂ حق اٹھتا ہے کب اور کدھر سے
مسکیں دلکم ماندہ دریں کشمکش اندر

مطلب: ان حالات میں جب کہ ہر طرف سے مسلمان کے خلاف جھوٹی باتیں ہو رہی ہیں دیکھیے کون مرد حق پیدا ہوتا ہے اور کب پیدا ہوتا ہے اور کب سچی بات کہنے والا مسلمانوں میں آتا ہے ۔ میرا چھوٹا سا غریب دل تو اسی کشمکش میں رہتا ہے کہ کب خدا کی طرف سے ایسا مرد حق آتا ہے اور ہندوستان کے مسلمانوں کو صحیح راستہ دکھاتا ہے ۔

آزادیِ شمشیر کے اعلان پر

سوچا بھی ہے اے مردِ مسلماں کبھی تو نے
کیا چیز ہے فولاد کی شمشیرِ جگر دار

معانی: شمشیرِ جگر دار: نہ ٹوٹنے والی تلوار ۔

مطلب: 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے ہندی مسلمان کو بالکل نہتے کر دیا تھا ۔ 1935ء میں انہیں تلوار رکھنے کی اجازت ملی ۔ اس پر علامہ نے کہا کہ اے ہندوستانی مسلمان تو نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ جس تلوار کی تمہیں آزادی ملی ہے لوہے کی وہ تیز کاٹ والی تلوار کیا ہے

اس بیت کا یہ مصرعہَ اول ہے کہ جس میں
پوشیدہ چلے آتے ہیں توحید کے اسرار

معانی: مصرعہ اول: شعر کا پہلا مصرع ۔

مطلب: اس شعر میں اور اس کے اگلے شعر میں بیت ، مصرع اول اور مصرع ثانی کی شاعرانہ اصلاحوں کے پس منظر میں شاعر نے اپنی بات اور بڑھائی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ اس شعر کا پہلا مصرع ہے جس میں توحید کے بھید چھپے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ۔

ہے فکر مجھے مصرعِ ثانی کی زیادہ
اللہ کرے تجھ کو عطا فقر کی تلوار

معانی: فقر کی تلوار: مراد غیرت مند کردار ۔

مطلب: جس طرح کوئی شعر دو مصرعوں کے بغیر مکمل نہیں ہوتا اسی طرح جو مضمون اقبال ادا کرنا چاہتے ہیں وہ ان دو شعروں میں پورا

ہوتا ہے ۔ پہلے شعر میں اس نے مصرع اول کی بات کر کے لوہے کی جگر دار تلوار کا ذکر کیا ہے اور دوسرے شعر میں انھوں نے فولاد کی تلوار کے مقابلے میں فقر کی تلوار کا بیان فرمایا ہے اور کہا ہے کہ جب تک تجھے فقر کی اسلامی تلوار عطا نہ ہوگی یہ لوہے کی تلوار بے کار ہے ۔ خدا کرے کہ تجھے فقیری کی تلوار بھی عطا ہو۔

قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن
یا خالد جانباز ہے یا حیدرِ کرار

معانی: خالد جانباز: خالد بن ولید دورِ نبوی کے زبردست جنگجو۔ حیدرِ کرّار: حضرت علی علیہ السلام

مطلب: اس شعر میں علامہ یہ کہتے ہیں کہ اگر مسلمان کے پاس فولاد کی تلوار کے ساتھ ساتھ (لشکری قوت کے ساتھ ساتھ) فقر کی تلوار (درویشی کی طاقت) بھی آجائے تو پھر مسلمان یا جان پر کھیل جانے والا حضرت خالد بن ولید بن جاتا ہے یا خیبر میں کامیابی حاصل کرنے والا شیرِ خدا حضرت امام علی بن جاتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ صرف فوجی طاقت اس وقت تک بے کار ہے جب تک کہ یہ دین اور ایمان کی طاقت نہ رکھتی ہو۔ دین کے بغیر تلوار چنگیزیت بن جاتی ہے اور تلوار کے بغیر دین کا نفاذ ناممکن ہو جاتا ہے ۔

جہاد

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

معانی: جہاد: کافروں کے ساتھ جنگ ۔ فتویٰ ہے: مرزا غلام احمد قادیانی کا فتویٰ ۔
مطلب: ہندوستان کے بعض مسلمان مذہبی رہنماؤں خصوصاً مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کو خوش کرنے کے لیے یہ فتویٰ دے دیا ہے کہ یہ زمانہ قلم کا ہے تلوار کا نہیں ۔ تلوار اس زمانے میں کام کی چیز نہیں رہی لہذا اسے ترک کر دینا ہی بہتر ہے ۔ صرف قلم سے اسلام کی اچھائیاں بیان کرنی چاہیے ۔ جہاد کا اس زمانے میں نام لینا مناسب نہیں ۔

لیکن جنابِ شیخ کو معلوم کیا نہیں
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و بے اثر

مطلب: لیکن ان مذہبی رہنماؤں کو کیا یہ معلوم نہیں ہے کہ مسجدوں میں اس قسم کی تقریر یا نصیحت کرنا بے فائدہ بھی ہے اور بے اثر بھی کیونکہ مسلمان ہی صحیح مسلمان نہیں رہا ۔

تیغ و تفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذّت سے بے خبر

معانی: تیغ و تفنگ: تلوار اور تیر ۔ دستِ مسلماں : مسلمان کا ہاتھ ۔ موت کی لذت: یعنی شہادت کی موت کا مزا ۔
مطلب: ایسی نصیحتیں کرنا اس لیے بے کار ہے کہ مسلمان کے پاس اب نہ تلوار ہے نہ بندوق یعنی وہ ہر قسم کی فوجی طاقت سے

محروم ہے ۔ فرض کرلیں کہ تلوار اور بندوق مسلمان کے ہاتھ میں ہو بھی تب بھی وہ اسے استعمال نہیں کرے گا کیونکہ اس کا دل موت کی لذت سے بے بہرہ ہے ۔

کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اسے کہ مسلماں کی موت مر

معانی: لرزتا ہو: کانپتا ہو۔

مطلب: جس مسلمان کا دل کسی کافر کی موت پر کانپ اٹھتا ہے اس سے یہ کہنا کہ اللہ کے راستے میں مسلمان کی حیثیت سے مر، بے فائدہ ہے ۔ کیونکہ جو دوسروں کو مرتا ہوا دیکھ کر کانپ اٹھتا ہے وہ خود مرنے کے لیے کب تیار ہو گا۔

تعلیم اس کو چاہیے ترکِ جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر

معانی: ترکِ جہاد: جہاد کو چھوڑ دینا ۔ پنجۂ خونیں : خونی پنجہ سے، یعنی مسلمان سے ۔

مطلب: جب مسلمان کے پاس کسی قسم کی فوجی قوت ہی نہیں ہے تو ہمارے مذہبی رہنماؤں کو مسلمانوں کی بجائے ان لوگوں کو ترک جہاد کی نصیحت کرنی چاہیے جن کے پاس بے اندازہ فوجی قوت ہے اور جن کے ظالمانہ ہاتھ کمزور قوموں کے خون سے رنگین ہیں ۔ مراد یہاں مغربی اقوام سے ہے ۔

باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر

معانی: باطل: جھوٹ ۔ فال و فر: شان و شوکت ۔ یورپ زرہ میں : یورپ نے جنگی لباس پہن لیا۔

مطلب: یورپ والوں نے باطل کی شان و شوکت اور دبدبہ کی حفاظت کے واسطے اپنے آپ کو کندھے سے کمر تک زرہ پوش کر رکھا

ہے یعنی وہ پوری طرح حق کے مقابلے میں باطل کی حفاظت کے لیے فوجی طاقت جمع کیے ہوئے ہیں ۔ ترک جنگ کی نصیحت ہمارے رہنماؤں کو یورپ والوں کو کرنی چاہیے نہ کہ مسلمانوں کو جن کے پاس کوئی فوجی سازوسامان یا طاقت نہیں ہے بلکہ ایمانی طاقت بھی کھو بیٹھے ہیں ۔

ہم پوچھتے ہیں شیخِ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر

معانی: شیخِ کلیسا نواز: مولوی جس نے گرجا پسند کر لیا ۔
مطلب: ان حالات میں جب یورپ پوری طرح فوجی سازوسامان سے آراستہ ہے اور مسلمان نہتا اور بے طاقت ہے ہم ان مذہبی رہنماؤں سے جنھوں نے جہاد کے خلاف فتویٰ دیا ہے پوچھتے ہیں کہ اگر جنگ اہل مشرق کے لیے بری ہے تو اہل مغرب کے لیے بری کیوں نہیں چونکہ یہ رہنما عیسائی نواز ہیں اس لیے وہ اہل مغرب کے خلاف فتویٰ نہیں دے سکتے ۔

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگزر

معانی: زیبا: پسندیدہ ہونا ۔ محاسبہ: پوچھ گچھ کرنا ۔ درگذر کرنا: چھوڑ دینا، معاف کر دینا ۔
مطلب: اگر ان مذہبی رہنماؤں کی غرض سچ بات کہنا ہے تو کیا ان کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ اس یورپ کو تو معاف کر دیں جو سر بہ سر فوجی طاقت بنا ہوا ہے اور مسلمانوں سے پوچھ گچھ کریں جن کے پاس کوئی فوجی قوت نہیں ہے اور ان کو جہاد ترک کرنے کی نصیحت کریں ۔ حالانکہ ایسا انہیں اہل یورپ کو کہنا چاہیے جنھوں نے اپنی فوجی قوت کی بنا پر کمزور قوموں کے خون سے ہاتھ رنگے ہوئے ہیں ۔

قوت اور دین

اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں
سو بار ہوئی حضرتِ انساں کی قبا چاک

معانی: اسکندر: یونان کا بادشاہ جس نے بہت سے ملک فتح کیے ۔ چنگیز: تاتاری سردار جس نے ایران اور دوسرے اسلامی ممالک کو برباد کیا ۔ انسان کی قبا چاک: یعنی انسانوں کا قتل کیا ۔

مطلب: اسکندر اور چنگیز جیسے عظیم اور ظالم فاتحوں کے ہاتھوں حضرت انسان کا لباس سو بار پھٹا ۔ مراد یہ ہے کہ دنیا میں ایسے فاتحین نے اور ظالم و جابر حکمرانوں نے انسانیت و آدمیت کی بارہا تذلیل کی ہے اور خون بہایا ہے ۔

تاریخِ امم کا یہ پیامِ ازلی ہے
صاحب نظراں ! نشہ قوت ہے خطرناک

معانی: ازلی: پہلے دن کا ۔ صاحبِ نظراں : دیکھنے والو! یعنی اے عقل والو ۔ نشہَ قوت: طاقت کا نشہ ۔

مطلب: قوموں کی تاریخ ہمیشہ سے یہ پیام دے رہی ہے کہ اے نظر رکھنے والو یاد رکھو کہ قوت کا نشہ بڑا خطرناک ہوتا ہے جس شخص یا قوم کے پاس قوت آجاتی ہے وہ اپنی طاقت کے نشہ میں نیک و بد ہر قسم کا قدم اٹھا لیتی ہے ۔

اس سیلِ سبک سیر و زمیں گیر کے آگے
عقل و نظر و علم و ہنر ہیں خس و خاشاک

معانی: سیلِ سبک سیر: تیز طوفان ۔ زمیں گیر: زمین پر چھا جانا، زمین کو فتح کر لینا ۔ خس و خاشاک: گھاس، کوڑا کرکٹ ۔

مطلب: قوت کا نشہ زمین پر پھیل جانے والے تند و تیز سیلاب کی مانند ہوتا ہے جو سب کچھ بہا کر لے جاتا ہے ۔ قوت کے نشہ کے سیلاب کے سامنے مفتوح قوموں اور افراد کی عقل، نظر، علم، ہنر وغیرہ گھاس پھوس کی طرح بہہ جاتا ہے ۔

لادیں ہو تو ہے زہرِ ہلاہل سے بھی بڑھ کر
ہو دیں کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاک

معانی: زہر ہلاہل: ہلاک کرنے والا زہر ۔ تریاک: زہر کے علاج کی دوا ۔

مطلب: اگر قوت کا نشہ بے دین ہو تو یہ ہلاک کر دینے والے زہر سے بھی بڑھ کر ہے ۔ ہاں اگر دین کی اس پر قدغن ہو یا دین کے لیے ہو تو پھر یہی قوت زہر کا علاج بن جاتی ہے ۔ چنگیزیت اسی لیے ظلم و جبر کی انتہا تھی کہ اس پر دین کی قدغن نہیں تھی ۔ جو قوت بھی دین کے سایہ کے بغیر ہو گی وہ چنگیزیت ہی ہو گی ۔ دین کے سایہ میں جو تلوار اور جو قوت استعمال کی جائے گی وہ رحمت ہو گی ۔

فقر و ملوکیت

فقر جنگاہ میں بے ساز و یراق آتا ہے
ضرب کاری ہے اگر سینے میں ہے قلب سلیم

معانی: جنگاہ: میدان جنگ ۔ بے ساز و یراق: ہتھیار اور ساز و سامان کے بغیر۔ ضرب کاری: ہلاک کرنے والی چوٹ ۔ قلبِ سلیم: ماننے والا دل ۔

مطلب: فقیری دنیا کے میدان جنگ میں ساز و سامان کے بغیر اترتی ہے چونکہ درویش کے پاس پاک اور ہر قسم کی روحانی بیماری سے شفایاب دل ہوتا ہے اس لیے اس کا وار تلوار اور لشکری قوت و سامان سے بھی زیادہ سخت اور کارگر ہوتا ہے ۔

اس کی بڑھتی ہوئی بے باکی و بے تابی سے
تازہ ہر عہد میں ہے قصہَ فرعون و کلیم

معانی: بے باکی: نڈر ہونا ۔ بے تابی: بے چینی ۔ فرعون: مصر کا ظالم بادشاہ ۔ کلیم : موسیٰ کلیم اللہ ۔

مطلب: درویشی باطل سے ٹکرانے اور حق کو پھیلانے کے لیے ہمیشہ بے خوف اور بے قرار رہتی ہے ۔ وہ اس کیلیے ہر لمحہ پہلے سے بھی زیادہ بے خوف اور بے قرار ہوتی ہے ۔ اس درویش مزاجی کی وجہ سے ہر عہد میں فرعون و کلیم کا قصہ تازہ ہوتا رہتا ہے یعنی حق و باطل کی جنگ ہر دور میں رہتی ہے جس طرح اپنی ساری قوت کے باوجود فرعون اور اس کے لشکر نے موسیٰ سے شکست کھائی تھی اسی طرح فقر کے سامنے بادشاہت اور طاقت بھی ہر دور میں شکست کھا جاتی ہے ۔ لیکن افسوس ہے آج کے مادی دور میں درویشی کی اہمیت لوگوں کی نظروں میں نہیں رہی اور خود درویش بھی دنیادار ہو گئے ہیں ۔ فرعون شکن درویشی اگر آج بھی ہو تو ہر باطل قوت سے ٹکرایا جا سکتا ہے اور اس پر فتح بھی حاصل کی جا سکتی ہے ۔

اب ترا دَور بھی آنے کو ہے اے فقرِ غیور
کھا گئی روحِ فرنگی کو ہوائے زر و سیم

معانی: فقرِ غیور: غیرت مند فقیری ۔ روحِ فرنگی: یورپی تہذیب ۔ ہوائے زر: سونے چاندی کا لالچ ۔

مطلب: فقر کے لغوی معنی تنگ دستی اور غریبی کے ہیں ۔ اور یہ اچھی چیز نہیں ۔ ایسا صاحب فقر دنیا کا محتاج اور بھکاری ہوتا ہے لیکن یہاں فقر اصطلاحی معنوں میں استعمال ہوا ہے جو غیرت والا ہوتا ہے اور صاحب فقر کچھ نہ ہونے کے باوجود کسی کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ سب اس کے محتاج ہوتے ہیں ۔ وہ دنیا سے نفرت کرتا ہے اور دنیا اس کے قدموں میں گرتی ہے ۔ اقبال کہتے ہیں کہ یورپ اور اہل یورپ کی تہذیب و ثقافت اور علم و فن نے سارے لوگوں کو مادیت کا پرستار بنا دیا ہے ۔ شکم پرست بنا کر رکھ دیا ہے ۔ ہر کوئی دولت اور سونے چاندی کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے ۔ جس سے انسانی قدریں تباہ ہو چکیں ہیں اور انسانی بھیس میں ہر طرف حیوانوں کے ریوڑ نظر آتے ہیں ۔ اقبال کو امید بلکہ یقین ہے کہ دنیا ایک دن خود ہی اپنے اس کیے پر پچھتائے گی اور پھر وہ دور آئے گا جو درویشی کا دور ہو گا ۔ جس میں انسانیت اور شرف آدمیت بحال ہو گا ۔

عشق و مستی نے کیا ضبطِ نفس مجھ پر حرام
کہ گرہ غنچے کی کھلتی نہیں بے موجِ نسیم

معانی: ضبط نفس: روح کو قابو میں رکھنا ۔ غنچے کی: کلی کی ۔ بے موجِ نسیم: صبح کی ہوا کے بغیر ۔

مطلب: عشق اور مستی نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ جو بات میری جان، میرے دل اور میری سانس میں ہے اسے میں صاف صاف بیان کر دوں جس طرح غنچے کا منہ صبح کی ٹھنڈی ہوا کے بغیر نہیں کھلتا اسی طرح عشق و مستی کے بغیر ایسی بات واشگاف طور پر زبان پر نہیں لائی جا سکتی ۔ میں نے صاف صاف بیان کر دیا ہے جو کچھ میں نے محسوس کیا ہے اور وہ یہ کہ فرنگیوں کی مادہ پرستی کا دور ختم ہونے والا ہے اور غیرت مند درویشی کا پھر سے رواج ہونے والا ہے ۔ اس زمانے میں انسانی قدریں پھر بحال ہو جائیں گی اور انسان حیوان سے پھر انسان بن جائے گا ۔

اسلام

روح، اسلام کی ہے نورِ خودی، نارِ خودی
زندگانی کے لیے نار خودی نور و حضور

معانی: نورِ خودی، نارِ خودی: خودی کا نور اور خودی کی آگ ۔ زندگانی: زندگی ۔

مطلب: اسلام کی روح خودی کے نور اور خودی کی حرارت میں مضمر ہے ۔ زندگی گزارنے کے لیے خودی کی حرارت سے صاحب خودی کے اندر نور بھی پیدا ہوتا ہے اور اس کی خدا کے حضور حاضری بھی ہو جاتی ہے یا بہ الفاظ دیگر صاحب خودی کو اپنے اندر خدا کی موجودگی کا احساس پیدا ہو جاتا ہے بلکہ وہ اس کا مشاہدہ کر لیتا ہے ۔

یہی ہر چیز کی تقویم ، یہی اصلِ نمود
گرچہ اس روح کو فطرت نے رکھا ہے مستور

معانی: تقویم: زندگی کا حساب رکھنے والا ۔ نمود: ظہور ۔ مستور: چھپا ہوا ۔

مطلب: اگرچہ قدرت نے اسلام کی اس روح کو پوشیدہ رکھا ہوا ہے لیکن یہی ہر چیز کے حساب و کتاب کا دستور العمل ہے ۔ اس سے ہر چیز میں استحکام اور مضبوطی ہے اور یہی ہر شے کے ظہور کی اصل ہے ۔

لفظِ اسلام سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر
دوسرا نام اسی دین کا ہے فقرِ غیور

معانی: کد: ناراضگی ، دشمنی ۔ فقرِ غیور: غیرت مند فقیری ۔

مطلب: اگر اہل یورپ کو اسلام کے لفظ سے چڑ ہے تو وہ یہ لفظ استعمال نہ کریں اس کی جگہ فقرِ غیور نام استعمال کر لیں ۔ بات ایک

ہی ہے فقر کے لغوی معنی تو احتیاج، غریبی اور تنگ دستی کے ہیں لیکن اصل میں فقر مسلمان کا وہ جوہر ہے جو اسے ہر احتیاج سے بے نیاز کر دیتا ہے بلکہ ہر شے اس کی محتاج ہو جاتی ہے اور یہی مسلمان کی شان ہے کہ وہ دنیاوی اختیارات سے بے نیاز صرف اللہ کے لیے اپنی زندگی بسر کرے۔

حیاتِ ابدی

زندگانی ہے صدف، قطرۂ نیساں ہے خودی
وہ صدف کیا کہ جو قطرے کو گہر کر نہ سکے

معانی: صدف: سیپی ۔ قطرۂ نیساں: ابر بہار کا قطرہ ۔ گہر: موتی ۔
مطلب: اقبال نے آدمی کی زندگی کو سیپ سے تشبیہ دی ہے اور خودی کو اس بادل سے برسنے والے قطرے سے تشبیہ دی ہے جو سیپ کے منہ میں جا کر موتی بن جاتا ہے ۔ جس طرح سیپ موتی کے بغیر ایک بے کار شے ہے اسی طرح آدمی کی زندگی بھی خود شناسی کے بغیر بے کار ہے ۔ خودی انسانی زندگی کے صدف کا موتی ہے ۔ جس طرح وہ صدف صدف کہلانے کے مستحق نہیں جو قطرہ آب کو موتی نہ بنا سکے اسی طرح وہ آدمی، آدمی یا انسان کہلانے کا حق دار نہیں جو خودی سے خالی ہے ۔

ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

معانی: خودنگر: خود کو پہچاننے والی ۔ خودگر: خود کو بنانے والی ۔ خودگیر: خود پر قابو پانے والی ۔
مطلب: اگر اے انسان تیری خودی اپنی معرفت رکھتی ہو، دوسروں سے بے نیاز ہو کر اپنی تربیت خود کرتی ہو اور اپنی ضروریات و احتیاجات میں خود کفیل ہو اور کسی دوسرے کی دست نگر نہ ہو تو یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی نہ مر سکے ۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ تجھ پر ظاہری موت نہیں آئے گی اس کا ذائقہ تو ہر نفس کو چکھنا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ مر کر بھی ایک اور طرح کی زندگی کے روپ میں تو زندہ رہے گا ۔ شہداء، اولیا اور انبیا کی زندگیاں اس پر گواہ ہیں ۔

سلطانی

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روحِ قرآنی

معانی: بے پردہ: پردے کے بغیر، ظاہر۔
مطلب: اس راز کی کسے خبر ہے یعنی بہت کم لوگ اس بات کو جانتے ہیں کہ وہ فقر جس میں قرآن کی روح ظاہر ہو ہزاروں مقام رکھتا ہے ۔ سلطانی بھی اس کا ایک مقام ہے وہ مرد درویش جس کی درویشی میں قرآن کی روح بیدار ہوتی ہے وہ بہ ظاہر کچھ نہ کچھ ہو سلاطین زمانہ سے بلند تر ہوتا ہے ۔ اس فقر کے آگے دارا اور سکندر جیسے سلطان جھکتے ہیں ۔ اصل سلطانی اسی مرد درویش کی سلطانی ہے جو اسلامی فقر کا حامل ہے ۔

خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی
یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو سلطانی

معانی: سلطانی: حکومت، قوت ۔
مطلب: جب خودی کو یہ نظر آتا ہے کہ وہ اپنے اندر ہر دوسری شے پر غلبہ پانے کی طاقت رکھتی ہے اور وہ ہر ایک پر فاتحانہ شان سے حکمرانی کر سکتی ہے تو اس کے اسی مقام کو ہی سلطانی کہتے ہیں ۔ یہ وہ سلطانی ہے جس کو زوال نہیں ہے ورنہ وہ سلطانی جو عام مفہوم میں سلطانی کہلاتی ہے آج ہے کل نہیں ہو سکتی ۔

یہی مقام ہے مومن کی قوتوں کا عیار
اسی مقام سے آدم ہے ظلِ سبحانی

معانی: عیار: کسوٹی ۔ ظلِ سبحانی: خدا کا سایہ مراد حکومت کا مالک ۔

مطلب: جب مومن خودی کے اس مقام پر ہوتا ہے کہ اس کی خودی ہر شے پر غلبہ پا لیتی ہے تو یہی وہ مقام ہے جس سے مومن کی قوتوں کی پرکھ ہو سکتی ہے ۔ یہ ایک قسم کی کسوٹی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مومن کس مقام پر ہے ۔ یہی وہ مقام ہے جس سے آدم کو خدا کا سایہ کہتے ہیں ۔ عام طور پر بادشاہوں کو ظل سبحانی کہا جاتا ہے لیکن یہ محض رسمی مقولہ ہے اصل ظل سبحانی وہ سلطان ہے جس کی خودی کو اپنی قاہری نظر آتی ہے ۔ ایسے ہی سلطان خلافت یا خدا کے نائب ہونے کے حق دار ہوتے ہیں ۔

یہ جبر و قہر نہیں ہے یہ عشق و مستی ہے
کہ جبر و قہر سے ممکن نہیں جہانبانی

معانی: جبر و قہر: زیادتی ۔ جہانبانی: حکومت ۔

مطلب: خودی کے مقام کو پانے والا سلطان دنیا کے عام سلطانوں کی طرح جابر اور قاہر نہیں ہوتا ۔ وہ دوسروں پر ظلم و ستم نہیں کرتا کیونکہ جبر و قہر سے دوسروں پر حکمرانی کرنا ممکن نہیں ۔ اصل جہانبانی جبر و قہر سے نہیں عشق و مستی سے کی جاتی ہے ۔ جبر و قہر سے لوگوں کے جسموں پر تو حکمرانی ہو سکتی ہے لیکن دلوں پر نہیں ۔

کیا گیا ہے غلامی میں مبتلا تجھ کو
کہ تجھ سے ہو نہ سکی فقر کی نگہبانی

معانی: مبتلا: پابند ۔ نگہبانی: دیکھ بھال ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ اپنے دور کے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قدرت نے تمہیں دوسروں کا اس لیے محکوم بنا دیا ہے کہ تم سے اس فقر کی حفاظت نہ ہو سکی جو اسلامی فقر کہلاتا ہے ۔

مثالِ ماہ چمکتا تھا جس کا داغِ سجود

خرید لی ہے فرنگی نے وہ مسلمانی

معانی: داغِ سجود: سجدے کا داغ ۔ فرنگی: انگریز ۔

مطلب: جن مسلمانوں کے ماتھوں پر کبھی سجدوں کے نشان چاند کی طرح چمکتے تھے آج یورپی قوموں نے ان سے وہ مسلمانی ان سے خرید لی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ آج کے مسلمانوں نے اپنے مفاد اور غرض کی خاطر اسلام کی روح چھوڑ دی ہے اور محض رسمی مسلمان باقی رہ گیا ہے اور وہ انگریزی تہذیب وثقافت کا علم بردار بن کر اپنی مسلمانی روایات کھو بیٹھا ہے ۔

ہوا حریفِ مہ و آفتاب تو جس سے

رہی نہ تیرے ستاروں میں وہ درخشانی

معانی: حریف: مخالف ۔ درخشانی: چمک ۔

مطلب: آسمان اسلام پر چمکنے والے جو ستارے کبھی سورج اور چاند کے مدمقابل آتے تھے اور ان کی روشنی کو مدھم کر دیتے تھے آج وہ ستارے خود اپنی روشنی سے محروم ہو گئے ہیں ۔ سبب اس کا صرف اور صرف یہ ہے کہ مسلمان سے فقر کی نگہبانی نہ ہو سکی اور وہ اپنی خودی کے مقام سے گر گیا ۔

صوفی سے

تری نگاہ میں ہے معجزات کی دنیا
مری نگاہ میں ہے حادثات کی دنیا

معانی: معجزات: غیر فطری معاملات ۔ حادثات: واقعات ۔
مطلب: اقبال نے اس شعر میں اس صوفی کو خطاب کرتے ہوئے جو صرف کرامات کی دنیا میں بستا ہے اور اصل دنیا سے کنارہ کش ہے، کہا ہے کہ تو صرف کرامات کی دنیا میں محدود ہو کر رہ گیا ہے ۔ حالانکہ اس کے مقابلے میں ایک وہ دنیا بھی ہے جس میں ہر لمحہ نئے واقعات پیش آتے ہیں ۔ تیری نظر میں معجزات کی دنیا ہے اور میری نظر اس واقعاتی دنیا پر جمی ہوئی ہے ۔ کرامات اس وقت کارآمد ہیں جب کرامات دکھانے والا واقعاتی اور حقیقی دنیا سے الگ نہ ہو ۔

تخیلات کی دنیا غریب ہے لیکن
غریب تر ہے حیات و ممات کی دنیا

معانی: تخیلات: تخیل کی جمع، سوچ بچار ۔ حیات و ممات: زندگی اور موت ۔
مطلب: اس شعر میں کرامات کی دنیا میں بسنے والے صوفی سے اقبال مزید یہ کہتے ہیں کہ تیرے تخیلات یعنی کرامات کی دنیا بے شک عجیب ہے اور انسانی عقل و فکر سے ماورا ہے لیکن اس سے بھی عجیب تر دنیا یہ زندگی اور موت کی دنیا ہے جس سے حقیقی طور پر ہر انسان کو واسطہ پڑتا ہے ۔ اس دنیا کو چھوڑ دینا اور تخیلات کی دنیا میں بسے رہنا اسلامی تصوف نہیں ہے ۔ اسلامی تصوف تو وہ ہے جس میں کرامات کی دنیا کے ساتھ ساتھ اس دنیا سے بھی رابطہ رہے ۔

عجب نہیں کہ بدل دے اسے نگاہ تری
بلا رہی ہے تجھے ممکنات کی دنیا

معانی: ممکنات: ہوسکنے والے واقعات ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ کرامات اور تخیلات کی دنیا میں بسنے والے صوفی کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی اس کراماتی اور عجیب دنیا سے نکل کر اس دنیا کی طرف بھی توجہ کرے جسے ہم واقعات اور حادثات کی دنیا کہتے ہیں ۔ اہل یورپ نے اس دنیا میں سائنس کے بہت سے کرشمے دکھائے ہیں اور وہ سارے کے سارے مادی ہیں ۔ ہو سکتا ہے کہ جب تو تخیلاتی اور کراماتی دنیا سے امکانی دنیا میں داخل ہو تو یہاں اہل یورپ سے بھی زیادہ سائنسی معجزات دکھا سکے اور ان میں مادیت کے اندھیروں کے بجائے روحانیت کی روشنی پیدا کر سکے ۔

افرنگ زدہ (۱

(یورپی تہذیب میں ڈوبا ہوا)

ترا وجود سراپا تجلیِ افرنگ
کہ تو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر

معانی: ترا وجود سراپا: ترا تمام جسم ۔ تجلی: روشنی ۔ افرنگ: مغربی تہذیب و تعلیم ۔
مطلب: اقبال نے اس نظم میں ان مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے جو اہل یورپ کی تہذیب اور ثقافت کا پرتو یا روشنی لیے ہوئے ہیں کہتے ہیں تمہاری ہستی یورپ کے عمارت گروں نے تعمیر کی ہے اور تمہارا اپنا کچھ نہیں ہے ۔ تمہارے ظاہری جسم اور تمہارے باطنی بدن (روح ، افکار) دونوں اہل یورپ کا رنگ لیے ہوئے ہیں ۔

مگر یہ پیکرِ خاکی خودی سے ہے خالی
فقط نیام ہے تو زرنگار و بے شمشیر

معانی: پیکرِ خاکی: مٹی کا جسم ۔ نیام: تلوار رکھنے کا غلاف ۔ زرنگاہ: سونے سے بنی ہوئی ۔ بے شمشیر: جس میں کوئی تلوار نہ ہو ۔
مطلب: اقبال اس شخص کو جو اپنی ہستی مٹا کر یورپی تہذیب کے رنگ میں رنگا جا چکا ہے کہتے ہیں ایسا محض اس لیے ہوا ہے کہ تیرا مٹی کا بدن خودی سے خالی ہے ۔ تو ایسی میان کی مانند ہے جو ظاہر میں تو سونے کے نقش و نگار رکھتی ہے لیکن اندر تلوار سے خالی ہوتی ہے ۔ اگر تو خود آگاہ ہوتا تو کبھی یورپ والوں کے پھندے میں نہ پھنستا ۔

(۲)

تری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود
مری نگاہ میں ثابت نہیں وجود ترا

معانی: ثابت نہیں : جس کی تصدیق نہیں ۔ خدا کا وجود: یعنی خدا موجود ہے ۔
مطلب: اقبال نے پہلی نظم میں افرنگ زدہ شخص کی ظاہری خرابیوں کا زیادہ ذکر کیا تھا ۔ اس نظم میں اس کی اندرونی فکر کا جائزہ لیا ہے ۔ اس شعر میں یہ کہا ہے کہ اے سر سے پاؤں تک فرنگی تہذیب میں ڈوبے ہوئے انسان تو مادیت کی رو میں بہہ کر خدا کی ہستی کا انکار کر رہا ہے ۔ میرے نزدیک تیرا یہ انکار دراصل تیری اپنی ہستی کا انکار ہے جسے اپنی ہستی کا احساس ہو گا وہ اس ہستی کو کسی خالق کا کرشمہ سمجھتے ہوئے اس خالق سے انکار نہیں کر سکتا ۔

وجود کیا ہے فقط جوہرِ خودی کی نمود
کر اپنی فکر کہ جوہر ہے بے نمود ترا

معانی: نمود: ظاہر ہونا ۔ بے نمود: پوشیدہ ہے ظاہر ہونے کے قابل نہیں ۔
مطلب: اس شعر میں علامہ خدا کے وجود سے انکار کرنے والے شخص کو کہہ رہے ہیں کہ کیا تجھے معلوم بھی ہے کہ وجود کیا ہوتا ہے ۔ وجود نام ہے صرف اپنی خودی کے جوہر کو نمایاں کرنے کا ۔ جو وجود خودی کے جوہر سے محروم ہے وہ وجود نہیں کچھ اور ہے اس لیے خدا کے وجود پر بات کرنے سے پہلے تو اپنی فکر کر کیونکہ تیرا جوہر خودی بے نمود یعنی ظاہر نہیں ہے ۔ خودی کی نمود سے پہلے اپنی ہستی تو ثابت کر پھر خدا کے وجود کی بات بھی کر لینا ۔

تصوف

یہ حکمتِ مِلکوتی ، یہ علمِ لاہوتی
حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

معانی: ملکوتی : فرشتوں کی طرح ۔ لاہوتی: خدا کی معرفت ۔ درماں : علاج ۔ حرم: کعبہ، مسجد ۔ درد: مرض، غم ۔
مطلب: اس نظم میں علامہ ان صوفیاء سے خطاب کرتے ہیں جو ذکر و فکر کی دنیا میں زندگی گزار دیتے ہیں لیکن مسلمانوں کے اصل دکھ درد کا علاج نہیں کرتے ۔ چنانچہ اس پہلے شعر میں یہی کہا ہے کہ اے صوفی تیری فرشتوں کے جہان تک رسائی میں جو حکمت ہے اور تیرے پاس جو الوہیت کے عالم کا علم ہے وہ اس وقت تک بے کار ہے جب تک کہ وہ مسلمانوں کے دکھ درد کا علاج نہیں کرتا ۔

یہ ذکرِ نیم شبی ، یہ مراقبے ، یہ سرور
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں

معانی: ذکرِ نیم شبی: آدھی رات کو اُٹھ کر عبادت کرنا ۔ مراقبے: تنہائی میں عبادت ۔
مطلب: یہ آدھی راتوں کو اٹھ کر اللہ کا ذکر کرنا اور مراقبے میں رہنا بے شک تیرے لیے مستی اور کیفیت کی بات ہے لیکن اگر ان سے تو اپنی خودی کی حفاظت نہیں کر سکتا تو میرے نزدیک یہ سب کچھ بے کار ہے ۔

یہ عقل، جو مہ و پرویں کا کھیلتی ہے شکار
شریکِ شورشِ پنہاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

معانی: مہ و پرویں : ستارے ۔ شورشِ پنہاں : پوشیدہ ہنگامہ ۔

مطلب: یہ انسانی عقل جو چاند اور پرویں کا شکار کھیل رہی ہے یعنی جو معجزانہ طور پر آسمان تک کی چیزوں کی تسخیر کر رہی ہے اگر وہ انسان کے اندر کے چھپے ہوئے ہنگامے یعنی اس کی عشقیہ کیفیات میں شریک نہیں ہے تو یہ عقل بے کار ہے ۔ عشق کے بغیر عقل فائدہ کے بجائے نقصان دیتی ہے ۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

معانی: خرد: عقل ۔ لا الہ : اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ دل ونگاہ: دل اور نظر ۔

مطلب: اس سے پہلے شعر میں چونکہ بے عشق عقل کی بات چلی تھی اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے علامہ کہتے ہیں کہ اگر مسلمان زبان سے کلمہ توحید پڑھ بھی لے اور خدا کو الہ مان بھی لے تو اس سے اس وقت تک کچھ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ دل سے بھی اس کا اقرار نہ کیا جائے ۔ اقرار دل سے مسلمان کی نگاہ میں بھی فرق پڑ جاتا ہے اور یہی مقصود مسلمانی ہے ۔ مگر آج کا مسلمان زبان سے تو کلمہ پڑھتا ہے لیکن اس کا دل اور اس کی نگاہ اس کلمے کے مطابق نہیں ہے ۔

عجب نہیں کہ پریشاں ہے گفتگو میری
فروغِ صبح پریشاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

معانی: پریشاں : حیران کن بکھری ہوئی ۔ فروغِ صبح: صبح کی روشنی ۔

مطلب: اقبال تصوف پر مذکورہ بالا باتیں کرتے ہوئے یہ محسوس کرتے ہیں کہ شاید بعض قاری میری اس گفتگو کو انتشاری کیفیت سمجھیں لیکن انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح صبح کی روشنی پھیلتی ہے اور اس سے تاریکی جھٹ جاتی ہے اسی طرح میری گفتگو بھی صبح کی روشنی کے پھیلاؤ کی مانند ہے ۔ اہل نظر اس میں سے صحیح بات اخذ کر سکتے ہیں ۔

ہندی اسلام

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت

وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

معانی: وحدتِ افکار: ایک قسم کے خیالات ۔ وحدت: ایک ہونا ۔ فنا: ختم ۔ الہام: اللہ کا پیغام ۔ الحاد: گمراہی، کفر ۔

مطلب: اسلام چاہے کسی زمانے یا کسی ملک میں کیوں نہ ہو ایک ہی اسلام ہے ۔ اگر اسلام اپنی صحیح روح میں راءج ہو تو وہ کسی ملک اور کسی زمانے میں ہوتے ہوئے خیالات کی وحدت رکھے گا اور اس بنا پر وہ ایک زندہ قوت بن جائے گا لیکن جب یہ وحدت ختم ہو گئی اور مختلف اقوام ممالک اور ادوار کے مسلمانوں نے اپنے اپنے اسلامی عقائد گھڑ لیے تو مسلمان ذلیل ہو گئے ۔ ایسی حالت میں ان کا الہام بھی متاثر ہو کر بے دینی اور کفر تک پہنچ گیا کیونکہ اس میں اصلیت باقی نہیں رہی ۔

وحدت کی حفاظت نہیں بے قوتِ بازو

آتی نہیں کچھ کام یہاں عقلِ خداداد

معانی: قوتِ بازو: جسمانی قوت، مسلمانوں کی باہمی قوت ۔

مطلب : ملت فقط خیالات اور عقائد کے اتحاد کی بنا پر ہی قائم رہ سکتی ہے اس لیے اس وحدت اور یگانگت کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان کے پاس طاقت ہو ۔ یہاں اللہ کی دی ہوئی عقل یا مناظرے یا بحثیں کام نہیں دیں گی ۔ اس لیے مسلمان کو عقل اور علم کے ساتھ ساتھ قوت بازو بھی پیدا کرنی چاہیے ۔

اے مردِ خدا تجھ کو وہ قوت نہیں حاصل

جا بیٹھ کسی غار میں اللہ کو کر یاد

معانی: اے اللہ کے بندے اگر تجھے قوت حاصل نہیں تو پھر اسلام کا نہ دفاع کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کو نافذ کیا جا سکتا ہے ۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ تو دنیا کو چھوڑ کر کسی غار کے اندر جا بیٹھ اور وہاں اللہ کو یاد کر ۔

مسکینی و محکومی و نومیدیِ جاوید
جس کا یہ تصوف ہو وہ اسلام کر ایجاد

معانی: مسکینی: غریبی ۔ محکومی: غلامی ۔ نومیدی جاوید: ہمیشہ کی نا امیدی، مایوسی ۔ تصوف: دنیا سے الگ ہو کر عبادت کرنا ۔

مطلب: اے مسلمان جب تو افکار و عقائد کی وحدت سے بیگانہ ہو چکا ہے اور حفاظت دین کی تجھ میں طاقت بھی نہیں ہے تو بہتر یہ ہے کہ اصل تصوف کو چھوڑ کر وہ تصوف اور اسلام ایجاد کر کہ جس میں غریبی، عاجزی، غلامی اور ہمیشہ کے لیے نا امیدی کا سامان ہو ۔ اقبال نے یہ بات غلط صوفیوں پر طنز کے طور پر کہی ہے ورنہ اصل تصوف تو مقصود اسلام ہے ۔

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

معانی: اقبال نے یہاں بھی رسمی اور پیشہ ور ملاؤں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہند میں جو مسلمانوں کو نماز روزہ کرنے اور دوسری اسلامی رسوم ادا کرنے کی اجازت ہے اس سے وہ سمجھتے ہیں کہ برصغیر میں اسلام آزاد ہے حالانکہ آزادی اسلام اس وقت ممکن ہو سکتی ہے جب مسلمان کے پاس حکمرانی ہو، طاقت ہو اور وہ اسلام کے سارے اصولوں اور احکامات کو راءج بھی کرے ۔

غزل

دلِ مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

معانی: مرضِ کہن : پرانی بیماری ۔ چارہ: علاج ۔
مطلب: اقبال مسلمان کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تیرے پاس زندہ دل نہیں ہے بلکہ تو مردہ دل رکھتا ہے جو سوز سے، عشق سے، یادالہٰی سے اور خودی سے ناآشنا ہے ۔ اگر تو دنیا میں دوبارہ ابھرنا چاہتا ہے تو اپنے اس مردہ دل کو عشق کی حرارت سے، اللہ کی یاد سے، اور خود معرفتی سے زندہ کر کیونکہ میرے نزدیک مردہ اقوام کے پرانے امراض کا اس سے بڑھ کر کوئی علاج نہیں ہے ۔

ترا بحر پر سکوں ہے! یہ سکوں ہے یا فسوں ہے
نہ نہنگ ہے، نہ طوفاں ، نہ خرابیِ کنارہ

معانی: بحر پر سکوں : خاموش سمندر ۔ فسوں : جادو ۔ نہنگ: مگر مچھ ۔
مطلب: اقبال یہاں مسلمان کو یہ کہہ رہے ہیں کہ تیرے دل کی یا زندگی کے سمندر میں مجھے کوئی طوفان نظر نہیں آتا ۔ نہ ہی اس میں مگرمچھ جیسے خطرناک جانور دکھائی دیتے ہیں اور نہ ہی اس کے ساحلی کناروں پر کوئی ٹوٹ پھوٹ دکھائی دیتی ہے ۔ تیرے سمندر کی یہ بے طوفانی اور آرام کی جو صورت ہے کیا یہ اس لیے ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر رکھا ہے مراد یہ ہے کہ زندگی مخالف قوتوں سے تصادم اور خطرات سے کھیلنے کا نام ہے ۔ لیکن اے مسلمان تیری زندگی تو سراسر سکوں کی زندگی ہے اس لیے تو اقوام میں پیچھے ہے اور غلامی پر مطمئن ہے ۔

تو ضمیرِ آسماں سے ابھی آشنا نہیں ہے
نہیں بے قرار کرتا تجھے غمزَۂ ستارہ

معانی: ضمیرِ آسماں: آسمان یا زمانے کا مزاج ۔ آشنا: واقف ۔ غمزۂ ستارہ: ستارے کا اشارہ ۔
مطلب: اے مسلمان معلوم ہوتا ہے کہ تو ابھی آسمان کے دل یا فطرت میں جو کچھ ہے اس سے بالکل ناواقف ہے اور میں اس بات پر حیران ہوں کہ تجھے ستاروں کے ناز نخرے کیوں بے قرار نہیں کرتے ۔ آسمان صرف ان افراد اور اقوام کو زندہ رہنے کا حق دیتا ہے جو اپنے اندر عمل کی قوت رکھتے ہیں میں حیران ہوں کہ تو فطرت کے اس اصول کو کیوں نہیں سمجھ رہا اور غلامی پر کیوں رضا مند ہے ۔

ترے نیستاں میں ڈالا مرے نغمۂ سحر نے
مری خاکِ پے سپر میں جو نہاں تھا اک شرارہ

معانی: نیستاں: بانسوں کا جنگل ۔ نغمۂ سحر: صبح کا گیت ۔ مری خاک پے سپر: پامال شدہ مٹی یعنی میری عاجز ذات ۔ شرارہ: چنگاری ۔
مطلب: راستے میں میرے پاؤں سے اڑنے والی مٹی میں جو ایک چنگاری چھپی ہوئی تھی اس نے میرے صبح کے نغمہ میں شامل ہو کر تیرے سرکنڈوں کے جنگل میں آگ لگا دی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ میری آہ سحر گاہی نے یعنی میری شاعری نے اے مسلمان تیرے اندر تڑپ پیدا کر دی ہے ۔ یعنی آزادی کا جذبہ پیدا کر دیا ہے ۔

نظر آئے گا اسی کو یہ جہانِ دوش و فردا
جسے آگئی میسر مری شوخیِ نظارہ

معانی: دوش و فردا: گزشتہ اور آنے والا کل ۔ شوخیِ نظارہ: دیکھنے کی شوخی ۔
مطلب: جس شخص کو میری طرح نظاروں کو شوخی سے دیکھنے کا فن آتا ہو اسے ہی اس جہان کی جو گزرے ہوئے کل اور آنے والے کل کے اجزا پر مشتمل ہے حقیقت نظر آئے گی ۔ حقیقت جہان کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ شوخ نظر پیدا کی جائے اور یہ شوخ نظری قلندری اور درویشی سے ہاتھ آتی ہے ۔

دنیا

مجھ کو بھی نظر آتی ہے یہ بوقلمونی
وہ چاند، یہ تارا، وہ پتھر، یہ نگیں ہے

معانی: بوقلمونی: رنگارنگی ۔ نگیں: نگینہ ۔
مطلب: اے شخص مجھ کو بھی دنیا کی رنگارنگی نظر آتی ہے ۔ تیری طرح میں بھی دیکھتا ہوں کہ آسمان پر چاند نکلا ہوا ہے تارے چمک رہے ہیں ۔ زمین پر اور پہاڑوں میں پتھر اور نگینے موجود ہیں ۔

دیتی ہے مری چشمِ بصیرت بھی یہ فتوے
وہ کوہ ، یہ دریا ہے ، وہ گردوں ، یہ زمیں ہے

معانی: چشمِ بصیرت: دیکھنے والی آنکھ ۔ فتوے: حکم، فیصلے ۔
مطلب: میری دیکھنے والی عقلی آنکھ بھی یہ فیصلہ دیتی ہے یا یہ تمیز کرتی ہے کہ یہ پہاڑ ہے یہ دریا ہے ۔ یہ آسمان ہے اور یہ زمین ہے ۔

حق بات کو لیکن میں چھپا کر نہیں رکھتا
تو ہے، تجھے جو کچھ نظر آتا ہے ، نہیں ہے

معانی: اگرچہ وہ سب کچھ دیکھتا ہوں لیکن یہ سچ بات کہنے سے بھی نہیں رک سکتا کہ تو ہے تو یہ سب کچھ ہے ۔ تو نہیں تو کچھ بھی نہیں ہے ۔ اصل وجود تیرا ہے ۔ باقی سب کچھ تیرے وجود کی وجہ سے ہے ۔ اس لیے تو پہلے اپنے وجود کو پہچان اور پھر یہ سب کچھ دیکھ ۔

نماز

بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگرچہ پیر ہے آدم، جواں ہیں لات و منات

معانی: بدل کے بھیس: صورت بدل کر۔ پیر: بوڑھا۔ لات و منات: پرانے بت۔
مطلب: آدمی اگرچہ بوڑھا ہوگیا ہے اور لاکھوں کروڑوں سالوں سے دنیا میں موجود ہے لیکن غیر خدا بتوں کی شکل میں اب بھی جوان ہے۔ صرف ان بتوں کے نام بدلے ہیں شکلیں بدلی ہیں لیکن آدم کا ان کے آگے جھکنا آج بھی اسی طرح کا ہے جس طرح کعبہ کے اندر موجود لات و منات کے بتوں کے آگے جھکا جاتا تھا۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ بت پتھر کے نہیں بلکہ کئی اور طرزوں کے ہیں مثلاً حرص و ہوا، حاکمیت واقتدار، ہوس و شہوت۔ زروزن اور کئی قسم کے دوسرے بتوں کے آگے جھکنا آج بھی آدمی کا شیوہ ہے۔ اور یہ بت ان لوگوں کے لیے جو خدا کے بندوں کے بجائے حرص و ہوا کے بندے ہیں ہر دور کی طرح آج بھی اپنی پوری رعنائی، حسن اور جوانی کے ساتھ موجود ہیں۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

معانی: یہ ایک سجدہ: نماز جو دل سے ادا ہو۔ گراں: بھاری۔ ہزار سجدے: غیر اللہ کے دروازے پر بھیک مانگنا۔
مطلب: اگر آدمی خدائے واحد کے آگے اسی طرح جھکنے لگ جائے جیسا کہ صحیح نماز میں ہوتا ہے اور غیر خدا کے آگے جھکنے کو معیوب سمجھتا ہو تو پھر اس کا یہ ایک سجدہ ہزار ہا دوسرے سجدوں سے اسے نجات دے دیتا ہے۔

وحی

عقلِ بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں
راہبر ہو ظن و تخمیں تو زبوں کارِ حیات

معانی: بے مایہ: بے قیمت ۔ امامت: امام ہونا، رہنمائی کرنا ۔ سزاوار: لائق، قابل ۔ راہبر: راہنما ۔ ظن و تخمین: وہم و گمان ۔ ظن و تخمین: وہم و گمان ۔ زبوں : ذلیل، کمینہ، منتشر ۔ کار حیات: زندگی کا کاروبار ۔

مطلب: عقل کی بے قیمتی اور بے وقتی کا اظہار کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے کہ قوم کی امامت کے لیے عقل نا اہل ہے ۔ اس میں سالاری کی قابلیت نہیں ہے ۔ کیونکہ اگر راہنما وہم و گمان ہو تو پھر زندگی کا کام یا کاروبار گھٹیا ہو جاتا ہے یا انتشار کا شکار ہو جاتا ہے ۔

فکر بے نور ترا ، جذبِ عمل بے بنیاد
سخت مشکل ہے کہ روشن ہو شبِ تارِ حیات

معانی: بے نور: اندھا ۔ جذبِ عمل بے بنیاد: جس عمل میں سچائی اور خلوص نہ ہو ۔ شبِ تارِ حیات: زندگی کی اندھیری رات ۔

مطلب: جب تیرا فکر اور تری سوچ بے نور ہے یعنی صحیح رہنمائی کی روشنی سے خالی ہے اور تیرے عمل کا جذبہ بے بنیاد ہے تو یہ بات بڑی مشکل ہے کہ تیری تاریک رات روشن ہو ۔

خوب و ناخوب عمل کی ہو گرہ وا کیوں کر
گر حیات آپ نہ ہو شارحِ اسرارِ حیات

معانی: خوب و ناخوب: اچھا برا ۔ وا: کھلنا ۔ شارحِ اسرارِ حیات: زندگی کے بھید کھولنے والی ۔

مطلب: انسانی زندگی کا عمل کون سا اچھا ہے اور کون سا برا ہے یہ گرہ کس طرح کھلے اور یہ مشکل کس طرح حل ہو ۔ جب تک کہ خود

زندگی زندگی کے بھیدوں کی تشریح کرنے والی نہ ہو مراد یہ ہے کہ ہدایت اور راہنمائی کی جو طلب زندگی کی جبلت میں داخل ہے وہ فکر سے نہیں وحی سے حاصل ہو سکتی ہے ۔ زندگی کسی انسان کے بھیس میں آکر اور خدا سے وحی حاصل کرنے کے بعد ہی اپنے اچھے اور برے عمل میں تمیز کر سکتی ہے جیسا کہ انبیائے کرام کی زندگیوں کا شیوہ ہے ۔

شکست

مجاہدانہ حرارت رہی نہ صوفی میں
بہانہ بے عملی کا بنی شرابِ الست

معانی: مجاہدانہ حرارت: مجاہدوں کی طرح پرجوش ۔ بے عملی: عمل سے گریز۔ شراب الست: روز ازل آدمی نے الست بربکم کے جواب میں قالو بلیٰ کہا تھا ۔ شراب الست سے مراد ایسی شراب ہے جو آدمی میں اللہ کے رب ہونے کے اقرار کا نشہ پیدا کرتی ہے ۔

مطلب: کبھی صوفی مجاہد ہوتے تھے اور ان کی سرگرمیاں بھی مجاہدانہ ہوتی تھیں ۔ وہ زندگی کے عملی کاروبار میں حصہ لیتے تھے لیکن شاعر کہتا ہے کہ آج کے صوفی تو بس یہی کافی سمجھتے ہیں کہ ہم نے الست بربکم کے جواب میں قالو بلیٰ کہا تھا اور ہم بس اسی شراب میں مست ہیں ہمیں دنیاوی کاروبار اور عمل سے کیا غرض ہے ۔ ہمارے لیے یہی کافی ہے کہ ہم نے خدا کی یاد کی اور اس کو رب کہنے کے اقرار کی شراب پی رکھی ہے ۔ اس نشہ شراب نے انہیں بے عملی اور دنیاوی کاروبار سے دوری کی زندگی پر مجبور کر دیا ہے جو سراسر اصل تصوف اسلامی کے خلاف ہے ۔

فقیہِ شہر بھی رہبانیت پہ ہے مجبور
کہ معرکے ہیں شریعت کے جنگِ دست بدست

معانی: فقیہ شہر: شہر کا بڑا عالم ۔ رہبانیت: دنیا کو ترک کر کے عبادت کرنا ۔ دست بدست: جنگ کرنا ۔
مطلب: صوفیوں نے تو ترک دنیا کیا ہی تھا ہمارے عالموں کا بھی یہ حال ہے کہ وہ بھی شریعت اور دین کی باتیں برملا کہنے میں جھجکتے ہیں ۔ اس خیال سے کہ کہیں حاکمان وقت سے تصادم نہ ہو جائے ۔ اس لیے فقیہ شہر وہ بھی ترک دینا پر مجبور ہے ۔ کیونکہ شریعت

کی بات صاف صاف کہنے میں بالکل لوگوں اور حاکموں سے مقابلہ ضروری ہے ۔ اس لیے وہ شریعت کی باتیں برملا کہنے سے کتراتا ہے ۔ ہاں آپس میں علما کے ساتھ دست وگریباں ہونے اور فرقہ بندی کی جنگ کا دروازہ کھولنے میں وہ پیش پیش ہے ۔

گریز کشمکشِ زندگی سے مردوں کی
اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست

معانی: گریز کشمکش زندگی سے: یعنی زندگی کی مشکلات سے ڈر کر ۔ شکست: ہار جانا ۔

مطلب: اگر مرد ہو کر کوئی زندگی کی کش مکش سے بچے اور زندگی کے عملی میدان سے کنارہ کشی اختیار کرے تو یہ اس مرد کی شکست ہے ۔ اور شکست کیا ہوتی ہے زندگی کی کش مکش سے گریز کرنا، کاروبار زندگی سے کنارہ کشی اختیار کرنا یہی تو شکست زندگی ہے ۔ ہمارے آج کے نام نہاد علما اور صوفیا اسی شکست سے دوچار ہیں ۔

عقل و دل

ہر خاکی و نوری پہ حکومت ہے خرد کی
باہر نہیں کچھ عقلِ خداداد کی زد سے

معانی: خاکی و نوری: آدمی و فرشتے ۔ خرد: عقل ۔ عقلِ خداداد: خدا کی دی ہوئی عقل ۔ زد: مار ۔
مطلب: خدا نے جو عقل آدمی کو دی ہے اس کی مار سے اس کے احاطے سے کوئی چیز باہر نہیں چاہے وہ مٹی کی ہو چاہے نور کی ہو ۔ چاہے آدمی سے متعلق ہو چاہے فرشتے سے متعلق ہو ۔

عالم ہے غلام اس کے جلالِ ازلی کا
اک دل ہے کہ ہر لحظہ الجھتا ہے خرد سے

معانی: جلال ازلی: ہمیشہ کے دبدبے ، رعب ۔ ہر لحظہ: ہر لمحہ ۔ الجھتا ہے: جھگڑتا ہے ۔ خرد: عقل ۔
مطلب: عقل ہمیشہ سے جہاں کو اپنی ہیبت اور دبدبہ کا غلام بنائے ہوئے ہے ۔ کوئی شے ، کوئی بھی زمانہ اس کی عظمت مانے بغیر نہیں رہا لیکن ایک دل ہے جو ہمیشہ اس سے الجھتا رہا ہے اور اس کی ہیبت اور دلائل کو چیلنج کرتا رہا ہے ۔ جہان اگر عقل کا غلام ہے تو عقل دل کی غلام ہے ۔

مستیِ کردار

صوفی کی طریقت میں فقط مستیِ احوال
ملا کی شریعت میں فقط مستیِ گفتار

معانی: طریقت: مذہبی طریقہ ۔ مستیِ احوال: حال کی مستی ۔ شریعت: شرع کے اصول ۔ مستیِ گفتار: گفتگو کی مستی، بے اثر وعظ و نصیحت ۔

مطلب: علامہ کے دور کے پیشہ ور اور رسمی علمائے دین اور صوفیا کی بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تصوف کا باطنی علم محض مستی کیفیات کا اور شریعت صرف باتوں کی مستی کا نام رہ گیا ہے ۔ عمل کی مستی دونوں میں گم ہو چکی ہے ۔

شاعر کی نوا مردہ و افسردہ و بے ذوق
افکار میں سرمست! نہ خوابیدہ نہ بیدار

معانی: بے ذوق: بے شوق ۔ خوابیدہ: سویا ہوا ۔

مطلب: صوفیوں اور علما سے ہٹ کر اگر ادیبوں خصوصاً شاعروں کو دیکھیں تو ان کی شاعری مری ہوئی اور بجھی ہوئی ہے ۔ اس میں کوئی جوش، کوئی ولولہ ، کوئی صداقت اور سوئی ہوئی قوم کو جگانے کے لیے کوئی پیغام نہیں ہے بلکہ اس سے الٹ قوم کو مردہ اور افسردہ کرنے کی باتیں موجود ہیں ۔ آج کے نام نہاد شاعر اپنے فرضی خیالات میں مگن ہیں ۔ ان کی حالت یہ ہے کہ نہ وہ سوئے ہوؤں میں سے معلوم ہوتے ہیں اور نہ جاگے ہوؤں میں سے ۔ بس اپنے فرضی خیالات میں مست ہیں ۔ جن میں کوئی عملی بات اور پیغام نہیں ہے ۔

وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستیِ کردار

معانی: مستیِ کردار: کردار کی مستی یعنی با حوصلہ، جنگجو اور مردِ میدان ۔

مطلب: تصوف ہو کہ شریعت، ادب ہو کہ فن، شعر ہو کہ ہنر مجھے اس دور میں کسی بھی میدان میں باطل کے خلاف جہاد کرنے والا کوئی شخص نظر نہیں آتا، ایسا باطل سے ٹکرانے والا مرد جس کی رگ رگ میں صرف کردار کی مستی ہو دکھائی نہیں دیتا ۔

قلندر کی پہچان

کہتا ہے زمانے سے یہ درویشِ جواں مرد
جاتا ہے جدھر بندۂ حق تو بھی ادھر جا

معانی: درویش جوانمرد: بہادر درویش ۔ بندۂ حق: اللہ کا بندہ ۔

مطلب: یہاں درویش جواں مرد (مردانہ قوتیں رکھنے والے درویش) سے مراد قلندر ہے ۔ اور قلندر کی پہچان کے سلسلے میں یہ اس کی پہلی صفت بیان کی ہے اور دوسری صفت یہ بیان کی ہے کہ یہ قلندر درویش زمانہ سے کہتا ہے کہ اس راستہ پر چلو جس راستہ پر اللہ کے طالب اور حق کے پرستار اور بندے چلتے ہیں ۔

ہنگامے ہیں میرے تری طاقت سے زیادہ
بچتا ہوا بنگاہِ قلندر سے گزر جا

معانی: بنگاہِ قلندر: قلندر کا ٹھکانہ ۔

مطلب: قلندر درویش مزید کہتا ہے کہ میرے ہنگامے اے زمانے تیری برداشت اور طاقت سے زیادہ ہیں ۔ تیرا پرستار تو ان کو برداشت نہیں کر سکے گا اس لیے اس کے واسطے ضروری ہے کہ وہ میری خانقاہ سے بچتا ہوا گزر جائے ۔ میری خانقاہ پر تو وہ ٹھہرے جو راہ حق میں میری طرح کا جواں مرد ہو اور میرے ہنگامے برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہو ۔

میں کشتی و ملاح کا محتاج نہ ہوں گا
چڑھتا ہوا دریا ہے اگر تو تو اتر جا

معانی: اے زمانے تو اگر طوفان میں بپھرا ہوا ہے تو تیرے لیے بہتر ہے کہ تو طوفان کو ختم کر دے ۔ تیرا کیا خیال ہے کہ مجھے تیرے پار جانے کے لیے کشتی کی اور کشتی چلانے والے کی ضرورت ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ میں ان کا محتاج نہیں ۔ تجھ میں کتنا بڑا طوفان کیوں نہ آیا ہو میرے لیے تو وہ پایاب ہے ۔ جب چاہوں اور جیسے چاہوں اس کو پار کر جاؤں ۔

توڑا نہیں جادو مری تکبیر نے تیرا
ہے تجھ میں مکر جانے کی جرأت تو مکر جا

معانی: تکبیر: نعرہ ۔ مکر جا: انکار کر دے ۔

مطلب: پہلا مصرع سوالیہ انداز میں ہے ۔ قلندر زمانے سے کہتا ہے کہ کیا میرے اس عقیدے نے کہ اللہ اکبر ہے باقی سب اس سے کم ہیں تیرا جادو توڑ نہیں دیا ۔ تجھے بڑا زعم تھا ۔

مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر
ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

معانی: مہر: سورج ۔ مہ: چاند ۔ انجم: ستارے ۔ محاسب: حساب کرنے والا ۔ مرکب: سواری ۔ راکب: سوار ۔

مطلب: ستارہ شناس اور اہل نجوم کہتے ہیں کہ زمانہ چاند، سورج، ستاروں اور آسمان کی گردش کے تابع ہے ۔ وہ عام حالات میں ٹھیک کہتے ہوں گے لیکن جہاں تک قلندر کی طاقت کا تعلق ہے سورج، چاند، تارے اور آسمان سب اس کے تابع ہیں ۔ وہ جس طرح چاہتا ہے ان کی گردش کو کنٹرول کر سکتا ہے ۔ قلندر ایام کا گھوڑا نہیں بلکہ خود گھڑ سوار ہے ۔ زمانے کے گھوڑے کی باگ اس کے ہاتھ میں ہے وہ جس طرح چاہے زمانے کو موڑ سکتا ہے ۔

فلسفہ

افکار جوانوں کے خفی ہوں کہ جلی ہوں
پوشیدہ نہیں مردِ قلندر کی نظر سے

معانی: خفی: پوشیدہ ۔ جلی: ظاہر۔

مطلب: علامہ کہتے ہیں کہ مرد قلندر کی نگاہ سے (یہاں مراد خود ان کی ذات کیونکہ وہ خود کو قلندر کہتے ہیں) جوانوں کے خیالات چاہے وہ ان کے باطن میں ہوں یا ان کے ظاہر میں ہوں چھپے ہوئے نہیں ہیں ۔

معلوم ہیں مجھ کو ترے احوال کہ میں بھی
مدت ہوئی گزرا تھا اسی راہ گزر سے

معانی: اے فلسفہ کے مارے ہوئے نوجوان مجھے تیرے ظاہری اور باطنی حالات کی اس لیے خبر ہے کہ کبھی میں بھی اس راستہ سے ہوکر گزرا تھا ۔ کبھی میں بھی تیری طرح فلسفہ کا مارا ہوا تھا جب اس کی حقیقت مجھ پر منکشف ہوگئی تو میں اس سے باز آگیا کیونکہ فلسفہ کسی چیز کا حل نہیں ہے ۔ یہ حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا ۔

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غوّاص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے

معانی: صدف: سیپ ۔ گہر: موتی ۔

مطلب: جو عقل و دانش رکھنے والے لوگ ہیں وہ الفاظ کے گورکھ دھندے میں خود کو نہیں الجھاتے اور فلسفہ سوائے گورکھ دھندے میں

الجھنے کے اور کچھ نہیں ہے ۔ علامہ یہاں سوالیہ انداز میں پوچھتے ہیں کہ دریا میں غوطہ لگانے والے کا مقصد تو موتی حاصل کرنا ہوتا ہے نہ کہ سیپ اور فلسفہ کا مارا ہوا سیپ کے پیچھے پڑا رہتا ہے موتی اس کے ہاتھ نہیں آتا ۔

پیدا ہے فقط حلقۂ اربابِ جنوں میں
وہ عقل کہ پا جاتی ہے شعلے کو شرر سے

معانی: اربابِ جنوں : عشق والے ۔ شرر: چنگاری ۔

مطلب: عقل بھی دو قسم کی ہے ۔ ایک عقل فلسفہ کے مارے ہوئے لوگوں کی ہے وہ شرر اور شعلے میں فرق نہیں کر سکتی ۔ ایک عقل عاشقان الہٰی کی ہے اہل عشق و جنوں کی ہے ۔ یہ عقل اس فرق کو سمجھتی ہے ۔ اس لیے آدمی کو اس فلسفہ عقل کے پیچھے لگنے کی بجائے اہل عشق کی عقل کے پیچھے لگنا چاہیے ۔

جس معنیِ پیچیدہ کی تصدیق کرے دل
قیمت میں بہت بڑھ کے ہے تابندہ گہر سے

معانی: پیچیدہ: مشکل ۔ تابندہ گہر: چمکدار موتی ۔

مطلب: جس الجھے ہوئے معنی کو دل سچ جانے وہ سچ ہے ۔ یہ معنی جو دل یا عشق کی سمجھ میں آجاتے ہیں یہ چمکتے ہوئے موتی سے بھی زیادہ قیمتی ہوتے ہیں ۔

یا مردہ ہے یا نزع کی حالت میں گرفتار
جو فلسفہ لکھا نہ گیا خونِ جگر سے

معانی: نزع کی حالت میں : موت کی کشمکش میں یعنی قریب مرگ ۔ خونِ جگر سے : دل کی خالص مشقت سے ۔

مطلب: جو فلسفہ کہ عقل محض کے تابع ہے وہ بے کار ہے لیکن وہ فکر جو خون جگر سے لکھا گیا ہو اور عشق کے تابع ہو وہ فکر صحیح فکر

ہے ۔ اور جو فلسفہ دل کے اور جگر کے خون سے نہ لکھا گیا ہو یعنی جس کی تصدیق انسان کا دل اور اس کی روح نہ کرتی ہو وہ فلسفہ یا تو مردہ ہے یا مرنے کے قریب ہے ۔

مردانِ خدا

وہی ہے بندہ حر جس کی ضرب ہے کاری
نہ وہ کہ حرب ہے جس کی تمام عیاری

معانی: بندہ حر: آزاد مرد، مجاہد۔ کاری: مہلک ۔ حرب: لڑائی ۔ عیاری: چالاکی ۔
مطلب: آزاد بندہ اور حریت پسند بندہ وہ ہے جس کی چوٹ یا جس کا وار سخت ہوتا ہے اور سیدھا ہوتا ہے نہ کہ وہ شخص جو مقابلے اور جنگ میں ہیراپھیری چالبازی اور فریب سے کام لیتا ہے ۔

ازل سے فطرتِ احرار میں ہیں دوش بدوش
قلندری و قبا پوشی و کلہ داری

معانی: فطرتِ احرار: آزاد بندوں کے برابر ۔ قبا پوشی: قبا پہننا ۔
مطلب: آزاد بندوں کی جبلت ازل سے یہ ہے کہ ان میں قلندری، درویشی اور سلطانی ساتھ ساتھ چلتی ہے وہ درویش ہوتے ہوئے سلطان اور سلطان ہوتے ہوئے درویش ہوتے ہیں ۔

زمانہ لے کے جسے آفتاب کرتا ہے
انھی کی خاک میں پوشیدہ ہے وہ چنگاری

معانی: یہ آزاد لوگ وہ ہوتے ہیں کہ جن میں سے چنگاری کو لے کر زمانہ سورج بنا دیتا ہے ۔ وہ دیکھنے میں بے سرو سامان اور ناچیز سے ہوتے ہیں ۔ لیکن عشق الہیٰ کی حرارت سے ان کی چنگاری آفتاب کی حرارت پیدا کر لیتی ہے یعنی کچھ سامان ظاہری نہ رکھتے ہوئے بھی وہ سب کچھ رکھتے ہیں ۔ زمانہ اور اشیائے زمانہ ان کے تابع ہوتی ہیں ۔

وجود انھی کا طوافِ بتاں سے ہے آزاد

یہ تیرے مومن و کافر تمام زناری

معانی: طوافِ بتاں : بتوں کے گرد پھرنا ۔ زناری: ہندووَں کی طرح زنار پہنے ہوئے ۔

مطلب: یہ مردانِ خدا وہ ہیں جو اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجتے ہیں اور نہ کسی کے آگے جھکتے ہیں ۔ ورنہ عامی مسلمانوں کو بھی دیکھا ہے اور کافروں کو بھی دیکھا ہے ۔ سب زنار باندھے ہوئے ہیں ۔ بت پرست ہیں ۔ بت ضروری نہیں کہ پتھر کے ہوں، غیر اللہ اور بہت کچھ ہے ۔ دنیا ہے، فریب ہے، رشوت ہے، لوٹ کھسوٹ ہے، حق مارنا ہے، جعلی چیزیں بیچنا ہے ۔ ان سب کے پیچھے لگنا ان کا پجاری بننا ہی تو ہے لیکن اللہ کے بندے ان سب بتوں کے پھیرے لینے سے آزاد ہوتے ہیں ۔ وہ صرف اللہ کی بندگی اختیار کرتے ہیں اور اور صرف اسے اپنا پروردگار اور رب تسلیم کرتے ہیں ۔ باقی ہر قسم کے لوگ جنہیں حرص، لالچ اور کشش دنیاوی اللہ سے دور لے جاتی ہے اور وہ اس کی ربوبیت کے قائل نہیں اللہ سے غافل ہوتے ہیں ۔

کافر و مومن

کل ساحلِ دریا پہ کہا مجھ سے خضر نے
تو ڈھونڈ رہا ہے سمِ افرنگ کا تریاق

معانی: سم: زہر۔ افرنگ: انگریز۔ تریاق: علاج کی دوا۔
مطلب: شاعر کہتا ہے کہ کل مجھے دریا کے کنارے حضرت خضر مل گئے وہ خود ہی پوچھنے لگے اے شخص کیا تو اہل یورپ کے زہر کا علاج ڈھونڈ رہا ہے۔

اک نکتہ مرے پاس ہے شمشیر کی مانند
بُرّندہ و صیقل زدہ و روشن و برّاق

معانی: برندہ: کاٹنے والا۔ صیقل: چمکدار۔ روشن و براق: چمکدار۔
مطلب: افرنگ کے زہر کے علاج کے لیے میرے پاس ایک نکتہ ہے جو تلوار کی طرح کی کاٹ کا ہے اس کا ذکر اگلے شعر میں ہے۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

معانی: آفاق میں گم ہے: آسمان کی تحقیق میں لگا ہوا ہے۔
مطلب: کافر کی پہچان یہ ہے کہ وہ کائنات میں گم ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ مادی جہان اور دنیاوی اغراض و مفادات کے سوا کچھ نہیں سوچتا۔ اس کا علم، اس کی حکمت، اس کی سائنس اور اس کی ایجادات سب کائنات کے مادی مفادات کے لیے ہوتی ہیں

۔ وہ کائنات کا غلام ہوتا ہے اور اپنی اور اپنے خدا کی معرفت سے بے گانہ ہوتا ہے ۔ اس کے برعکس مومن کی پہچان یہ ہے کہ کائنات اس میں گم ہوتی ہے ۔ وہ چونکہ کائنات کے خالق کا ہو جاتا ہے اس لیے ساری کائنات اس کی ہو جاتی ہے ۔ وہ اس کی مالک نہیں اس کی خادم بن جاتی ہے ۔

مہدیَ برحق

سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس
خاور کے ثوابت ہوں کہ افرنگ کے سیار

معانی: مہدی: ایک ایسا مومن کامل انسان جو قربِ قیامت کے وقت نبی کریم ﷺ کے اولاد میں سے اسلام کو زندہ کرنے کے لیے آئے گا ۔ زنداں : جیل، قید خانہ ۔ محبوس: قیدی ۔ خاور: مشرق سے نکلتا ہوا سورج ۔ ثوابت: ثابت سیارے جو گردش نہیں کرتے ۔ سیار: چلنے والے ستارے ۔

مطلب: مشرق کی چاہے بے حس، بے حرکت اور ترقی نہ کرنے والی قومیں ہوں یا مغرب کے حرکت کرنے والے یعنی ترقی کرنے والے افرنگی ہوں دونوں ہی اپنے اپنے بنائے ہوئے قید خانوں کے قیدی ہیں ۔ مشرق کی بے حسی اور بے حرکتی بھی مناسب نہیں اور مغرب کی حرکت اور ترقی بھی صحیح نہیں کیونکہ اس نے سب کو مادہ پرست بنا دیا ہے ۔

پیرانِ کلیسا ہوں کہ شیخانِ حرم ہوں
نے جدتِ گفتار ہے نے جدتِ کردار

معانی: کلیسا: گرجا ۔ حرم: مسجد ۔ جدتِ گفتار: نئی نئی باتیں ۔

مطلب: مغرب کے عیسائی اور ان کے پیر پادری ہوں یا مشرق کے علمائے دین ہوں دونوں میں نئے پن کی کوئی بات نہیں ۔ مغرب کے عیسائیوں میں کردار و عمل وہی پرانا ہے اور مشرق کے دینی علما کی گفتار بھی وہی پرانی ہے ۔ دونوں ہی اپنے اپنے افکار و گفتار کے قید خانوں کے قیدی بنے ہوئے ہیں ۔

ہیں اہلِ سیاست کے وہی کہنہ خم و پیچ
شاعر اسی افلاسِ تخیل میں گرفتار

معانی: کہنہ خم وپیچ: پرانے الجھاو، پرانے طور طریقے ۔ افلاسِ تخیل: خیالات کی کمزوری ۔
مطلب: اگر دونوں طرف کے سیاست دانوں کو دیکھیں تو ان کے داوٴپیچ بھی پرانے زمانے کے ہیر پھیر ہی نظر آتے ہیں ۔ ان کے شاعروں کو دیکھیں تو ان کی شاعری بھی خیالات کے افلاس کی آئینہ دار ہے یعنی سطحی خیالات سے پر ہے ۔

دنیا کو ہے اس مہدیِ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلہَ عالمِ افکار

معانی: مہدیَ برحق: آئندہ آنے والا سچا رہبر ۔ زلزلہَ عالمِ افکار: فکر ونظر کو تبدیل کرنے والی ۔
مطلب: ان حالات میں جب کہ مشرق اور مغرب دونوں جگہ ہر میدان میں حالات خراب ہیں اور لوگ اللہ سے دور اور شیطان کے زیادہ نزدیک ہو رہے ہیں ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جس سچے مہدی کو کہتے ہیں کہ اسے آنا ہے وہ آجائے اور آکر سب کے افکار و خیالات کی دنیا میں ایسا زلزلہ پیدا کر دے کہ پرانا سب کچھ منہدم ہو جائے اور نیا سرمایہ جو انسانی مجد اور شرافت کو برقرار رکھنے والا ہو ہر میدان میں ابھر آئے ۔

مومن

(دنیا میں)

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

معانی: حلقۂ یاراں: دوستوں کی محفل ۔ بریشم: ریشم ۔ رزمِ حق و باطل: حق و باطل کی جنگ ۔ فولاد: لوہا ۔

مطلب: مومن کی دنیا میں پہچان یہ ہے کہ جب وہ اپنے مسلمان بھائیوں، مومن دوستوں میں ہوتا ہے تو ان کے ساتھ یوں رہتا ہے اور ان سے یوں پیش آتا ہے جیسا کہ ریشم ہو جو ملائم و نرم ہوتا ہے ۔ نرمی، ملائمت، اخوت، رواداری، مروت، ہمدردی اس کا شیوہ ہوتا ہے لیکن جب دشمن دین سے مقابلہ پڑ جائے جب سچ اور جھوٹ، حق و باطل اور کفر و اسلام میں معرکہ ہو جائے تو یہی ریشم کی طرح ملائم مومن لوہے کی طرح سخت ہو جاتا ہے اور جب تک باطل کو جھکا نہیں لیتا ضرب کاری سے کام لیتا رہتا ہے ۔

افلاک سے ہے اس کی حریفانہ کشاکش
خاکی ہے مگر خاک سے آزاد ہے مومن

معانی: افلاک: آسمان ۔ حریفانہ کشاکش: ٹکراوَ، کھینچاتانی ۔ خاکی: زمینی ۔ خاک سے آزاد سے مومن: یعنی مومن زمین کی قید کو خاطر میں نہیں لاتا ۔

مطلب: مومن ہر وقت آسمانوں کے مدمقابل اور ان کا دشمن بنا رہتا ہے ۔ ایک تو اس لیے کہ آسمانوں سے کوئی بلا آئے وہ اس کا مقابلہ کرتا ہے اس کے آگے جھکتا نہیں دوسرے یہ کہ وہ ان افلاک سے دوبدو ہو کر ان سے آگے نکل جانا چاہتا ہے ۔ زمین پر ہوتا ہوا اپنا تعلق آنسوئے افلاک یا عرشِ معلی سے قائم رکھنا چاہتا ہے ۔ اب یہ بات کسے معلوم نہیں کہ زمان و مکان سے آگے آنسوئے افلاک سے تعلق پیدا کرنا تب ہی ہو سکتا ہے جب مومن بھی نوری ہو کیونکہ نوری جہان کا تعلق نور سے ہی ہو سکتا ہے اس لیے

مومن جو بشریت کے لحاظ سے خاکی ہوتا ہے لیکن حقیقت اس کی نورانی ہوتی ہے ۔ وہ خاکی ہوتا ہوا خاک سے آزاد ہوتا ہے ۔ بندہ ہوتے ہوئے مومن صفات ہوتا ہے ۔ نوری نہاد ہوتا ہے ۔

جچتے نہیں کنجشک و حمام اس کی نظر میں
جبریل و اسرافیل کا صیاد ہے مومن

معانی: کنجشک: چڑیا ۔ حمام: کبوتر ۔
مطلب: مومن چڑیوں اور کبوتروں کا شکار نہیں کھیلتا ۔ بلکہ وہ جبریل و اسرافیل جیسے فرشتوں کو اپنی گرفت میں لاتا ہے ۔ یہاں کوئی گستاخی کا پہلو نہیں ہے کیونکہ علامہ نے ان فرشتوں کو بطور استعارہ استعمال کیا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ مومن کے مقاصد بہت بلند، اعلیٰ اور ارفع و پاک ہوتے ہیں ۔ معمولی مقاصد تو اس کی نظر کو پسند ہی نہیں آتے ۔

مومن (جنت میں

کہتے ہیں فرشتے کہ دلآویز ہے مومن
حوروں کو شکایت ہے کم آمیز ہے مومن

معانی: دلآویز: دل کو لگنے والا، پسندیدہ ۔ کم آمیز: کم ملنے والا ۔
مطلب: فرشتے یہ کہتے ہیں کہ مومن ایک دل آویز یا دل کو لبھانے والی شخصیت ہے ۔ حوریں یہ کہتی ہیں کہ دوسروں کے مقابلے میں مومن ہم سے کم ملتا ہے یا بالکل نہیں ملتا ۔ مراد یہ ہے کہ مومن ایک انوکھی اور عجب شے ہے ۔ جب جنت میں حوروں کے لیے اور جنت کی دوسری پرکشش چیزوں کے لیے آتے ہیں اور مومن ہے کہ وہ ان کی طرف دھیان بھی نہیں کرتا ۔ اس کی تو صرف ایک ہی خواہش ہوتی ہے کہ دیدار ذات ہو جائے ۔ وہ اپنے رب سے ملاقی ہونا چاہتا ہے ۔ حوروں اور جنت کی اسے کوئی پرواہ نہیں ۔

محمد علی باب

تھی خوب حضور علما باب کی تقریر
بیچارہ غلط پڑھتا تھا اَعرابِ سمٰوٰت

معانی: محمد علی باب: ایران کا ایک مذہبی پیشوا جس کا دعویٰ تھا کہ مجھے مہدی موعود کے آنے کے لیے زمین تیار کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے ۔ اپنے غلط دعویٰ پر اسے موت کی سزا دی گئی ۔ اس کے بعد بہا اللہ ایک شخص پیدا ہوا جس نے باب کے مذہب کی تبلیغ بھی کی اور اس میں ترمیم و اضافہ بھی کیا ۔ اس کے ماننے والے لوگ آج کل بہائی کہلاتے ہیں ۔ حضورِ علما: عالموں کے سامنے ۔ اعرابِ سمٰوٰت: سمٰوات کی زیر زبر پیش وغیرہ ۔

مطلب: جب محمد علی باب نے غلط دعویٰ کیا تو اس وقت کے بادشاہ نے جس کا نام ناصر الدین قاچار تھا اسے علما کی مجلس میں تقریر کرنے کے لیے کہا تو اس سے قرآن کے ایک لفظ سمٰوٰت ہی کا تلفظ صحیح ادا نہ ہوا جس سے اس کی بے علمی کا پول کھل گیا ۔

اس کی غلطی پر علما تھے متبسم
بولا، تمھیں معلوم نہیں میرے مقامات

معانی: متبسم: ہنستے تھے ۔ مقامات: درجے ۔

مطلب: علما اس کے غلط تلفظ قرآن کو سن کر مسکرائے اس پر وہ کہنے لگا تم میرے روحانی مقامات کو نہیں جانتے ۔ میں جو تلفظ کرتا ہوں وہی صحیح ہے اور تم غلط ہو ۔

اب میری امامت کے تصدق میں ہیں آزاد
محبوس تھے اَعراب میں قرآن کے آیات

معانی: مجبوس: بند، قید ۔ تصدق: کسی چیز کی بدولت ۔ آیات: آیتیں ۔

مطلب: باب کہنے لگا چونکہ اب میں امام وقت ہوں اس لیے میں نے قرآن کے الفاظ کو اعراب (زیر، زبر، پیش) سے آزاد کر دیا ہے ۔ جس طرح جی چاہے پڑھو۔ سب ٹھیک ہے اور اعراب کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے قرآنی الفاظ کو میری امامت کے طفیل آزادی مل گئی ہے ۔ اسی پس منظر میں بہائیوں نے قرآن کو بدل دیا ہے ۔

اے روحِ محمد

شیرازہ ہوا ملتِ مرحوم کا اَبتر
اب تو ہی بتا، تیرا مسلمان کدھر جائے

معانی: شیرازہ: مجموعہ ۔ ابتر: پریشان ۔

مطلب: علامہ مسلمانوں کے اس عقیدہ کے پیش نظر کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ ظاہری موت سے ضرور گزرے ہیں لیکن حقیقت میں حیات النبی ہیں یعنی پس پردہ موت زندہ ہیں اور جب چاہیں اور جہاں چاہیں اللہ کے دیے ہوئے اختیارات کی بدولت اس دنیا میں تصرف بھی کر سکتے ہیں ۔ اس عقیدہ کے پیش نظر علامہ روح محمد سے جو کائنات میں جاری و ساری ہے خطاب کرتے ہیں ۔ اے روح محمد ﷺ وہ ملت جو کبھی زندہ و تابندہ تھی آزاد و حکمران تھی ۔ آج اس کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور اس میں ہر قسم کا نظم و ضبط ختم ہو چکا ہے ۔ ایسی حالت میں آپ ہی بتائیں کہ آپ کا امتی آپ کا مسلمان کیا صورت اختیار کرے کیا قدم اٹھائے، کدھر جائے ۔

وہ لذتِ آشوب نہیں بحرِ عرب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں ، وہ طوفان کدھر جائے

معانی: لذت: مزا ۔ آشوب: مصیبت ۔

مطلب: میں دیکھ رہا ہوں کہ عرب کے سمندر میں کوئی شورش اور کوئی طوفان نہیں ہے ۔ یہ عرب قوم جو کل تک ساری دنیا پر چھائی ہوئی تھی آج مردہ و افسردہ ہے اور لذت شورش سے محروم ہے ۔ میرے سینے میں طوفان بھرے جو جذبات ہیں وہ میں ان تک کیوں پہنچاؤں ۔ وہ تو اس حد تک بے شور ہو چکے ہیں کہ میرا طوفان بھی ان میں کوئی حرکت پیدا نہیں کرے گا ۔ میں اپنے طوفان کو کہاں لے جاؤں ۔

ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اس کوہ بیاباں سے حدی خوان کدھر جائے

معانی: راحلہ وزاد: سامان سفر۔ حدی خوان: سفر میں گانے والا۔

مطلب: عرب کے پہاڑوں اور جنگلوں میں جو عرب ہیں وہ بے قافلے ہیں نہ ان کے پاس سواریاں ہیں اور نہ ان کے پاس سفر کا سامان ہے۔ مراد یہ ہے کہ عرب بالکل مفلس، بے آواز اور بے کار ہو کر رہ گئے ہیں۔ ان میں سے حدی خوان بھی غائب ہو گئے ہیں یعنی ان کو دوبارہ زندہ قوم بنانے کے لیے ان میں کوئی راہبر بھی نظر نہیں آتا۔

اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمد
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

معانی: فاش کر: کھول دے، بتا دے۔ آیاتِ الٰہی کا نگہبان: اللہ کی آیات کا رکھوالا، مسلمان۔

مطلب: اے روح محمد ﷺ اب تو اس بھید کو کھول کہ اللہ کی آیات کی حفاظت کرنے والا مسلمان اب کدھر جائے، کیا کرے۔ نہ اس کے پاس احکام قرآن کی حفاظت اور نفاذ کا سازوسامان موجود ہے اور نہ ذوق و شوق باقی ہے۔ دعا کریں یا نظر کرم فرمائیں تاکہ مسلمان قوم پھر سے عروج حاصل کر لے اور اسلام کی حفاظت اور اس کے نفاذ کے قابل ہو جائے۔

مدنیت اسلام

بتاؤں تجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے
یہ ہے نہایتِ اندیشہ و کمالِ جنوں

معانی: مدنیت اسلام: تمدن جو تہذیب و ثقافت کا آئینہ دار ہوتا ہے ۔ نہایت اندیشہ: غور و فکر کی انتہا ۔ کمالِ جنوں: عشق کا کمال ۔
مطلب: یاد رکھو مسلمان وہ ہے جس کی زندگی کے دو بنیادی اور بڑے جوہر ہیں ۔ پہلا جوہر عقل کا ہے جو اس میں درجہ کمال تک ہوتی ہے اور دوسرا جوہر عشق کا ہے وہ بھی اس میں کمال کی اس حد تک ہوتا ہے کہ ہم اسے جنوں کہہ سکتے ہیں ۔ مسلمان عقل اور عشق کے ان اعلیٰ و ارفع کمالات کا مجموعہ ہوتا ہے ۔

طلوع ہے صفتِ آفتاب اس کا غروب
یگانہ اور مثالِ زمانہ گوناگوں

معانی: یگانہ: یکتا ۔ گوناگوں: کئی طرح کا ۔
مطلب: مسلمان ایک بے مثل و بے مثال شخص ہوتا ہے ۔ زمانہ کی طرح رنگارنگ یعنی زمانے کے مطابق خود کو پورا اتارکر مگر اسلام کو نہ چھوڑتے ہوئے اپنی زندگی بسر کرتا ہے ۔ اس کا جینا مرنا، اس کا عروج و زوال اس کا زندگی میں کم و بیش ہونا برابر ہوتا ہے ۔ جس طرح آفتاب ادھر غروب ہوتا ہے ادھر طلوع ہو جاتا ہے اسی طرح مسلمان بھی ادھر مرتا ہے ادھر عالم برزخ میں پھر نکل آتا ہے ۔ ادھر کم ہو گیا تو دوسرے لمحے اس کمی کو پورا کر لیتا ہے ۔ اس کا غروب و طلوع برابر ہے ۔

نہ اس میں عصرِ رواں کی حیا سے بیزاری
نہ اس میں عہدِ کہن کے فسانہ و افسوں

معانی: بیزاری: پریشانی ۔ عہد کہن: پرانا زمانہ ۔ فسانہ وافسوں: جھوٹی کہانیاں اور جادو وغیرہ ۔
مطلب: مسلمان کی مدنیت میں دور حاضر کی طرح حیا سے بیزاری نہیں ہے ۔ بلکہ اس کے نزدیک تو حیا نصف ایمان ہے ۔ حیا ایک مسلمان خصوصاً مسلمان عورت کا بنیادی جوہر ہے ۔ حیا اور ایمان کے اس تعلق کی بنا پر مسلمان کی زندگی کے ہر شعبہ میں حیا کارفرما ہوتی ہے اور نہ ہی مسلمان اپنی زندگی میں پرانی اساطیری کہانیوں اور افسانوں پر اعتقاد رکھتا ہے ۔

حقائق ابدی پر اساس ہے اس کی
یہ زندگی ہے، نہیں ہے طلسمِ افلاطوں

معانی: حقائق ابدی: مستقل حقیقتیں ۔ اساس: بنیاد ۔ طلسم: جادو ۔
مطلب: مسلمان کے تمدن وثقافت اور تہذیب کی بنیاد ان حقیقتوں پر ہے جو کبھی نہیں بدلتیں ۔ اس میں زندگی کو ایک حقیقت سمجھا جاتا ہے نہ کہ یونانی حکیم افلاطون کی طرح اسے وہم و خیال تصور کیا جاتا ہے ۔ جو ایسا سوچے گا وہ دنیا سے گریز اور زندگی سے نفرت کرے گا لیکن جو زندگی کو حقیقت سمجھے گا وہ اسے ذمہ داری سے گزارے گا ۔

عناصر اس کے ہیں روح القدس کا ذوقِ جمال
عجم کا حسنِ طبیعت، عرب کا سوزِ دروں

معانی: ذوقِ جمال: خوبصورتی کی پرکھ رکھنا ۔ حسنِ طبیعت: طبیعت کی خوبی ۔ سوزِ دروں: سینے کا سوز، ایمان ۔
مطلب: اسلامی مدنیت کے اجزائے ترکیبی تین ہیں ۔ ایک جز میں حضرت جبرئیل کے ذوق کا حسن پوشیدہ ہے ۔ دوسرے جزو میں عرب کے علاوہ جو قومیں ہیں خصوصاً اہل فارس کی طبیعت کا حسن موجود ہے اور تیسرے جز میں عربوں کا سوز دروں شامل ہے ۔
مدنیت اسلام جبرئیل کی روح کی طرح پاکیزہ بھی ہے ۔ اہل فارس کے طباءع کی طرح حسین بھی ہے اور عربوں کے دلوں کی طرح پرسوز وپرجوش بھی ہے ۔

امامت

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے

حق تجھے میری طرح صاحبِ اسرار کرے

معانی: امامت: اللہ تعالیٰ کا نظام حاکمیت ۔ اسرار: بھید ۔

مطلب: اے شخص تو نے مجھ سے قوموں کے راہبر ہونے کی حقیقت پوچھی ہے ۔ یعنی یہ پوچھا ہے کہ جو شخص ملت کا امام بننے کے قابل ہے اس میں کیا خصوصیات ہونی چاہئیں ۔ میں بتاتا ہوں خدا کرے تو بھی میری طرح بھیدوں کا جاننے والا بن جائے ۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق

جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

معانی: برحق: سچا ۔ حاضر و موجود: زمانی فلسفوں کی بحث، ظاہر پرستی ۔

مطلب: تیرے زمانے کا سچا امام وہی شخص ہو سکتا ہے جو تجھے عہد حاضر کی تمام قباحتوں سے بیزار کر دے ۔ تجھے ظاہر پرستی سے نکال کر حقیقت پسند بنا دے اور تیرے دل میں مغربی تہذیب کی پیدا کردہ برائیوں کے مقابلے میں اسلامی اقدار و عقائد صحت کے ساتھ پیدا کر دے ۔

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رُخِ دوست

زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے

معانی: وہ امام برحق یہ خصوصیات بھی رکھتا ہو کہ تجھے موت کے پس پردہ حقیقت کا اور محبوب حقیقی کا چہرہ دکھا کر تیرا جینا مشکل کر دے اور تیرے اندر ہر وقت یہ خواہش رہے کہ میں شہادت کا مرتبہ پا کر جلد اپنے محبوب سے جا ملوں ۔

دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

معانی: سان: تلوار تیز کرنے والا آلہ ۔ زیاں : نقصان ۔ فقر: درویشی ۔ لہو گرمانا: حرارت پیدا کرنا، جوش پیدا کرنا ۔
مطلب: امام برحق کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ تجھے تیرے اس نقصان کا جو مسلمانوں کو صدیوں سے پہنچ رہا ہے احساس دلا کر تیرے لہو کو گرم کر دے اور تجھ میں اس نقصان کو پورا کرنے کا احساس پیدا کر دے اور تیری زندگی کو فقر کی سان پر چڑھا کر تلوار کی طرح تیز کر دے ۔ ایسی تلوار بنا دے جو باطل کو کاٹ کر رکھ دے ۔ فقر اقبال کے نزدیک وہ جوہر ہے جو مسلمان کو صحیح مسلمان بناتا ہے ۔

فتنہَ ملتِ بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

معانی: فتنہَ ملت بیضا: قوم کا فتنہ ۔ سلاطیں کا پرستار: بادشاہوں کی طرف جھکاوَ رکھنے والا، یعنی آسائشوں میں پڑا ہوا ۔
مطلب: وہ امام وہ راہبر قوم جو تجھے بادشاہوں ، درباروں ، وڈیروں ، نوابوں وغیرہ کا پجاری بنا دے اس امام کی قیادت اور راہبری روشن ملت کے لیے فساد کے سوا کچھ نہیں ۔ جیسا کہ آج کل کے اکثر دینی اور دنیاوی پیشواؤں کا حال ہے ۔ ایسے شخص کی امامت فائدے کے بجائے نقصان کا سبب ہے ۔

فقر و راہبی

کچھ اور چیز ہے شاید تری مسلمانی
تری نگاہ میں ہے ایک فقر و راہبانی

معانی: فقر و راہبی: فقر کے لغوی معنی تنگ دستی کے ہیں لیکن اصلاح میں فقر وہ جوہر ہے جو مسلمان کو محبوب حقیقی سے مل کر دنیا کی ہر شے سے بے نیاز کر دیتا ہے ۔ اس کے مقابلے میں راہبی کا مفہوم دنیا کو ترک کرنا ہے ۔
مطلب: اگر تو صحیح مسلمان ہوتا تو فقر میں اور راہبی میں تمیز کر سکتا لیکن تجھ میں اسلام کی صحیح سوچ نہ ہونے کی وجہ سے یہ تمیز ختم ہو چکی ہے اور تو عیسائیوں کے پادریوں اور ہندووَں کے جوگیوں یوگیوں کی طرح مسلمان فقیر کو بھی یہی سمجھتا ہے کہ وہ بھی ان کی طرح تارک الدنیا ہی ہوتا ہے ۔ یہ خیال فقر کے خلاف لوگ عام طور پر ظاہر کرتے ہیں حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے ۔ مسلمان کے فقر اور غیر مسلموں کے فقر میں زمین وآسمان کا فرق ہے ۔ مسلمان کا فقر دنیا سدھارتا ہے ۔ کافر کا فقر دنیا گریز ہے ۔

سکوں پرستیِ راہب سے فقر ہے بیزار
فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی

معانی: سکوں پرستی راہب: راہب کی آرام پسندی ۔ سفینہ: کشتی ۔ طوفانی: مشکلات سے ٹکرانے والا ۔
مطلب: سچا درویش ہندووَں اور عیسائیوں کے درویشوں کی طرح آرام طلب، گوشہ گیر اور تارک الدنیا نہیں ہوتا بلکہ اس کی زندگی کی کشتی ہمیشہ طوفانوں سے کھیلتی رہتی ہے ۔ وہ ہمیشہ باطل سے ٹکراتا ہے ۔ قوم کو بناتا ہے افراد کو سلجھاتا ہے ۔ دنیا پرست اور نفس پرست بھی نہیں ہوتا وہ اس دنیا کا باشندہ ہوتا ہے جو آخرت کے راستے کی رکاوٹ نہیں بنتی ۔ الفقرُ فخری (مجھے اپنے فقر پر فخر ہے) ایسے ہی فقر کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے ۔

پسند روح و بدن کی ہے وا نمود اس کو

کہ ہے نہایتِ مومن خودی کی عریانی

معانی: نمود: ظاہر ہونا ۔ خودی کی عریانی: خودی کا ظاہر ہونا ۔

مطلب: غیر مسلم درویش بدن کر مارتے ہیں ۔ مسلمان درویش بدن کو بھی قائم رکھتا ہے اور روح کی پرورش بھی کرتا ہے ۔ وہ غیر مسلم درویشوں کی طرح بدن کی جائز ضروریات کو نہیں بھولتا ۔ خودی بے نقاب صرف اس وقت ہو سکتی ہے جب بدن اور روح دونوں کے ساتھ ساتھ پرورش ہو اس لیے مسلمان فقیر اپنی خودی کو عریاں کرتا ہے جب کہ غیر مسلم درویش خودی کو فنا کرتا ہے ۔

وجود صیرفیِ کائنات ہے اس کا

اسے خبر ہے یہ باقی ہے اور وہ فانی

معانی: صیرفیِ کائنات: کائنات کی کسوٹی ۔ باقی: قائم رہنے والا ۔ فانی: فنا ہونے والا ۔

مطلب: مسلمان، فقیر کائنات کا صیرفی ہے ۔ جس طرح صراف سونے کو کسوٹی پر لگا کر بتا دیتا ہے کہ یہ کھوٹا ہے یہ کھرا ہے اسی طرح مسلمان فقیر کائنات اور اس کی ہر شے کو جانتا ہے کہ یہ کھوٹی ہے یہ کھری ہے ۔ یہ حق ہے یہ باطل ہے ۔ یہ باقی رہنے والی ہے یہ فنا ہو جانے والی ہے ۔ جب کہ غیر مسلم درویش اس بارے میں اندھا ہے ۔ اس نے جب کائنات ہی ترک کر دی تو اس کے کھوٹے کھرے کو کیا سمجھے گا ۔ اسے فانی و باقی کی کیا خبر ہو گی ۔

اسی سے پوچھ کہ پیشِ نگاہ ہے جو کچھ

جہاں ہے یا کہ فقط رنگ و بو کی طغیانی

معانی: پیشِ نگاہ: نظر کے سامنے ۔ طغیانی: بہتات ۔

مطلب: مسلمان درویش چونکہ کائنات اور اس میں پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے اس لیے تو اس سے ہی یہ پوچھ کہ جو کچھ ہماری نظروں کے

سامنے ہے یعنی جس کائنات کو ہم دیکھ رہے ہیں یہ حقیقی ہے یا محض رنگ و بو کی پر ہنگامہ تصویر ہے ۔ رنگ و بو ہمیشہ اڑ جاتے ہیں باقی نہیں رہتے ۔ فقیر کی نظر میں کائنات کی کوئی حقیقت نہیں ۔ اصل حقیقت اس کی اپنی ہے اس کے خدا کی ہے ۔ وہ اس کائنات کو ٹھکرا دیتا ہے جس کائنات کی قرآن بھی برائی کرتا ہے اور اپنے فکر اور اپنے عمل سے ایسی دنیا بناتا ہے جو دنیا ہوتے ہوئے دین بن جاتی ہے ۔

یہ فقر مردِ مسلماں نے کھو دیا جب سے
رہی نہ دولتِ سلمانی و سلیمانی

معانی: سلمانی : حضرت سلمان فارسی کا زُہد ۔ سلیمانی: حضرت سلیمان کی شاہی ۔

مطلب: جب سے مسلمانوں میں وہ فقر غائب ہوا ہے جس کی خصوصیات مذکورہ بالا اشعار میں بیان کی گئی ہیں اور مسلمانوں نے غیر مسلموں کا سا فقر اور پیشہ ور فقر بلکہ گدائی اختیار کر لی ہے اس وقت سے مسلمانوں میں نہ سلمانی شان رہی ہے اور نہ سلیمانی شکوہ رہا ہے ۔ یعنی تزکیہ، تقویٰ ، پرہیزگاری اور درویشانہ شان رہی ہے اور نہ دنیاوی شان و شکوہ جہانبانی اور حکمرانی باقی رہی ہے ۔

غزل

ملے گا منزلِ مقصود کا اُسی کو سراغ
اندھیری شب میں ہے چیتے کی آنکھ جس کا چراغ

معانی: منزلِ مقصود: مقصد کی منزل ۔ سراغ: نشان ۔ شب: رات ۔ چیتا: ایک درندے کا نام ۔ چراغ: دیا ۔

مطلب: چیتا ایک درندہ ہے جس کی آنکھیں رات کے اندھیرے میں دیئے کی طرح روشن دکھائی دیتی ہیں اور ساتھ ہی وہ اندھیرے میں دیکھنے کی طاقت بھی رکھتا ہے ۔ علامہ نے اس کو تشبیہ بناتے ہوئے کہا ہے کہ اس شخص کو اپنے مقصد کی منزل کا نشان مل سکتا ہے جس کی آنکھیں رات کے اندھیرے میں چیتے کی آنکھوں کی طرح روشن اور دیکھنے والی ہوں ۔ مراد یہ ہے کہ وہ شخص مشکلات کے اندھیروں سے نہ گھبرائے اور چیتے جیسے حوصلے سے اور اس جیسی تیز نظر پیدا کر کے آگے بڑھتا جائے ۔

میسر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو
نہیں ہے بندۂ حر کے لیے جہاں میں فراغ

معانی: بندۂ حر: آزاد بندہ ۔ فراغ: فراغت، فرصت ۔

مطلب: اس شعر میں اقبال نے غلام اور آزاد بندے کی مصروفیات کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ جو بندہ غلام ہوتا ہے اس کی فرصت ہی فرصت ہوتی ہے کیونکہ اس کی نہ آرزو اپنی ہوتی ہے اور نہ کوئی مقصد اس کے سامنے ہوتا ہے جس کے حصول کے لیے وہ تگ و دو کرے ۔ اس کے مقابلے میں آزاد بندہ ایک لمحے کے لیے بھی فارغ نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہر وقت اپنے مقاصد کے حصول اور منازل تک پہنچنے کی دوڑ دھوپ میں لگا رہتا ہے ۔

فروغِ مغربیاں خیرہ کر رہا ہے تجھے
تری نظر کا نگہباں ہو صاحبِ مازاغ

معانی: فروغ: ترقی، سربلندی ۔ خیرہ کرنا: آنکھوں کو چندھیانا ۔ صاحبِ مازاغ: حضرت محمد ﷺ مازاغ سورۃ النجم کی ایک آیت کی طرف اشارہ کرتا ہے جس میں شب معراج کا اشارۃً ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے مازاغ البصر وما طغی کہ نبی ﷺ کی نظر نے جو کچھ دیکھا وہ بالکل درست دیکھا ۔ ان کی نگاہ نہ ادھر سے ادھر ہوئی اور نہ حد سے بڑھی ۔

مطلب: اہل مغرب نے جو بھی اور جیسی بھی ترقی کی ہے علامہ اقبال اسے فطرت میں مداخلت سمجھتے ہیں ۔ اس ترقی نے چونکہ انسان کو انسان نہیں رہنے دیا اس لیے علامہ مسلمان کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تیری نظریں اہل مغرب کی ترقی اور سربلندی دیکھ کر چندھیا رہی ہیں حالانکہ یہ ترقی ترقی نہیں انسانی زوال کا دوسرا نام ہے ۔ اس لیے میں دعا کرتا ہوں کہ وہ ہستی جس کی نظر نے شب معراج سب کچھ دیکھا اور سچ دیکھا یعنی حضرت محمد ﷺ کی ہستی تیری نگہبان ہو اور تجھے صحیح نظر سے مغربیوں کی ترقی دیکھنے کی توفیق نصیب کرے ۔

وہ بزمِ عیش ہے مہمانِ یک نفس دو نفس
چمک رہے ہیں مثالِ ستارہ جس کے ایاغ

معانی: بزم عیش: عیش کی محفل ۔ ایاغ: پیالے ۔

مطلب: اس شعر میں بھی اہل مغرب کی غیر فطری ترقی کی طرف ہی اشارہ کیا ہے جس نے خود ان کو اور دوسروں کو بھی پیدائش انسانی کا اصل مقصد بھلا کر دنیاوی عیش و عشرت میں مشغول کر دیا ہے ۔ علامہ کہتے ہیں کہ عیش و عشرت کی مجلس چاہے اس کے شراب بھرے پیالے ستاروں کی مانند ہی کیوں نہ چمک رہے ہوں صرف ایک دو لمحوں کی مہمان ہوتی ہے یعنی جلد ختم ہو جاتی ہے اس لیے آدمی کو اپنی پیدائش کا اصل مقصد سامنے رکھنا چاہیے اور عیش و عشرت کی ظاہری چکا چوند میں نہیں آنا چاہیے ۔ ان کے نزدیک ترقی یافتہ، مغرب فطرت کے مقاصد سے چونکہ ہٹا ہوا ہے اس لیے زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا ۔

کیا ہے تجھ کو کتابوں نے کور ذوق اتنا
صبا سے بھی نہ ملا تجھ کو بوئے گل کا سراغ

معانی: کور ذوق: اندھا ذوق، برے ذوق یا لذت سے نا آشنا ۔ صبا: صبح کی نرم و لطیف ہوا جو غنچوں کو کھلا کر پھول بناتی ہے ۔ بوئے گل: گلاب کے پھولوں کی خوشبو۔ سراغ: پتہ، نشان ۔

مطلب: صبح کی پھول کھلانے والی نرم و لطیف ہوا جب گلاب کے پھولوں کے باغ سے آتی ہے تو اپنے ساتھ خوشبو بھی لاتی ہے جس کا ناک بند نہ ہو وہ اس خوشبو کو محسوس کرتا ہے لیکن بند ناک والے کو اس کا پتہ نہیں چلتا ۔ اس مثال سے علامہ نے اس شعر میں مسلمان نوجوانوں کو کہا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ تیرے ذوق کا ناک بھی بند ہے اور تو ذوق نا آشنا ہو گیا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ تو ایسی کتابیں پڑھتا ہے جو اہل مغرب نے اپنی تہذیب و ثقافت کو تم میں پھیلانے کے لیے لکھی ہیں اور مدرسوں کے نصابوں میں داخل کی ہیں ۔ ان کتابوں سے ہٹ کر دیکھ کہ مغرب کی ترقی واقعی ترقی ہے یا زوال ہے ۔

تسلیم و رضا

ہر شاخ سے یہ نکتۂ پیچیدہ ہے پیدا
پودوں کو بھی احساس ہے پہنائے فضا کا

معانی: نکتۂ پیچیدہ: الجھا ہوا معاملہ ۔ پہنائے فضا: فضا کی وسعت ۔
مطلب: پودوں اور درختوں پر غور کرو تو پتہ چلے گا کہ ان کی شاخوں کو بھی فضا کی وسعت کا احساس ہے ۔ یہ پیچیدہ قسم کی بات ان کی فضا میں قوت نمو سے صاف ظاہر ہوتی ہے ۔ وہ بڑھنا چاہتی ہے ۔ پھیلنا چاہتی ہیں ۔

ظلمت کدۂ خاک پہ شاکر نہیں رہتا
ہر لحظہ ہے دانے کو جنوں نشوونما کا

معانی: ظلمت کدۂ خاک: دنیا کا اندھیرا ۔ نشوونما: بڑھنا، ترقی ۔
مطلب: پودے کا جو بیج ہوتا ہے وہ مٹی کے تاریک گھر میں یعنی مٹی کے نیچے دبا ہوا ہوتا ہے لیکن پھلنے پھولنے کی خواہش اسے مٹی سے باہر بطور شاخ لے آتی ہے اور پھر وہ اسی پر مطمئن نہیں رہتا بلکہ مزید بڑھنے کے لیے اور شاخیں نکالتا ہے اور اس طرح پودا پھولتا پھلتا اور پھیلتا رہتا ہے ۔

فطرت کے تقاضوں پہ نہ کر راہِ عمل بند
مقصود ہے کچھ اور ہی تسلیم و رضا کا

معانی: راہ عمل: عمل کا راستہ ۔ تسلیم و رضا: اللہ کی مرضی پر قائم رہنا ۔
مطلب: جس طرح پودا قدرت کے تقاضے اور ضرورتیں پوری کرتا ہوا بیج سے پودا بن جاتا ہے اور پھلتا پھولتا ہے اس طرح اے انسان

تو بھی ضرورتوں کے مطابق بڑھ اور پھل پھول ۔ تسلیم و رضا کا جو مقصد تیرے ذہن میں ہے کہ جو کچھ ہونا ہے ہوتا رہے گا اور خود ہاتھ پاؤں نہ ہلانا یہ تسلیم و رضا کا غلط مفہوم ہے ۔ بات عمل سے بنتی ہے عمل کرو نتیجہ اللہ پر چھوڑ دو۔

جرأت ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے

اے مردِ خدا ملکِ خدا تنگ نہیں ہے

معانی: جرأت ہو نمو کی تو: اگر آگے بڑھنے کی جرات ہو ۔ ملکِ خدا: اللہ کی زمین ۔

مطلب: اگر تجھ میں پھلنے پھولنے کی آرزو ہے اور جرأت ہے تو دیکھ جس طرح پودے کے لیے فضا تنگ نہیں ہے اور خدا کا ملک بھی تنگ نہیں تو جس طرح چاہے اور جیسے چاہے اپنی نشوونما کر سکتا ہے ۔ تسلیم و رضا کا جو مفہوم تیرے ذہن میں ہے کہ کچھ نہ کرو خود بخود سب کچھ ہو جائے گا وہ غلط ہے ۔ تسلیم و رضا کا اصل مفہوم تو خدا کی مرضی کے مطابق جینے کا ہے نہ کہ بے عمل ہونے کا ۔

نکتۂ توحید

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

معانی: نکتہ توحید: خدا کے سوا کسی کو معبود اور پروردگار نہ ماننے میں کیا باریک بات یا راز ہے ۔ بت خانہ: بتوں کا گھر ۔
مطلب: توحید میں جو باریک بات یا جو رمز ہے اس کو سمجھانا مشکل تو نہیں ہے ۔ کہیں دولت کا بت، کہیں حرص کا بت، کہیں غرض کا بت، کہیں شہوت کا بت غرضیکہ کئی بت تیرے دماغ میں موجود ہیں جب تک تو اپنے دل و دماغ کو ان سے صاف نہیں کرے گا خدا کے ایک ہونے یا اس کے معبود برحق ہونے یا صرف اسی کے پروردگار ہونے کی بات تیری سمجھ میں نہیں آئے گی ۔

وہ رمزِ شوق کہ پوشیدہ لا الٰہ میں ہے
طریقِ شیخ فقیہانہ ہو تو کیا کہیے

معانی: فقیہانہ: فتوے دینے کا عمل ۔
مطلب: کلمہ طیبہ یا کلمہ توحید یا خدا کے سوا کسی اور کے الہ نہ ہونے کی رمز عاشقانہ جذبہ سے سمجھی جا سکتی ہے ۔ عالم دین تو اسے دلیلوں اور منطق اور دوسرے علمی ذراءع سے سمجھاتا ہے اس طرح توحید کی رمز سمجھ میں نہیں آسکتی ۔ اس کے لیے شوق اور عشق درکار ہے ایسا ایمان درکار ہے جو عشق کی حد تک پختہ ہو ۔

سرور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے

معانی: حق و باطل کی کارزار: حق و باطل کی جنگ ۔ حرب و ضرب: جنگ یعنی جہاد ۔

مطلب: سچ اور جھوٹ یا کفر و اسلام کی جنگ میں جو لطف اور مزہ ہے اگر تجھے جنگ کے سازوسامان اور طریقہ کار کا ہی علم نہ ہو تو ہم کیا کہیں ۔ اس لطف کا علم تو صرف اس کو ہو سکتا ہے جو باطل سے لڑنا جانتا ہو ۔ اور حق کی تلوار سے اس پر فتح یاب ہونے کی لذت سے آشنا ہو ۔

جہاں میں بندۂ حر کے مشاہدات ہیں کیا
تری نگاہ غلامانہ ہو تو کیا کہیے

معانی: بندۂ حر: مجاہد ۔ مشاہدات: یعنی دنیا کے حالات و واقعات پر نظر ۔ نگاہ غلامانہ: وہ نگاہ جسے غلامی پسند ہے ۔

مطلب: آزاد بندہ جو کچھ دیکھتا ہے اور جو کچھ اس کے تجربے میں آتا ہے میں تجھ سے کیا بیاں کروں ۔ بیان اس لیے نہیں کر سکتا کہ تیری نظر غلامی آشنا ہے اور تو آزادی کے حرف سے ناواقف ہے ۔ غلام کے ذہن میں آزادکی اور اسکی اداکی بات نہیں سما سکتی ۔

مقامِ فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیے

معانی: شاہی: بادشاہی ۔ روش: طریقہ ۔ مقامِ فقر: درویشی میں زندگی بسر کرنے کا مقام ۔ گدایانہ: مانگنے والے کی فطرت ۔

مطلب: دنیادار لوگ بادشاہی، امیری اور حاکمیت کی آرزو رکھتے ہیں ۔ انہیں کیا خبر ہے کہ مسلمان درویش کی فقیری کا مقام بادشاہی سے کتنا اعلیٰ اور ارفع ہے ۔ فقر کی یہ بات اس درویش کی سمجھ میں آسکتی ہے جو بھکاری نہ ہو دنیا کا گداگر نہ ہو بلکہ دنیا سے بے نیاز صرف خدا کا ہو گیا ہو ۔ فقر حقیقت میں یہی ہے اس کے برعکس گداگری ہے دنیاداری ہے ۔

الہام اور آزادی

ہو بندہَ آزاد اگر صاحبِ الہام
ہے اس کی نگہ فکر و عمل کے لیے مہمیز

معانی: الہام: اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے خیالات ۔ فکر و عمل: بلند سوچ اور عمل ۔ مہمیز: گھوڑے کو ایڑ لگانا ۔
مطلب: اگر کوئی شخص آزاد ہو اور پھر وہ کہے کہ میرے ذہن میں خدا کی طرف سے یہ بات آئی ہے تو اس کی بات سننے والوں کی فکر اور عمل گھوڑے پر ایڑ کا کام کرے گی ۔ اس سے اس میں فکر کی صحت اور عمل کی راستی پیدا ہو گی ۔

اس کے نفسِ گرم کی تاثیر ہے ایسی
ہو جاتی ہے خاکِ چمنستاں شرر آمیز

معانی: خاکِ چمنستان: چمن کی خاک ۔ شرر آمیز: چنگاری لیے ہوئے ۔
مطلب: آزاد شخص کا الہام اس کے سانس میں گرمی آزادی و عمل پیدا کر دیتا ہے اور اس کے سانس کی آواز سے سننے والوں کے دل و دماغ پر بھی ایسا اثر پیدا ہوتا ہے کہ ان میں بھی حرارت اور حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور بے عمل، با عمل بن جاتے ہیں ۔ یوں کہیے کہ آزادی والے شخص کی الہامی تاثیر سے اس کی سانس میں یہ صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ باغ میں بھی جہاں ہو چنگاریاں پیدا کر دیتا ہے یعنی لوگوں کے دلوں کی مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے اور حرارت شوق پیدا کر کے ان کو عمل کی صحیح راہ پر گامزن کر دیتا ہے ۔

شاہیں کی ادا ہوتی ہے بلبل میں نمودار
کس درجہ بدل جاتے ہیں مرغانِ سحر خیز

معانی: شاہیں : باز، عقاب ۔ بلبل: گانے والا پرندہ ۔ مرغانِ سحر خیز: صبح کو جگانے والے پرندے ۔
مطلب: ایسے شخص کے الہام سے جوکہ آزاد ہوتا ہے بلبل میں باز کی سی طاقت اور انداز آجاتا ہے ۔ دیکھیے اس شخص کے فیضان سے صبح اٹھنے والے پرندے کسی حد تک بدل جاتے ہیں ۔ مراد یہ ہے کہ پست ہمت بلند حوصلہ، بے عمل، عمل والے اور بے شوق، شوق والے بن جاتے ہیں ۔

اس مردِ خود آگاہ و خدا مست کی صحبت
دیتی ہے گداؤں کو شکوہِ جم و پرویز

معانی: مردِ خود آگاہ: اپنے آپ کو پہچاننے والا مرد ۔ خدا مست: اللہ کی محبت میں کھویا ہوا ۔ گداؤں : مانگنے والوں ۔ شکوہ: شان ۔ جم و پرویز: جمشید اور پرویز بادشاہ ۔
مطلب: جو یہ شخص الہام کا علم بردار ہوتا ہے وہ اپنی معرفت بھی رکھتا ہے اور خدا میں بھی مست رہتا ہے ۔ ایسے خود معرفت اور خدامست شخص کی صحبت کی تاثیر سے بھکاری میں ایران کے جمشید اور پرویز جیسے بادشاہوں کا جلال اور شکوہ آجاتا ہے ۔

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گرِ اقوام ہے وہ صورتِ چنگیز

معانی: محکوم : غلام ۔ چنگیز: تاتاریوں کا ظالم سردار ۔
مطلب: آزاد شخص کے الہام کی صفات بیان کرنے کے بعد علامہ محکوم شخص کے الہام کی بات کرتے ہیں کہ محکوم شخص اگر صاحب الہام ہو تو اس سے بچنا چاہیے کیونکہ صحیح اور حقیقی الہام تو ہمیشہ خود آگاہ، خدا مست اور آزاد شخص کو ہوتا ہے ۔ غلام کا الہام خود ساختہ اور فریب بھرا ہوتا ہے جس سے قوموں میں اس قسم کی تباہی اور بربادی پھیلتی ہے جس طرح کبھی ظالم چنگیز نے پھیلائی تھی ۔

جان و تن

عقل مدت سے ہے اس پیچاک میں اُلجھی ہوئی
رُوح کس جوہر سے خاکِ تیرہ کس جوہر سے ہے

معانی: پیچاک: الجھن ۔ روح: جان ۔ جوہر: چیزیں بنانے کا مادہ ۔ خاکِ تیرہ: اندھیری زمین ۔
مطلب: عقل ایک مدت سے اس الجھاؤ میں پھنسی ہوئی ہے کہ انسانی روح کی اصل کیا ہے اور انسانی جسم اس کی اصل کیا ہے اور وہ آج تک اس عقدہ کو حل نہیں کر سکی ۔

میری مشکل مستی و شور و سرور و درد و داغ
تیری مشکل مے سے ہے ساغر کہ مے ساغر سے ہے

معانی: مستی و شور: بے ہوشی اور شور ۔ سرور: خوشی ۔ درد و داغ: عشق کا درد اور غم ۔
مطلب: علامہ خود کو صاحب عشق کہتے ہوئے عقل پسند کو یہ بات کہہ رہے ہیں کہ میں جو صاحب عشق ہوں میں تو اس بات پر غور کر رہا ہوں کہ مجھ میں مستی، لطف اور غم اور داغ کی جو صورتیں پیدا ہو رہی ہیں یہ کس وجہ سے ہیں اور تو اے عقل پسند اس بات میں الجھا ہوا ہے کہ پیالہ شراب سے ہے یا شراب پیالے سے ہے ۔ یعنی میں تو سمجھ چکا ہوں کہ لطف و مستی اور درد و داغ کی ساری کیفیات روحانی ہیں ۔ روح کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں لیکن تو اے عقل پسند ابھی اس مخمصے میں پھنسا ہوا ہے کہ روح بدن سے ہے کہ بدن روح سے ہے ۔

ارتباطِ حرف و معنی اختلاطِ جان و تن
جس طرح اخگر قبا پوش اپنی خاکستر سے ہے

معانی: اخگر قبا پوش: لنگارہ لباس میں ۔ اپنی خاکستر سے: اپنی راکھ سے ۔

مطلب: اگر اے شخص تو روح اور بدن میں تعلق اور میل جول کی بات سمجھنا چاہتا ہے تو پہلے حرف اور معنی کے میل جول کی بات سمجھ لے ۔ جس طرح حرف نہ ہو تو معنی کہاں سے ہوں گے ۔ اسی طرح اگر روح نہ ہو تو بدن کہاں ہو گا ۔ جس طرح حرف اور معنی میں تعلق ہے اسی طرح روح اور جسم میں تعلق ہے ۔ دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں ۔ روح کے بغیر بدن کا اور بدن کے بغیر روح کا ہونا ناممکن ہے ۔ اس لیے ہمیں جان و تن دونوں کی پرورش کرنی چاہیے ۔ راہبوں کی طرح تن کو بھلا دینا اور جان پر توجہ رکھنا یا دنیادار کی طرح تن پر توجہ صرف کرنا اور روح کو خاطر میں نہ لانا درست نہیں ہے ۔ درست وہی ہے جو اسلام کو اپناتا ہے وہ بتاتا ہے کہ روح اور جسم دونوں اللہ کے انعامات میں سے ہیں ۔ دونوں کی ان کی جائز تقاضوں کے مطابق پرورش کرنی چاہیے ۔

لاہور و کراچی

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمانِ غیور
موت کیا شے ہے فقط عالمِ معنی کا سفر

مطلب: غیرت مند مسلمان ہمیشہ اور ہر کام میں اپنی نظر اپنے اللہ کی طرف رکھتا ہے ۔ غیر اللہ کی طرف نظر نہیں اٹھاتا ۔ علامہ کہتے ہیں یہاں یہ بھی بتا دوں کہ موت کیا چیز ہے ۔ یہ ایک باطنی سفر کا نام ہے ۔ آدمی اس جہان سے اگلے جہان کی جانب روحانی طور پر سفر کر جاتا ہے ۔ اس موت کے پیچھے ان چند مسلمان شہدا کا ذکر ہے ۔ جنھوں نے چند ہندوؤں کو اس لیے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا کہ انھوں نے حضرت محمد ﷺ کے متعلق توہین آمیز کتابیں لکھی تھیں ۔ ان شہداء میں ایک لاہور کا غازی علم دین تھا اور دوسرا کراچی کا عبداللہ ۔ اقبال نے ان کی شہادت کو ایسی موت کہا ہے جیسے کوئی ایک جگہ سے باطنی طور پر دوسری جگہ سفر کر لے ۔ مسلمان جو ان کی اموات کا صلہ انگریز سے مانگتا ہے اقبال کے نزدیک یہ مسلمان کی غیرت کے خلاف ہے ۔ شہادت کا بدلہ تو خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور شہید زندہ ہوتا ہے ۔ یاد رہے کہ ان دونوں مجاہدوں کو انگریز نے عدالتوں کے ذریعہ پھانسی پر چڑھا دیا تھا ۔ ان کا تعلق چونکہ لاہور اور کراچی سے تھا اس لیے اقبال نے نظم کا عنوان ہی کراچی اور لاہور رکھا ہے ۔

ان شہیدوں کی دیت اہلِ کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر

معانی: اہل کلیسا: عیسائی لوگ ۔ دیت: بدلہ، خون بہا ۔ خون حرم سے بڑھ کر: ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے کعبہ کے طواف کے دوران فرمایا تھا کہ اے حرم کعبہ تو اللہ کو سب سے پیارا ہے ۔ لیکن مسلمان کا خون تجھ سے بھی زیادہ پیارا ہے ۔

مطلب: اے مسلمان جب تمہیں اس حدیث قدسی کا علم ہے کہ مسلمان کا خون اللہ کو حرم سے بھی زیادہ پیارا ہے تو علم دین غازی اور عبداللہ غازی کا خون بہا تو انگریز سے کیوں مانگ رہا ہے ۔ ان کی شہادت کی انگریز کیا قیمت یا بدلہ دے گا شہادت محض روحانی

طور پر اس جہان سے دوسرے جہان کی طرف سفر کا نام ہے ۔ اور وہ اپنے اللہ کے پاس پہنچ گئے ہیں ۔ اس سے بڑا ان کے لیے اور کیا صلہ ہو سکتا ہے ۔

آہ! اے مردِ مسلماں ! تجھے کیا یاد نہیں
حرف لا تدعُ مع اللہ الٰھا آخر

معانی: حرف لا تدعُ مع اللہ الٰھا آخر: اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو مت پکارو، کی بات ۔

مطلب: اے مرد مسلمان انگریز سے خون بہا مت مانگ کیا تجھے اللہ کا یہ حکم یاد نہیں کہ مت پکار اللہ کے سوا دوسرے کو۔ علامہ نے اشارۃً اتنی بات کی ہے پوری یوں ہے اور مت پکار اللہ کے سوا دوسرے کو اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہے ۔ اللہ کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم پھر کر جاؤ گے ۔

نبوت

میں نہ عارف ، نہ مجدّد ، نہ محدث ، نہ فقیہ
مجھ کو معلوم نہیں ، کیا ہے نبوت کا مقام

معانی: عارف: دانا، یعنی خدا کی پہچان رکھنے والا ۔ مجدد: دینی اور شرعی مسائل کی تجدید کرنے والا ۔ محدث: حدیث کا عالم ۔ فقیہ: فقہ کا عالم ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں میں چونکہ نہ عارف ہوں نہ میں مجدد نہ میں محدث اور نہ میں فقیہ ہوں اس لیے میں کیا بتا سکتا ہوں کہ نبوت کیا ہے اور اس کا مرتبہ کیا ہے ۔

ہاں مگر عالمِ اسلام پہ رکھتا ہوں نظر
فاش ہے مجھ پہ ضمیرِ فلکِ نیلی فام

معانی: فلک نیلی فام: نیلا آسمان ۔

مطلب: اگرچہ میں محدث، فقیہ ، مجدد اور عارف نہیں ہوں مگر ایک بات مجھ میں ضرور ہے اور وہ یہ کہ میں ممالک اسلام پر گہری نظر رکھتا ہوں ۔ یہ نیلے رنگ کا آسمان جو کچھ اپنے دل میں چھپائے بیٹھا ہے وہ مجھ پر ظاہر ہے ۔ البتہ میں جانتا ہوں کہ مسلمانوں کے ممالک میں کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے ۔

عصرِ حاضر کی شبِ تار میں دیکھی میں نے
یہ حقیقت کہ ہے روشن صفتِ ماہِ تمام

معانی: شبِ تار: اندھیری رات ۔ صفتِ ماہ تمام: پورے چاند کی طرح ۔

مطلب: موجودہ زمانے کی اندھیری رات میں ، میں نے ایک حقیقت چودھویں رات کے پورے چاند کی طرح دیکھی ہے یعنی ایسی حقیقت جس میں کسی قسم کا کوئی شائبہ اور شک نہیں ہے ۔ یہ حقیقت اگلے شعر میں بیان ہوئی ہے ۔

وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگِ حشیش

جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

معانی: برگِ حشیش: بھنگ کے پودے کا پتا ۔ قوت و شوکت: طاقت اور شان ۔

مطلب: وہ نبوت مسلمان کے لیے بھنگ کے سلا دینے والے نشہ کی مانند ہے جس میں قوت، شکوہ، دبدبہ اور جلال کا پیغام نہ ہو۔ سب انبیاء اپنے مدمقابل فرعونوں اور نمرودوں کے لیے باوجود فقر کے اپنی ہی شان و شکوہ رکھتے تھے لیکن پنجاب کے قصبہ قادیاں میں ایک غلام احمد نامی شخص نے ایسی نبوت کا دعویٰ کیا جس میں جہاد کو حرام قرار دیا گیا ہے اور اس طرح نبیوں کے اندر موجود فقیرانہ شان و شکوہ اور جلال سے انکار کیا ہے اور لوگوں کو انگریز حاکم کا پرستار بنانے کی کوشش کی ہے ۔

آدم

طلسمِ بود و عدم جس کا نام ہے آدم
خدا کا راز ہے، قادر نہیں ہے جس پہ سخن

معانی: طلسم: جادو۔ بود و عدم: زندگی موت۔ قادر: قابو پانے والا، قدرت رکھنے والا۔ سخن: بات، شاعری۔
مطلب: آدم جس کا نام بود و عدم کا جادو ہے یعنی جو پہلے وجود میں آتا ہے اور پھر مر جاتا ہے اور اس کی جگہ اور آدمی پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ راز ایسا ہے جس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ یہ خدا کا بھید ہے جس کا بیان کرنے کی طاقت میرے کلام میں نہیں ہے۔

زمانہ صبحِ ازل سے رہا ہے محوِ سفر
مگر یہ اس کی تگ و دَو سے ہو سکا نہ کہن

معانی: کہن: پرانا۔
مطلب: زمانہ اپنے آغاز سے لے کر اب تک سفر میں لگا ہوا ہے۔ آدمی بھی اس زمانے کے ساتھ سفر کر رہا ہے۔ ایک مرتا ہے تو دوسرا پیدا ہو جاتا ہے۔ پہلے روز کی طرح وہ نیا معلوم ہوتا ہے اور ہر نئی منزل پر نئے نئے افکار کے ساتھ جنم لیتا ہے۔ آدمی باوجود صدیوں سے ہونے کے نیا ہی ہے۔ زمانے کی بھاگ دوڑ اور سفر سے یہ پرانا نہیں ہو سکا۔

اگر نہ ہو تجھے الجھن تو کھول کر کہہ دوں
وجودِ حضرت انساں، نہ روح ہے نہ بدن

معانی: وجود: زندگی ۔ حضرت انساں : یعنی انسانی نسل ۔

مطلب: اے قاری! اگر تجھے کوئی الجھن نہ ہو تو تجھے صاف صاف بتا دوں کہ باوجود ان باتوں کے جو اوپر بیان ہوئی ہیں انسان کوئی اور ہی شے ہے نہ اس کے بدن کو انسان کہہ سکتے ہیں اور نہ اس کی روح کو اور نہ دونوں کے امتزاج کو ۔ اس کی حقیقت کو اہل راز اور صاحبِ نظر ہی جانتے ہیں ۔ وہ خلیفتہ الارض اور نائب خدا ہے علم الکلام کا حامل ہے اور مظہر صفات الٰہیہ ہے اگر وہ ایسا نہیں تو آدمی نہیں کچھ اور ہے ۔

مکہ اور جنیوا

اس دور میں اقوام کی صحبت بھی ہوئی عام
پوشیدہ نگاہوں سے رہی وحدتِ آدم

معانی: مکہ: وہ شہر جہاں مسلمانوں کا مرکز بیت اللہ شریف ہے ۔ جنیوا: سوءٹزرلینڈ کا شہر جہاں مجلس اقوام قائم ہوئی ۔ وحدتِ آدم: انسانی اتحاد ۔

مطلب: اقوام متحدہ بنانے کا مقصد محض قوموں میں میل جول پیدا کرنا تھا اس سے علامہ کے نزدیک کوئی مفید نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا تھا ۔ اصل کام قوموں میں اتحاد اور یگانگت پیدا ہونا چاہیے تھا جو کہ اسلام کا مقصود ہے مگر اس جمیعت کا کام تو بڑی قوموں کا آپس میں مشورہ کر کے چھوٹی قوموں کی لوٹ کھسوٹ کرنا تھا ۔

تفریق ملل، حکمتِ افرنگ کا مقصود
اسلام کا مقصود فقط ملتِ آدم

معانی: تفریق ملل: قوموں کی تقسیم ۔ حکمتِ افرنگ: فرنگی، انگریز کی سیاست ، مکاری ۔ مقصود: مقصد ۔ ملتِ آدم: انسانی قوم، انسانیت ۔

مطلب: اس اقوام متحدہ کا اصل مقصد یورپ کی اقوام کا قانونی منظوری لے کر چھوٹی اور ماتحت قوموں میں نفاق ڈالنا تھا نہ کہ ان میں اتحاد پیدا کرنا ۔ اس کے مقابلے میں اسلام کی حکمت یہ ہے کہ سب اقوام چونکہ ایک آدم کی اولاد کے افراد پر مشتمل ہیں اس لیے ان میں اتحاد، اتفاق اور یگانگت پیدا کرنی چاہیے ۔

مکے نے دیا خاکِ جنیوا کو یہ پیغام
جمعیتِ اقوام کہ جمعیتِ آدم

معانی: جمیعتِ اقوام: قوموں کا اتحاد ۔

مطلب: مکہ نے یعنی اسلام نے دنیا والوں خصوصاً اہل یورپ کو جو جنیوا میں اقوام متحدہ بنائے بیٹھے ہیں یہ پیغام دیا ہے کہ اقوام متحدہ کا اصل کام قوموں اور ان کے افراد میں اتفاق پیدا کرنا ہونا چاہیے اور ایک آدم کی اولاد کی حیثیت سے ان میں اتفاق اور یگانگت پیدا کرنی چاہیے نہ کہ محض آپس کا رسمی میل جول ۔ ظاہر میں ملاپ اندر سے نفاق، ظاہر میں انصاف اندر سے لوٹ کھسوٹ ۔ مراد یہ ہے کہ دنیا کی سب اقوام میں اگر کسی کے پاس اتحاد کے رشتے کا اور جنگ اور نفاق سے گریز کا پیغام ہے تو وہ صرف اسلام کے پاس ہے ۔

اے پیرِ حرم

اے پیرِ حرم ! رسم و رہِ خانقہی چھوڑ
مقصود سمجھ میری نوائے سحری کا

معانی: پیر حرم: کعبہ، اللہ کا گھر۔ رسم و رہ: طور طریقے، تعلق، واسطہ ۔ خانقہی: خانقاہ کا نظام ۔ نوائے سحری: صبح کی آواز۔
مطلب: اے مسلمانوں کے راہنماؤ (خواہ تمہارا تعلق دین سے ہے یا تصوف سے) یہ دور تم سے عمل کا تقاضا کرتا ہے ۔ اپنی خانقاہوں اور مسجدوں سے نکل کر مسلمان قوم کو بیدار کرنے کی تدبیر کرو۔ میں صبح کے وقت اللہ کے حضور اس مقصد کے لیے جو دعائیں اور فریادیں کرتا ہوں ان کو سمجھو اور میری شاعری میں جو مسلمانوں کی بیداری کے لیے پیغام ہے اس پر عمل کرو۔

اللہ رکھے تیرے جوانوں کو سلامت
دے ان کو سبق خود شکنی، خودنگری کا

معانی: خود شکنی: خود کو توڑنا، قربان ہونا یا اندر کے بت توڑنا ۔ خودنگری: اپنے آپ کو پہچاننا ۔
مطلب: اے مسلمانوں کے راہنماؤ تمہاری قوم کے جوان اور نئی نسل بڑے کام کی چیز ہے ان میں بڑے جوہر ہیں ۔ صرف ان پر کام کرنے کی ضرورت ہے پھر دیکھیے یہی نوجوان نسل جس سے تم دور رہتے ہو اسلام کے لیے کیا کیا اعجازی کام کرتی ہے ۔
ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک تو ان کو اپنے آپ میں مست رہنے اور تکبر و غرور کے نشے سے بچاؤ اور دوسرے ان میں خود شناسی اور اپنی پہچان کا جذبہ پیدا کرو۔

تو ان کو سکھا خارہ شگافی کے طریقے
مغرب نے سکھایا انھیں فن شیشہ گری کا

معانی: خارہ شگافی: پتھر توڑنا، باطن کی قوت ۔ شیشہ گری: شیشہ بنانا، ظاہری پرستی، نزاکت ۔

مطلب: مغربی قوموں نے مسلمان نوجوانوں کو ایک خاص منصوبہ اور سازش کے تحت تعلیمی، تہذیبی اور ثقافتی شراب میں ملا کر مسلم کش اور اسلام نفور زہر پلا دیا ہے اور ان کو شیشے کی طرح نازک بنا دیا ہے یعنی آرام طلب اور عمل سے گریز کرنے والا بنا دیا ہے ۔ تم اے مسلمانوں کے راہنماؤ! چاہے تمہارا تعلق جلوت سے ہے اور چاہے خلوت سے ہے ان کو سخت بنا دو اور ایسا سخت کہ وہ سخت پتھروں میں بھی سوراخ کر ڈالیں ۔ بڑے سے بڑے عمل سے گریز نہ کریں ۔ بڑی سے بڑی مہم سر کرنے سے نہ رکیں اور نہ ڈریں ۔

دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی
دارو کوئی سوچ ان کی پریشاں نظری کا

معانی: پریشاں نظری: نگاہ اور خیالات کا پریشان رہنا ۔

مطلب: مسلمانوں نے بارہ سو سال تک مشرق و مغرب پر حکومت کی ہے اور جملہ اقوام کو نور و دانش اور علم کے زیور سے آراستہ کیا ہے ۔ پچھلے دو سو سال سے مسلمانوں کے ممالک پر مغربی اقوام کی برتری اور قبضہ ہے ۔ انھوں نے مسلمانوں کے برعکس اپنی مفتوح اقوام کو حیوانیت، بے حیائی اور تہذیب کے پردے میں جہالت سے آشنا کیا ہے ۔ جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے نوجوان بھی ان کے اثرات کے زخم کھائے بیٹھے ہیں اور ان کے افکار و خیالات حرم کے مرکز سے ہٹ کر فرنگیوں کے دیے ہوئے نظریات کے مندروں میں بھٹک رہے ہیں ۔ علامہ مسلمان رہنماؤں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ قصور مسلمان نوجوان کا نہیں جن سے تم دور رہتے ہو ۔ قصور اس دو سو سالہ محکومی کا اور اس دوران مغربی تہذیب کے اثرات کا ہے کہ وہ پریشان خیال پھر رہے ہیں ۔ تم ان سے رابطہ پیدا کرو ان کو پھر سے مغربی مندر سے نکال کر حرم کعبہ سے وابستہ کر دو ۔

کہہ جاتا ہوں میں زورِ جنوں میں ترے اسرار
مجھ کو بھی صلہ دے مری آشفتہ سری کا

معانی: اسرار: بھید ۔ صلہ: انعام ۔ آشفتہ سری: دیوانگی، عشق ۔

مطلب: اس شعر میں اگر خدا سے خطاب ہے تو شاعر اس سے صلہ مانگ رہا ہے ۔ اگر پیر حرم سے شاعر مخاطب ہے تو اپنی بات کا معاوضہ اس سے طلب کر رہا ہے ۔ دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں ۔ بہرحال شاعر کہہ رہا ہے کہ میں نے اپنے جوش جنوں میں تیرے چھپے ہوئے بھید ظاہر کر دیے ہیں ۔ میرے اس جنوں کا کچھ معاوضہ تو ملنا چاہیے اور پیر حرم کو یا خدا کو نوجوانوں کی ڈوبی ہوئی کشتی کو پار لگانا چاہیے ۔ یہ اگر ہو جائے تو میں سمجھوں گا کہ مجھے میری محنت کا میرے پیغام کا اور میرے عشق کا صلہ مل گیا ۔

مہدی

قوموں کی حیات ان کے تخیل پہ ہے موقوف
یہ ذوق سکھاتا ہے ادب مرغِ چمن کو

معانی: مہدی: امام مہدی آخر الزمانی، مسلمانوں کا یہ یقین ہے کہ قیامت سے پہلے مسلمانوں کو دوبارہ عروج پر لانے کے لیے ایک شخص پیدا ہو گا جس کا نام امام مہدی ہو گا ۔ تخیل: خیالات ۔ مرغِ چمن: چمن کا پرندہ ۔
مطلب: قوموں کی زندگی ان کے خیالات وافکار اور نصب العین کے مطابق ہوتی ہے ۔ نصب العین کے بغیر کوئی قوم، قوم نہیں بنتی ۔ یہ نصب العین ہی ہے جو باغ کے پرندوں کو ادب سکھاتا ہے ۔ اگر پرندوں تک میں نصب العین موجود ہے تو آدمی میں تو ضرور ہونا چاہیے ۔ یہ نصب العین اگر فرد میں ہو گا تو جماعت میں بھی ہو گا ۔

مجذوبِ فرنگی نے بانداز فرنگی
مہدی کے تخیل سے کیا زندہ وطن کو

معانی: مجذوب فرنگی: فرنگیوں کا یا یورپ کا ایک مفکر نٹشے جس کا تعلق جرمنی سے تھا اور اس نے اہل جرمن کو یہ نظریہ دے کر کہ تم ساری دنیا کی قوموں سے برتر ہو مہدی کا سا کام کیا اور پوری جرمن قوم میں بیداری پیدا کر دی اور اس کے اندر یہ جوش اور ولولہ پیدا کر دیا کہ تم سب قوموں پر حکمرانی کے لیے پیدا ہوئے ہو۔ لیکن یہ تصور چونکہ فطری اور اسلامی تصور کے مطابق نہ تھا اس لیے اقبال نے اس کی بات کو بڑ کہا ہے اور اس بڑ مارنے والے کو مجذوب ۔
مطلب: اس شعر کے مطلب کو سمجھنے کے لیے اوپر کی گئی نٹشے کے متعلق تشریح کو پیش نظر رکھیں اور سمجھیں کہ نٹشے نے مہدی وطن بن کر اپنی قوم کو اس حد تک جگا دیا کہ انہیں فوق البشر بنا دیا ۔ سب انسانوں سے بالا انسان بنا کر رکھ دیا اور اپنے وطن کے لوگوں میں زندگی کی روح پھونک دی ۔ حالانکہ فوق البشر اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ مسلمان ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ بندہَ مومن کی حقیقت کو سمجھے

اور اس حقیقت کو پائے ۔ نطشے کا فوق البشر صرف بدنی طاقتوں والا بشر تھا ۔ روح اس سے غائب تھی اس نے فرنگی انداز میں اس بشر کی تعمیر کی ۔ اسلام کے انداز میں کرتا تو بات بھی تھی ۔

اے وہ کہ تو مہدی کے تخیل سے ہے بیزار
نومید نہ کر، آہوئے مشکیں سے ختن کو

معانی: بیزار: اکتایا ہوا، نفرت کرنے والا ۔ نومید: نا امید، مایوس ۔ آہوئے مشکیں : مشک والا ہرن ۔ ختن: وسط ایشیا کا ایک علاقہ جہاں کے ہرن نافہ مشک کے لیے مشہور ہیں ۔ تخیل: تصور، عقیدہ ۔

مطلب: اس دور میں مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو مہدی کے تخیل کو بے بنیاد خیال کرتے ہیں ۔ ان لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے علامہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو مہدی کے عقیدے سے بیزار کر دینا ایسا ہی ہے جیسے کہ ملک ختن کو مشک والے ہرنوں سے خالی کر دینا ۔ مراد یہ ہے کہ اس تصور نے اگر جرمن جیسی غیر مسلم قوم میں بیداری کی لہر دوڑا دی تھی تو کوئی وجہ نہیں کہ یہاں بھی کوئی امام مہدی پیدا ہو کر ان میں بیداری پیدا کر دے اور ان میں یقین پیدا کر دے کہ تم سب قوموں سے افضل ہو اور اللہ کا فرمان ہے کہ اگر تم مومن ہو تو سب پر فائق ہو ۔ شرط مومن ہونے کی ہے اور یہ خصوصیات ایمان کوئی مہدی بن کر آئے گا تو پیدا کر دے گا ۔

ہو زندہ کفن پوش تو میت اسے سمجھیں
یا چاک کریں مردکِ ناداں کے کفن کو

معانی: میت: مردہ ۔ مردکِ ناداں : نادان آدمی ۔

مطلب: اقبال نے پہلے ایک اصول بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ اگر ایک زندہ شخص کفن پہن لے تو وہ مردہ نہیں ہو گا ۔ مردہ ہونے کا فریب دکھائے گا ۔ اس کو یہ جتانے کے لیے کہ تو مردہ نہیں ہے بلکہ بے وقوفی سے خود کو مردہ سمجھ رہا ہے اس کے کفن کو اس کے جسم سے اتار دینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ نادان خود کو مردہ کے بجائے زندہ سمجھنے لگے ۔ یہ اصول بیان کر کے اقبال یہ کہنا

چاہتے ہیں کہ مسلمان قوم زندہ ہے اس نے اپنی کمزوری کا فریب خوردہ کفن پہن رکھا ہے اور عمل اور ترقی کرنے سے بے گانہ اور بے زار ہو چکی ہے ۔ اب ضرورت ہے کہ اس کفن کو پھاڑ کر اسے احساس دلایا جائے کہ تو مردہ نہیں زندہ ہے اور تجھ میں زندہ قوموں کی طرح رہنے کی صلاحیت موجود ہے ۔ یہ کام کوئی معمولی آدمی نہیں کر سکتا ۔ مہدی کے مرتبہ اور طاقت والا کر سکتا ہے ۔ اس کے لیے مسلمان قوم کو سچے مہدی کی ضرورت ہے ۔ جھوٹے مہدیوں کی نہیں جو قوم کو پہلے سے خراب کر دیتے ہیں ۔

مردِ مسلمان

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان، نئی آن
گفتار میں ، کردار میں اللہ کی برہان

معانی: گفتار: بات چیت ۔ کردار: عمل ۔ برہان: دلیل، ثبوت ۔

مطلب: مرد مومن کی صفت یہ ہے کہ وہ ہر لمحہ ایک نئی شان ایک نئے شکوہ اور ایک نئے اکرام کی صورت میں ہوتا ہے ۔ وہ ایک جامد شے کی طرح منجمد نہیں ہوتا بلکہ ہر لمحہ ایک نئی شان کی صورت میں نمودار ہوتا ہے ۔ اس کی گفتگو سنیں یا اس کا عمل دیکھیں دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی حجت ، دلیل اور نشانی ہوتی ہیں ۔ مراد یہ ہے کہ مرد مومن کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ کوئی اللہ بھی ہے ۔ مرد مومن کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے ۔

قہاری و غفاری و قدّوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

معانی: قہاری: قہر سے دشمن پر لرزا اٹھے، سختی کرنا ۔ غفاری: خطاؤں کو معاف کرنے والا ۔ قدوسی: فرشتوں کی سی پاکیزگی ۔ جبروت: عظمت، دبدبہ ۔ عناصر: عنصر کی جمع، اجزائے ترکیبی ۔

مطلب: ایک مرد مسلمان میں چار عناصر کا ہونا ضروری ہے ۔ پہلا عنصر قہاری کا ہے یعنی اس میں ایسی ہیبت ایسی قوت ہوتی ہے کہ مخالف لرزا اٹھتا ہے ۔ دوسرا عنصر غفاری کا ہے وہ دوستوں کے ساتھ حسن سلوک اور رحم کے ساتھ پیش آتا ہے اور ان کی خطاؤں سے درگزر کرتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب وہ دشمن پر غلبہ پا لیتا ہے تو اسے بھی معاف کر دیتا ہے ۔ تیسرا عنصر قدوسی ہوتا ہے اس کی سیرت میں ، اس کے عمل میں اس کی گفتار میں اور اس کی حرکات و سکنات میں فرشتوں جیسی پاکیزگی ہوتی ہے اور چوتھا

عنصر اس میں جبروتی کا ہوتا ہے ۔ یعنی عظمت ، جلال اور شکوہ میں سب پر فوقیت رکھتا ہے ۔ ایک شخص ایمان تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر لا سکتا ہے لیکن عملاً وہ مسلمان اور مومن اس وقت بنتا ہے جب اس میں مذکورہ بالا چار عناصر جمع ہوں ۔

ہمسایۂ جبریلِ امیں بندۂ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشان

معانی: امیں : امانت دار ۔ بندہ خاکی: مٹی کا بنا ہوا آدمی ۔ بخارا نہ بدخشاں : بخارا اور بدخشاں دو شہر ۔

مطلب: دوسرے آدم کے بیٹوں ، بیٹیوں کی طرح مسلمان بھی مٹی کا بنا ہوا ہوتا ہے ۔ اس کا جسم بھی خاکی ہی ہوتا ہے لیکن اس کی سرشت اور نہاد نورانی ہوتی ہے ۔ وہ اپنے باطن کی صفائی اور پاکیزگی کی وجہ سے جبریل امین کا ہمسایہ ہوتا ہے ۔ اسے نسلی وطنیت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا وہ خود کو بدخشانی یا بخاری وطنیت کی حدوں میں محدود نہیں کرتا ۔ یعنی اپنی قومیت کی بنیاد جغرافیائی وطنیت پر نہیں رکھتا بلکہ ایمانی اور روحانی وطنیت پر رکھتا ہے ۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

مطلب: دنیا والے بہت کم ایسے ہوتے ہوں گے جو اس بھید کو جانتے ہوں گے کہ مومن بظاہر تو قرآن پڑھتا ہوا نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں وہ خود قرآن ہوتا ہے ۔ کیونکہ وہ کتاب صرف پڑھتا نہیں بلکہ اس کی آیات پر عمل کر کے سچا کردار بن جاتا ہے اس طرح وہ خود چلتا پھرتا قرآن بن جاتا ہے ۔

قدرت کے مقاصد کا عیار اس کے ارادے
دنیا میں بھی میزان، قیامت میں بھی میزان

معانی: عیار: کسوٹی ۔ میزان: ترازو، تولنے کا آلہ ۔

مطلب: مومن کے ارادے (چاہے گفتاری اور فکری ہوں اور چاہے عملی و کرداری ہوں) قدرت کی کسوٹی پر پورے اترتے ہیں یعنی مومن وہ کچھ کہتا اور کرتا ہے جو قدرت چاہتی ہے یا خدا چاہتا ہے ۔ اس لیے دنیا ہو یا قیامت دونوں جگہ نیکی اور بدی کو مومن کے اعمال و گفتار کے ترازو پر پرکھا جائے گا ۔ دنیا میں وہی کچھ نیک ہے جو مومن کے ارادے میں نیک ہے اور وہی کچھ بد ہے جو اس کے ارادے میں بد ہے ۔ قیامت کے روز اعمال اسی کسوٹی پر پرکھے جائیں گے اور اسی ترازو میں تولے جائیں گے ۔

جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

معانی: جگرِ لالہ میں ٹھنڈک: نوجوانوں میں تازگی کا باعث ۔ دہل جائیں : ڈر جائیں ۔

مطلب: مردِ مسلمان وہ ہے جو سوختہ دلوں اور جلے ہوئے جگر والوں کے لیے یعنی مصیبت زدوں اور دکھیوں کے لیے ایک ایسی ہی ٹھنڈک بنتا ہے جیسی کہ لالہ کے سوختہ جگر کو صبح کی شبنم ٹھنڈک پہنچاتی ہے ۔ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ مومن اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے رحم دل اور نرم دل ہوتا ہے اس کے برعکس اگر دشمن مقابلے میں ہو تو وہ اس طوفان کی طرح ہوتا ہے جس سے دریاؤں کے دل بھی کانپ اٹھیں ۔ مراد یہ ہے کہ وہ دشمنوں سے اپنے پورے قہر، جبروت اور طاقت سے نپٹتا ہے،

فطرت کا سرودِ ازلی اس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفتِ سورۂ رحمٰن

معانی: سرودِ ازلی: ہمیشہ کا نغمہ ۔ آہنگ: سر، آواز ۔

مطلب: مومن کے دن اور رات اس طرح گزرتے ہیں کہ جیسے ان میں فطرت کا ہمیشہ سرور ہو ۔ اس کی زندگی کے نغمات فطرت کے ساز کے مطابق ہوتے ہیں اور ان میں ایک ازلی قسم کی کیفیاتی خوشی ہوتی ہے ۔ ان نغموں کی ہم آہنگی یا ہم آوازی قرآن کی سورۃ رحمٰن کی طرح ہے جس کی آیتیں دوسری قرآنی سورتوں کے مقابلے میں زیادہ ہم آواز، ہم آہنگ اور ردم میں ہیں ۔ جس طرح

قرآن میں سورۃ رحمٰن اپنی اس صفت کے اعتبار سے واحد اور بے مثل سورۃ ہے اسی طرح مسلمان بھی قدرت کی منشا کی ہم آوازی کے لحاظ سے جملہ انسانوں میں منفرد، واحد اور بے مثل ہوتا ہے ۔

بنتے ہیں مری کارگہِ فکر میں انجم
لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان

معانی: کارگہِ فکر: تخیل، سوچ کا کارخانہ ۔ انجم: ستارے ۔
مطلب: آخر میں اقبال کہتے ہیں کہ اے میرے بندہ مومن میری شاعری کو شاعری نہ سمجھ بلکہ یوں سمجھ کہ یہ ایسا کارخانہ ہے جس میں فکر و عمل کے اور تیری قسمت کے ستارے بنتے ہیں ۔ دانش مندی یہ ہوگی کہ تو اپنے مقدر کے ان ستاروں کو پہچان ۔ مراد ہے میری شاعری کے حقائق و معارف سے جو مقدر بدلنے والے ستاروں کی طرح ہیں فائدہ اٹھا ۔ میری شاعری کو محض اچھے شعر سمجھ کر پڑھتا ہوا نہ نکل جا ۔

پنجابی مسلمان

مذہب میں بہت تازہ پسند اس کی طبیعت
کر لے کہیں منزل تو گزرتا ہے بہت جلد

معانی: پنجابی مسلمان: مراد صوبہ پنجاب میں رہنے والا مسلمان ۔ تازہ پسند: نئے دور کے خیالات سے متاثر ۔

مطلب: پنجاب کا رہنے والا مسلمان مذہب کے معاملے میں بڑا تازہ پسند واقع ہوا ہے ۔ یعنی عقیدہ مذہبی کے اعتبار سے جب اس کے سامنے کوئی نئی بات آتی ہے تو اس کو بہت جلد تسلیم کر لیتا ہے اور پھر اس کے بعد اگر کوئی اور عقیدہ مذہبی لے کر سامنے آ جائے تو پہلی منزل کو چھوڑ کر عقیدہ مذہبی کی دوسری منزل کی طرف لپکتا ہے ۔

تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد

معانی: تحقیق کی بازی: حقیقت کی جانچ پرکھ ۔ کھیل مریدی کا: بے سوچے سمجھے مرید بن جانا ۔

مطلب: اگر تحقیق کا میدان ہو تو پنجابی مسلمان اس میں دلچسپی نہیں لیتا اور بغیر پرکھ کے اور بغیر چھان بین کے اشخاص اور عقائد کے پیچھے لگ جاتا ہے ۔ اسی لیے وہ پیری مریدی کی بازی بھی جلد ہار جاتا ہے کیونکہ وہ یہ جاننے کی زحمت ہی نہیں کرتا کہ پیر کیسا ہے ۔ واقعی پیری کے لائق ہے یا کوئی مذہبی ٹھگ ہے ۔

تاویل کا پھندا کوئی صیاد لگا دے
یہ شاخِ نشیمن سے اُترتا ہے بہت جلد

معانی: تاویل: کسی مسئلے کو ادھر اُدھر کے حوالوں سے صحیح ثابت کرنا۔ شاخِ نشیمن: آشیانے کی ٹہنی۔

مطلب: جس طرح پرندے ان دانوں کے لالچ میں جو شکاری نے جال کے نیچے پرندوں کو فریب دینے کے لیے بکھیرے ہوئے ہیں اپنے گھونسلوں کی شاخ سے اتر کر جال میں پھنس جاتے ہیں اسی طرح پنجابی مسلمان ان مذہبی اور سیاسی شکاریوں کے جال میں جلد گرفتار ہو جاتے ہیں جنھوں نے مذہبی یا سیاسی الفاظ یا عقائد کے غلط اور خود ساختہ معنی پیدا کر رکھے ہوں اور اس طرح وہ بہت جلد گمراہ ہو جاتے ہیں۔

آزادی

ہے کس کی یہ جرأت کہ مسلمان کو ٹوکے
حریت افکار کی نعمت ہے خداداد

معانی: حریت افکار: خیالات کی آزادی، آزادیِ فکر ۔ ٹوکے: منع کرے ۔ نعمت: اللہ کا انعام ۔ خداداد: خدا کی دی ہوئی ۔

مطلب: انگریزی تہذیب و تمدن کے اثر کے تحت مسلمان کے ذہن میں جس قسم کی مادر پدر آزادی کا تصور بس چکا ہے اس کی بات کرتا ہوا شاعر کہتا ہے کہ وہ اس میدان میں اتنا آگے نکل چکا ہے اور اتنا سرکش ہو گیا ہے کہ کسی میں حوصلہ نہیں پڑتا کہ اسے اس سے روکے اور اگر کوئی روکتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ آزادی تو اللہ کا بخشا ہوا انعام ہے ۔ تم اس سے ہمیں کیوں روکتے ہو وہ آزادی کے خود ساختہ معنی پیدا کر کے اپنے اقدام کو درست قرار دیتا ہے ۔

چاہے تو کرے کعبے کو آتش کدہَ پارس
چاہے تو کرے اس میں فرنگی صنم آباد

معانی: آتش کدہَ پارس: ایران کا آتش کدہ ۔ فرنگی صنم: انگریزی بت، یعنی انگریز کی تعلیم و تہذیب ۔

مطلب: مسلمانوں کا تصور آزادی اس قدر بے باک ہو چکا ہے کہ چاہے کوئی کعبہ کو پارسیوں کا مندر بنا دے یا خدا کے اس گھر میں مغربیوں کے بت نصب کر دے اور آزادی کے نام پر اسے قبول کرنے کو تیار ہے ۔ مراد یہ ہے کہ وہ دین اسلام کے خیالات کو چھوڑ کر کافروں کے خیالات بھی تسلیم کرنے کو تیار ہے ۔

قرآن کو بازیچہَ تاویل بنا کر
چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد

معانی: بازیچہ: کھیل ۔

مطلب: مادر پدر آزادی میں مسلمان اس قدر آگے نکل چکا ہے کہ اللہ کی بھیجی ہوئی آخری کتاب کا مفہوم بدلنے سے بھی نہیں چوکتا ۔ اور اس بات سے بھی نہیں ڈرتا کہ شریعت محمد ﷺ کو چھوڑ کر ایک نئی شریعت راءج کر دے ۔

ہے مملکت ہند میں اک طرفہ تماشا

اسلام ہے محبوس ، مسلمان ہے آزاد

معانی: طرفہ: عجیب ۔ محبوس: قیدی ۔ مسلمان ہے آزاد: یعنی مسلمان کا وجود آزاد ہے ۔

مطلب: انگریزوں کی عمل داری میں آزادی کے نام پر مسلمان قوم میں ایک عجیب و غریب تماشا نظر آتا ہے اور وہ یہ کہ مسلمان تو اپنے افکار و خیالات دینی میں آزاد ہے جو چاہے کہے جو چاہے سوچے جو چاہے کرے لیکن اسلام کا ضابطہ پابند ہے ۔ اسلام اپنی اصل روح میں نہ کہیں نافذ ہے نہ کوئی نافذ ہونے دیتا ہے ۔ اور یہ صورت حال تو اب انگریزوں کے چلے جانے کے بعد اسلام کے نام پر بننے والے ملک پاکستان کے اندر بھی موجود ہے ۔ یہ اسی انگریزی دور کا تسلسل ہے ۔

اشاعتِ اسلام فرنگستان میں

ضمیر مدنیت کا دیں سے ہے خالی
فرنگیوں میں اَخوت کا ہے نسب پہ قیام

معانی: ضمیر: اندرونی حالت ۔ مدنیت: قوم ۔ فرنگیوں: انگریزوں ۔ اخوت: بھائی چارہ ۔

مطلب: اہل مغرب کی تہذیب وتمدن کی افتاد یا ذہنیت مذہب سے بالکل بیگانہ ہے ۔ ان میں بھائی چارہ کی بنیاد اسلام کی طرح کی نہیں کہ سب اہل ایمان بھائی بھائی ہیں چاہے وہ کہیں کے ہوں ۔ ان میں بھائی چارہ کی بنیاد خاندان، قبیلہ، نسب نسل اور وطن پر ہے ۔ باقی سارے ان کے لیے غیر اور نفرت کے قابل ہیں ۔ اسلام میں عجمی پر عربی کو اور کالے پر گورے کو اور ایک نسل و نسب کے شخص کو دوسری نسل ونسب کے شخص پر کوئی برتری نہیں جب کہ اہل مغرب کی تہذیب ہمیں کالا، گورے کے برابر اور فلاں نسل کا فلاں نسل کے برابر نہیں ہے کا سبق دیتی ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ غیر انسانی تفریق ہے ۔

بلند تر نہیں انگریز کی نگاہوں میں
قبولِ دینِ مسیحی سے برہمن کا مقام

مطلب: اگر ایک ہندو، چاہے وہ نیچی ذات کا کیوں نہ ہو اسلام قبول کر لے تو اسے مسلمان برادری میں برابر کی حیثیت مل جاتی ہے لیکن اگر کوئی اونچی ذات کا ہندو بھی یعنی ہندووَں کا پیشوا بھی عیسائی مذہب قبول کر لے تو اسے عیسائی اپنے برابر درجہ دینے کے لیے تیار نہیں ۔ رنگ، نسب اور نسل کی تفریق کا عقیدہ جو ان کی تہذیب کا بنیادی عقیدہ ہے انہیں ایسا کرنے نہیں دیتا ۔

اگر قبول کرے دینِ مصطفی انگریز
سیاہ روز مسلماں رہے گا پھر بھی غلام

معانی: سیاہ روز: جس کا مقدر تاریک ہو جائے ۔

مطلب: اگر کوئی انگریز اسلام بھی قبول کر لے تو وہ پھر بھی خود کو ایک مسلمان سے برتر سمجھے گا ۔ اس کا قومی تصور اسے خود کو مسلمان کے برابر سمجھنے سے روکے گا ۔ وہ مسلمان کو بدستور غلام، کم تر اور ہیچ بنائے رکھے گا ۔ یہ شرف، اسلام ہی کو حاصل ہے کہ وہ کالے کو، عجمی کو، ایک نیچ سے نیچ ذات والے کو گورے، عربی اور بلند ذات والے کے برابر بنا دیتا ہے ۔

لا و اِلاّ

فضائے نور میں کرتا نہ شاخ و برگ و بر پیدا
سفر خاکی شبستان سے نہ کر سکتا اگر دانہ

معانی: لا : نہیں ۔ الاّ: لیکن ہے ۔ برگ و بر: پتے اور پھل ۔ خاکی شبستان: زمین کی آغوش ۔ خاکی شبستان: زمین کی آغوش ۔
مطلب: وہ دانہ جو تاریک مٹی کے گھر میں رکھا جاتا ہے کبھی نمو کر کے روشنی میں نہ آتا اور شاخوں ،پتوں اور پھلوں کی شکل میں نمودار نہ ہوتا ۔ اگر اس میں نمو کرنے کی خواہش پیدا نہ ہوتی اور وہ تاریک گھر سے روشنی میں آنے کی آرزو نہ کرتا ۔

نہادِ زندگی میں ابتدا لا انتہا الاّ
پیامِ موت ہے جب لا ہوا الاّ سے بیگانہ

معانی: نہاد: بنیاد ۔پیامِ موت: یعنی موت واقع ہونا ۔ الا : لیکن ۔ بیگانہ: بے خبر۔
مطلب: مومن کی پاکیزہ زندگی کا آغاز پہلے اندر اور باہر کے شیطانوں کو لا الہ کہنے سے ہے پھر الا اللہ پر ایمان کی انتہا ہوگی ۔ ان دونوں کو جدا کرنا اپنے ایمان کی موت کا سامان پیدا کرنا ہے ۔

وہ ملت، روح جس کی لا سے آگے بڑھ نہیں سکتی
یقیں جانو ، ہوا لب ریز اس ملت کا پیمانہ

معانی : لب ریز: بھر گیا یعنی موت ۔پیمانہ :پیالہ ۔
مطلب: وہ ملت جس کے معاشرے نے لا تو کہہ دیا مگر شیطان کو کہنے کے بجائے اللہ کا انکار کر دیا ۔چونکہ لا الہ کی مزاحمت و مقامت

شیطان کے خلاف نہیں رہے گی اس لیے سارا معاشرہ شیطانی معاشرہ بن جائے گا ایسے میں یقین جانیں اس ملت کی بربادی قریب ہے ۔

امرائے عرب سے

کرے یہ کافرِ ہندی بھی جرأت گفتار
اگر نہ ہو اُمرائے عرب کی بے ادبی

معانی: کافرِ ہندی: ہندوستان کا کافر، اقبال نے اپنے آپ کو کہا ہے ۔ جرأت گفتار: بولنے کی جرأت ۔ امرائے عرب: عرب کے بڑے لوگ ۔

مطلب: اگر ہندوستان کا رہنے والا یہ اقبال جسے اے عرب کے امرا شاید تم مسلمانوں میں بھی شمار نہ کرتے ہو گے تمہیں ایک بات کہنا چاہتا ہے ۔ اگر اے امرائے عرب تم اسے اپنی بے ادبی نہ سمجھو تو کہوں ۔

یہ نکتہ پہلے سکھایا گیا کس امت کو
وصالِ مصطفویٰ، افتراقِ بولہبی

معانی: وصالِ مصطفوی: مصطفی ﷺ سے وابستہ ۔ افتراقِ بولہبی: ابولہب سے علیحدگی ۔

مطلب: اے امرائے عرب یاد کرو کہ یہ باریک اور رمز کی بات دنیا میں سب سے پہلے کس قوم کو سکھائی گئی کہ سب انسان آدم کی اولاد ہیں اور برابر ہیں ۔ اور اسلام میں کسی قسم کی اونچ نیچ نہیں ہے ۔ حضرت محمد مصطفی ﷺ پہلے شخص ہیں جنھوں نے پوری تاریخ انسانیت میں پہلی بار رنگ، نسل، خون، وطن جغرافیہ وغیرہ کی بنیادوں کو ڈھا کر صرف ارتقا پر برادری اور برابری کی بنیاد رکھی اور ابولہب کی تفریق رنگ و نسل کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا ۔ لیکن تم اے عرب کے لوگو خصوصاً امرائے عرب آج حضرت محمد مصطفی ﷺ کے برعکس ابولہب کی بات پر چل رہے ہو اور خود کو دوسرے مسلمانوں سے ایک الگ قوم بنا کر فخر کر رہے ہو ۔

نہیں وجود، حدود و ثغور سے اس کا
محمد عربی سے ہے عالمِ عربی

معانی: حدود و ثغور: حد اور فاصلہ ۔ عالمِ عربی: اہل عرب کا وطن، دنیا ۔

مطلب: اے امرائے عرب یاد رکھو تم جس ہستی کی امت ہو جس قوم کے افراد ہو وہ امت اور قوم حضرت محمد مصطفی ﷺ کی وجہ سے وجود میں آئی ہے ۔ ابولہب کی وجہ سے نہیں اور محمد ﷺ کا پیغام یہ ہے کہ ملت اسلامیہ جغرافیائی، وطنی، نسلی، نسبی، خونی، لسانی وغیرہ حدود میں محدود نہیں ہے اور تمہارا وجود چونکہ نبی ﷺ کی ہستی کا مرہون منت ہے اس لیے تمہیں اور سارے اہل عرب کو نبی کریم ﷺ کے پیغام پر کان دھرنے چاہیں اور خود کو دوسرے مسلمانوں سے ایک الگ قوم تصور نہیں کرنا چاہیے ۔

احکامِ الہٰی

پابندی تقدیر کہ پابندیِ احکام
یہ مسئلہ مشکل نہیں اے مردِ خردمند

معانی: پابندیَ تقدیر: تقدیر کی پابندی یعنی حکم الہٰی کو ماننا ۔ خردمند: عقل مند ۔
مطلب: اے عقل مند شخص اس بات کا جواب مشکل نہیں ہے کہ تجھے تقدیر کے احکام کی پابندی کرنی چاہیے یا اللہ کے احکام کی ۔

اک آن میں سو بار بدل جاتی ہے تقدیر
ہے اس کا مقلد ابھی ناخوش، ابھی خورسند

معانی: مقلد: تقلید کرنے والا، ماننے والا ۔ ناخوش: ناراض ۔ خورسند: خوش ۔
مطلب: تقدیر تو مستقل کسی کی بھی نہیں ہوتی ۔ ایک لمحہ میں سو بار بدل سکتی ہے ۔ تقدیر کے احکام کی پیروی کرنے والا اگر تقدیر کا فیصلہ اس کی پیروی کرنے والے کے حق میں نہیں تو وہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے ۔ تقدیر کی پابندی دھوکہ ہے ۔ اصل پابندی اللہ کے احکام کی ہے جس کے تقدیر بھی تابع ہے ۔

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکامِ الہٰی کا ہے پابند

معانی: نباتات: جڑی بوٹیاں ۔ جمادات: پتھر ریت ۔ پابند: یعنی تسلیم کرنے والا ۔
مطلب: تقدیر کی پابندی کرتے تو ہم نے جمادات (زمین، پہاڑ، پتھر، سونا، موتی وغیرہ بے جان اشیا) کو دیکھا ہے یا نباتات کو جو گھاس

پھوس فصلوں وغیرہ پر مشتمل ہے ۔ مومن کوئی جماداتی یا نباتاتی مخلوق نہیں ہے وہ حرکی مخلوق ہے ۔ اور سوائے اللہ کے احکام کے کسی اور کے حکم کو تسلیم نہیں کرتی ۔ تقدیر کو تو مومن احکام الہٰی کے تحت سمجھتا ہے اس لیے وہ اس کی پابندی نہیں کرتا ۔

موت

لحد میں بھی یہی غیب و حضور رہتا ہے
اگر ہو زندہ تو دل ناصبور رہتا ہے

معانی: لحد: قبر ۔ غیب: غائب ہونا ۔ حضور: حاضر ہونا ۔ ناصبور: بے صبر ۔
مطلب: موت دو قسم کی ہے ایک عامی کی اور ایک اخص آدمی کی ۔ اخص ہستیوں میں انبیاء، صدیقین، شہدا، صلحا، اولیا اور خودی والے لوگ ہوتے ہیں ۔ یہ ظاہری موت کی منزل سے ضرور گزرتے ہیں ۔ لیکن مرنے کے بعد بھی ان کی ایک خاص قسم کی زندگی قائم رہتی ہے ۔ یہ بات عامی کو نصیب نہیں ۔ اخص ہستیاں قبر میں بھی زندہ ہوتی ہیں اور انہیں خدا کا کبھی دیدار ہوتا ہے اور کبھی اس سے محروم ہوتے ہیں جس طرح ایسے لوگ دنیا میں بیقرار رہتے ہیں اسی طرح وہ موت کے بعد بھی بے قرار رہتے ہیں ۔

مہ و ستارہ مثالِ شرارہ یک دو نفس
مئے خودی کا ابد تک سرور رہتا ہے

معانی: مئے خودی: خودی کی شراب ۔ سرور: نشہ ۔
مطلب: عامی لوگ تو چاند اور سورج اور ستاروں کی طرح ہوتے ہیں کہ ابھی ہیں اور ابھی غروب ہو جاتے ہیں ۔ ہمیشہ چمکتے ہوئے دکھائی نہیں دیتے ۔ عامی لوگ ابھی زندہ ہوتے ہیں اور ابھی مر کر قبر میں مٹی ہو جاتے ہیں جب کہ وہ لوگ جنھوں نے خودمعرفتی اور خودشناسی کی شراب پی رکھی ہوتی ہے وہ زمانے کی ایسی انتہا تک زندہ ہوتے ہیں جس کی انتہا کی کسی کو کچھ خبر نہیں ۔ وہ قبروں میں بھی زندہ ہوتے ہیں اور اللہ کے دیے ہوئے زور پر اگر چاہیں تو اس دنیائے ظاہری میں بھی متصرف ہو کر آسکتے ہیں ۔

فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن تیرا
ترے وجود کے مرکز سے دور رہتا ہے

معانی: وجود کا مرکز: وجود کی اصل جگہ دل یعنی خودی ۔

مطلب: اے وہ خاص جو ہستی و نشہ خودی میں مست ہے ۔ تیری موت کی صورت عامی لوگوں سے بالکل مختلف ہے ۔ موت کا فرشتہ اگرچہ تجھے چھوتا ضرور ہے اور تجھ پر موت کی حالت ضرور طاری کرتا ہے لیکن تیرے جسم کا جو مرکز ہے اس کو نہیں چھیڑتا ۔ تیرا ظاہری جسم تو موت کے انداز میں قبر میں چلا جاتا ہے لیکن تیرا روحانی جسم ہمیشہ کے لیے زندہ رہتا ہے ۔

قُم باذن اللہ

جہاں اگرچہ دِگرگوں ہے، قُم باذن اللہ
وہی زمیں، وہی گردوں ہے، قُم باذن اللہ

معانی: قم باذن اللہ: اٹھو اللہ کے حکم سے یہ اشارہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزانہ طاقت کی طرف کہ جب وہ مردے کے سرہانے قم باذن اللہ کہتے تھے تو وہ زندہ ہو جاتا تھا۔ دگرگوں: الٹ پلٹ۔ قُم باذن اللہ: اللہ کے حکم سے اٹھ۔
مطلب: اگرچہ موجودہ دور کی دنیا بالکل بدل چکی ہے اور اہل مغرب کے جادو سے دنیا اور دنیا والے مادہ پرست ہو گئے ہیں وہ تہذیب کے نام پر جہالت پھیلا رہے ہیں جس کے نتیجے میں ہر طرف انسان نما حیوان پھر رہے ہیں اور اگرچہ یہ دنیا اے شخص یعنی اے مرد مسلمان تیرے مزاج اور عقیدے کے موافق نہیں ہے لیکن تو اللہ کے حکم سے اٹھ اور اس مردہ جہان میں بھی وہی زندگی پیدا کر دے جو کبھی اسلام اور ایمان نے پیدا کر دی تھی۔ میں نے مانا کہ زمین بھی وہی ہے آسمان بھی وہی ہے لیکن آسمان کے نیچے رہنے والے اہل زمین بدل چکے ہیں۔ ان کی اس بدلی ہوئی زندگی کو اللہ کے حکم سے پھر کارآمد بنانے کی ضرورت ہے۔ تو اے مردِ مسلمان اٹھ اور اس دور کو تبدیل کر دے۔

کیا نوائے انا الحق کو آتشیں جس نے
تری رگوں میں وہی خوں ہے، قُم باذن اللہ

معانی: نوائے انا الحق: منصور کا نعرہ۔ آتشیں: آگ والا۔
مطلب: اے مسلمان تیری رگوں میں وہی خون ہے جس نے منصور حلاج میں انا الحق (میں حق ہوں) کی آواز پیدا کر دی تھی اور وہ دار سے بے پروا اپنے اعلانِ حق پر قائم رہا۔ اے مسلمان تیرا خون نہیں بدلا۔ تہذیب حاضر نے تجھے بدل دیا ہے۔ اپنے اندر

جھانک تیرے اندر بھی انا الحق خون موجود ہے ۔ اس کی حرارت سے اللہ کے حکم کے تحت اٹھ کر دنیا کو بدل دے اور باطل کی جگہ حق قائم کر دے ۔

غمیں نہ ہو کہ پراگندہ ہے شعور ترا

فرنگیوں کا یہ افسوں ہے، قم باذن اللہ

معانی: غمیں : غم ناک ۔ پراگندہ: بے سکون ۔ شعور ترا: تیری عقل اور سوچ ۔ فرنگیوں : انگریزوں ۔ افسوں : جادو ۔

مطلب: اے مسلمان اگر آج تیری عقل و شعور میں انتشار نظر آتا ہے تو غمگیں نہ ہو کیونکہ یہ انتشار حقیقی نہیں صرف تیرے ذہن میں ہے ۔ تو خود اپنی اسلامی اصلیت اور خون پر قائم ہے ۔ اہل مغرب نے اپنی تہذیب و ثقافت کے ذریعے تیرے ذہن میں یہ عارضی انتشار پیدا کر دیا ہے ۔ ان کے جادو کو توڑ دے اور اللہ کے حکم سے اٹھ کا نعرہ لگا اور مسلمان قوم کو اور اس جہان کو بدل دے ۔

زمانۂ حاضر کا انسان

عشق ناپید و خرد مے گزدش صورتِ مار
عقل کو تابعِ فرمانِ نظر کر نہ سکا

معانی: ناپید: غائب ۔ خرد: عقل ۔ می گزدش: اس کو کاٹتی ہے ۔ صورت مار: سانپ کی مانند ۔ قابو: ماتحت ۔ نظر: اہل نظر کی نظر، عشق کی نظر ۔

مطلب: آج کے دور کے انسان میں جو مغربی تہذیب و تمدن کا آئینہ دار ہے عشق بالکل غائب ہے اور وہ عقل کا غلام ہے اور عقل نے اسے ایسے ڈس لیا ہے جیسے کہ سانپ کسی کو ڈس لیتا ہے ۔ عقل اپنی جگہ بری چیز نہیں بشرطیکہ وہ جذبہ و عشق کے ماتحت ہو ۔ لیکن آج کا انسان اپنی عقل کو نظر کے زیر حکم نہیں لا سکا ۔ یہی اس کی سب سے بڑی خرابی ہے ۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا

معانی: آج کا انسان فلسفہ کی الجھنوں اور عقل و افکار کے پیچ و خم میں اس قدر الجھ گیا کہ اسے یہ معلوم بھی نہ رہا کہ زندگی میں نفع کیا ہے اور نقصان کیا ہے ۔ وہ نفع کو نقصان اور نقصان کو نفع سمجھ رہا ہے ۔ اسے زندگی کی حقیقت کا علم نہیں ۔

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

معانی: شعاعوں : کرنوں ۔ گرفتار کیا: قبضے میں لے لیا۔ شب تاریک: اندھیری رات ۔

مطلب: اس نے سورج کی کرنوں کو تو مسخر کر لیا ہے اور انہیں قابو کر کے ان سے مختلف قسم کے علمی و عملی فائدے اٹھا رہا ہے لیکن اپنی زندگی کی تاریک رات میں صبح کی روشنی پیدا نہیں کر سکا ۔ سورج کی شعاعوں کو گرفتار کرنے والا اپنے اندر کی دنیا کا کھوج نہ لگا سکا ۔ اپنی معرفت حاصل نہیں کر سکا اس لیے وہ انسان نما حیوان بن گیا ۔

اقوامِ مشرق

نظر آتے نہیں بے پردہ حقائق ان کو
آنکھ جن کی ہوئی محکومی و تقلید سے کور

معانی: حقائق: حقیقتیں ۔ محکومی: غلامی ۔ تقلید: مراد سوچے سمجھے بغیر۔
مطلب: جن مشرقی اقوام کی آنکھیں غلامی اور مغرب کی بے جا پیروی کی وجہ سے اندھی ہو چکی ہیں وہ ان حقیقتوں کو بھی نہیں دیکھ سکتیں جو بالکل ظاہر ہیں ۔ یہ ڈھکی چھپی بات نہیں کہ اہل مغرب اور تہذیب مغرب نے ان کا ستیاناس کر دیا ہے لیکن وہ اس سے بے خبر پھر بھی ان کی پیروی میں خوش ہیں ۔

زندہ کر سکتی ہے ایران و عرب کو کیونکر
یہ فرنگی مدنیت کہ جو ہے خود لبِ گور

معانی: فرنگی مدنیت: انگریزی تہذیب ۔ لبِ گور: قبر کنارے ۔
مطلب: ان اہل مغرب کی تہذیب و تمدن جو خود قبر کے کنارے پہنچی ہوئی ہے اور فنا ہونے کے قریب ہے اس سے ایران اور عرب اور دیگر ممالک کیسے زندگی پا سکتے ہیں ۔ ان مشرقی ممالک کو چاہیے کہ فرنگی تہذیب و تمدن سے اپنی جان چھڑائیں اور اپنی اقدار اپنائیں ۔

آگاہی

نظر سپہر پہ رکھتا ہے جو ستارہ شناس
نہیں ہے اپنی خودی کے مقام سے آگاہ

معانی: سپہر: آسمان ۔ ستارہ شناس: ستاروں کا علم جاننے والا ۔ خودی: اپنے آپ پہچاننا ۔ آگاہ: واقف ۔
مطلب: میں نے اہل نجوم کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی نظریں آسمان پر جمائے رہتے ہیں ۔ اتنی دور تو وہ نظریں گاڑتے ہیں لیکن نزدیک ترین وجود یعنی اپنے وجود پر نظر نہیں ڈالتے اور اس کی معرفت حاصل کر کے اپنی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے ۔ ستاروں کی خبر پا لینا کوئی بڑی بات نہیں ۔ آدمی کو پہلے اپنی خبر پانی چاہیے کہ میں کون ہوں ۔

خودی کو جس نے فلک سے بلند تر دیکھا
وہی ہے مملکتِ صبح و شام سے آگاہ

معانی: خودی : اپنے آپ کو پہچاننا ۔ آگاہ: واقف ۔
مطلب: جس شخص نے یہ جان لیا کہ اپنی معرفت حاصل کرنا آسمان اور ستاروں کا علم حاصل کرنے سے زیادہ اونچی بات ہے وہی شخص صبح و شام کی سلطنت سے واقف ہے ۔ یعنی صرف اسے علم ہے کہ زندگی کیا ہے، زندگی کا گردوپیش کیا ہے ۔ کائنات کیا ہے اس کے وجود کی اس میں کیا حیثیت ہے ۔

وہی نگاہ کے ناخوب و خوب سے محرم
وہی ہے دل کے حلال و حرام سے آگاہ

معانی: ناخوب و خوب: برا بھلا ۔ محرم: واقف ۔ حلال و حرام: جائز اور ناجائز ۔

مطلب: وہی شخص اپنی نظر کی اچھائی اور برائی سے واقف ہے جو دل کے حرام و حلال سے واقف ہے یعنی کونسی چیز دل کے لیے فائدہ مند ہے اور کونسی نقصان دہ ہے ۔

مصلحین مشرق

میں ہوں نومید تیرے ساقیانِ سامری فن سے
کہ بزمِ خاوراں میں لے کے آئے ساتگیں خالی

معانی: مصلحین مشرق: مشرقی دنیا کے اصلاح کرنے والے ۔ نومید: نا امید ۔ سامری: مشہور یہودی جادوگر ۔ بزمِ خاوراں : مشرقی دنیا ۔ ساتگیں : بڑا پیالہ ۔

مطلب: اے اہل مشرق جو تمھاری اصلاح کرنے والے ساقی یا راہبر ہیں ان کے پاس جو صراحیاں اور پیالے ہیں وہ صراحی شراب سے خالی ہیں وہ تو سامری کی طرح کے جادوگر ہیں ۔ ہوتے کچھ ہیں اور دکھائی کچھ دیتے ہیں ۔ میں ان اصلاح کرنے والے ساقیوں سے نا امید ہوں جو مشرقی اقوام کی محفل میں شراب سے خالی پیالے لے کر آئے ہوئے ہیں یعنی مقصود ان کا اصلاح نہیں بلکہ لوٹنا ہے ۔

نئی بجلی کہاں ان بادلوں کے جیب و دامن میں
پرانی بجلیوں سے بھی ہے جن کی آستیں خالی

معانی: نئی بجلی: نئے خیالات ۔ جیب و دامن: گریباں اور جھولی ۔ پرانی بجلیوں : پرانے خیالات ۔

مطلب: جن اصلاح کا دعویٰ کرنے والوں کے بادلوں کے دامن اور گریبان پرانی بجلیوں سے خالی ہیں ان میں نئی بجلیاں کہاں سے آئیں گی ۔ مراد یہ ہے کہ جو لوگ اپنی روایات ، اقدار اور علوم و فنون سے واقف نہیں ہیں وہ نئے دور کے علوم و فنون اور اقدار و روایات سے تمھیں کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں ۔ وہ نقصان تو پہنچا سکتے ہیں فائدہ نہیں ۔

مغربی تہذیب

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف

معانی: مغربی تہذیب: یورپ کی تعلیم اور کردار ۔ فساد: خرابی ۔ قلب و نظر: دل اور نظر ۔ مدنیت: آبادی ۔
مطلب: فرنگیوں کی تہذیب نظر کے لیے بھی فتنہ اور خرابی ہے اور دل کے لیے بھی ۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اس کی تہذیب ، تمدن اور ثقافت کی روح میں حیا اور پاک دامنی باقی نہیں ہے ۔

رہے نہ رُوح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیرِ پاک و خیالِ بلند و ذوقِ لطیف

معانی: ضمیر پاک: ضمیر کی پاکیزگی ۔ خیالِ بلند: اونچا خیال ۔ ذوقِ لطیف: پسندیدہ اور ناپسندیدہ میں تمیز کرنے کی صلاحیت ۔
مطلب: آدمی کا بدن جتنا مرضی صاف ستھرا اور اجلا ہو جب تک اس کا من اجلا نہیں ہو گا ۔ اس کی روح ہر گندگی سے پاک نہیں ہو گی وہ آدمی نما حیوان ہو گا آدمی نہیں ہو گا ۔ یورپی تہذیب نے بدن کو اجلا کرنے کے تو بہت سے طریقے بتائے ہیں لیکن روح کو پاک رکھنے کا کوئی نسخہ نہیں بتایا اور اگر روح پاک نہ رہے تو نہ آدمی کی ذہنیت ، افتاد اور طبعی مزاج میں پاکی آسکتی ہے نہ اس کے خیالات میں لاہوتی و ملکوتی اور انسانی شرف و مجد کی بلندی پیدا ہو سکتی ہے اور اس میں اشیائے کائنات ، فنون و ہنر اور علم و ادب کے لیے بھی کوئی اچھا ذوق پیدا نہیں ہو سکتا ۔ اسی لیے مغربی تہذیب کے تحت جتنے بھی افکار و خیالات اور علوم و فنون پیدا ہوئے ہیں ان میں گندگی اور پراگندگی کے سوا کچھ نہیں ۔

اسرارِ پیدا

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

معانی: اسرار پیدا: ظاہری بھید ۔ حاجت: ضرورت ۔ فولاد: لوہا ۔
مطلب: جس قوم کے جوان اپنی لوہے جیسی مضبوط خودی سے آشنا ہوں اور اس پر مضبوطی سے قائم بھی ہوں یعنی وہ اپنی اور اپنی قوتوں اور صلاحیتوں سے واقف ہوں اس قوم کو پھر تلوار کی ضرورت نہیں رہتی ۔ اس قوم کے لیے ان جوانوں کا جذبہ ایمان اور جذبہ حب الوطنی آلات حرب و ضرب سے زیادہ کام کرتا ہے ۔

ناچیز جہانِ مہ و پرویں ترے آگے
وہ عالمِ مجبور ہے ، تو عالمِ آزاد

معانی: مہ و پرویں : ستارے اور سیارے ۔
مطلب: اے انسان تو اپنے ارادے، اپنی فکر اور اپنے عمل میں آزاد ہے جب کہ یہ آسمان پر چمکنے والے تارے، چاند، وغیرہ آزادی کے ان اوصاف سے محروم ہیں ۔ وہ مجبور محض ہیں اس لیے تو ان سے افضل ہے ۔ یہ تیری بھول ہے کہ تو ان کو اپنے آپ سے بلند اور چمک دار سمجھتا ہے وہ تو تیرے شکار ہیں ۔ تو جب چاہے انہیں تسخیر کر سکتا ہے تو ان سب پر فائق ہے ۔

موجوں کی تپش کیا ہے ، فقط ذوقِ طلب ہے
پنہاں جو صدف میں ہے وہ دولت ہے خداداد

معانی: پنہاں جو صدف میں : سیپ میں جو چھپا ہوا موتی ۔ خداداد: خدا کی عطا کی گئی ۔

مطلب: دریا یا سمندر میں موجوں کی تڑپ کو دیکھو وہ کسی شے کی طلب کے لیے تڑپ رہی ہوتی ہیں ۔ اور اس تڑپ اور طلب کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قدرت ان میں موجود سیپیوں کے اندر موتی چھپا کر رکھ دیتی ہے اور انہیں مالا مال کر دیتی ہے ۔ اصل چیز طلب کی تڑپ ہے ۔ یہ تڑپ ہوگی تو مقاصد بلند بھی حاصل ہوں گے ۔

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پُردَم ہے اگر تو ، تو نہیں خطرۂ افتاد

معانی: پُردم: بھرپور سانس والا، یعنی حوصلہ مند ۔ خطرۂ افتاد: گرنے کا خطرہ ۔

مطلب: باقی جانور تھوڑا بہت اڑنے کے بعد تھک جاتے ہیں اور کہیں کہیں دم لینے کے لیے بیٹھ جاتے ہیں لیکن باز کو دیکھو وہ گھنٹوں اڑتا رہتا ہے ۔ اس کا دم ایسا پکا ہے کہ وہ تھکتا نہیں ۔ اگر تو بھی باز کی طرح پختہ دم ہو تو تجھے بھی اپنی زندگی کی پرواز میں گرنے کا خطرہ نہیں ہے ۔ یہ ہے وہ کھلا ہوا بھید جو اقبال نے اس نظم میں بیان کرنا چاہا ہے ۔

سلطان ٹیپو کی وصیت

تو رہ نوردِ شوق ہے منزل نہ کر قبول
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول

معانی: سلطان ٹیپو: سلطان حیدر علی والی میسور کا بیٹا فتح علی خان ٹیپو جو انگریزوں کے خلاف لڑتا ہوا 1799ء میں شہید ہوا ۔ اس نے جو وصیت کی تھی یہ شعر اس کا چربہ ہے ۔ رہِ نوردِ شوق: عشق کے راستے کا مسافر۔ محمل: اونٹ کا کجاوہ جس میں لیلیٰ بیٹھا کرتی تھی ۔
مطلب: ٹیپو سلطان چونکہ خود شیر کی طرح بہادر تھا اس نے انگریز کی غلامی کے مقابلے میں لڑتے ہوئے شہادت کو ترجیح دی تھی اس لیے وہ مسلمان کو بھی بہادری کا پیغام دیتے ہوئے کہتا ہے کہ تو عشق کے راستے کا مسافر ہے اس راہ کے مسافر ٹھہرا نہیں کرتے ۔ اگر لیلیٰ جیسی معشوق بھی دعوت دے کہ اس کے کجاوے میں آکر تسکین پا لے تو اس کو قبول نہ کر ۔ تیرا کام ہے چلتے رہنا ۔ منزل پر منزل مارنا ۔ کیسے ہی ناموافق حالات ہوں ان سے ٹکر لے کر آگے بڑھتے رہنا اور کیسی ہی دل خوش کن منزل ہو وہاں قیام نہ کرنا اور ہر دم نئی منزل کی تلاش میں رہنا ۔

اے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تند و تیز
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول

معانی: اگر تو تنگ اور بے طوفان ندی کی مانند ہے تو ہمت نہ ہار ۔ بڑھ کر ایک ایسا دریا بن جا جس میں تیز اور بلند طوفان اٹھتے ہیں ۔ اگر تجھے ساحل بھی میسر آئے تو اس کو بھی قبول نہ کر اور ساحل کو توڑتا ہوا نکل جا ۔ مراد یہ ہے کہ اے مسلمان اگر تو کمزور ہے تو کوئی بات نہیں ۔ شوق اور عشق کے زور سے اپنی طلب میں طاقت پیدا کر اور اعلیٰ مقاصد کو حاصل کر ۔

کھویا نہ جا صنم کدہَ کائنات میں
محفل گداز! گرمیِ محفل نہ کر قبول

معانی: صنم کدہ: بت خانہ ۔

مطلب: جب کائنات پیدا کی گئی اور حضرت آدم کو وجود عطا کیا گیا تو اللہ نے یہ بات آدم کی گھٹی میں رکھ دی جو مجھ تک جبریل کے واسطے سے پہنچی ہے کہ دیکھنا ایسا دل پیدا نہ کرنا جو عقل کا غلام ہو جو عقل کے پیچھے چلنے والا ہو کیونکہ بہت سے مرحلے زندگی میں ایسے آتے ہیں جہاں عقل کے پیچھے چلنا خوار ہونا اور عشق کی پیروی کرنا با اعتبار اور معزز ہونا ہوتا ہے ۔

صبحِ ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا غلام ہو، وہ دل نہ کر قبول

معانی: صبح ازل: کاءنات کی پیداءش یا زمانہ کے آغاز کے وقت ۔ جبرءیل: خدا تعالیٰ کا ایک مقرب فرشتہ ۔

مطلب: جب کاءنات پیدا کی گ ءی اور حضرت آدم کو وجود عطا کیا گیا تو اللہ نے یہ بات آدم کی گھٹی میں رکھ دی جو مجھ تک جبریل کے واسطے سے پہنچی ہے کہ دیکھنا ایسا دل پیدا نہ کرنا جو عقل کا غلام ہو جو عقل کے پیچھے چلنے والا ہو کیونکہ بہت سے مرحلے زندگی میں ایسے آتے ہیں جہاں عقل کے پیچھے چلنا خوار ہونا اور عشق کی پیروی کرنا بااعتبار اور معزز ہونا ہوتا ہے ۔

باطل دُوئی پسند ہے حق لا شریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

معانی: حق و باطل میں شرکت ، یعنی حق اور باطل میں تمیز نہ کرنا ۔

مطلب: باطل اور کفر ایک خدا کے بجائے زیادہ خداؤں کو پسند کرتا ہے ۔ جب کہ سچائی یا حق صرف ایک خدا کو پسند کرتا ہے اور اس کے ساتھ کسی اور کی شرکت گوارا نہیں کرتا ۔ اس لیے اے مسلمان تو بھی حق اور باطل کے درمیان شرکت اور میل جول پسند نہ کر اور حق کو باطل سے الگ رکھ ۔ دنیا میں ہمیشہ حق کا ساتھ دے ۔ چاہے عقل تجھے لاکھ کہے کہ اس میں یہ نقصان ہے اور وہ نقصان ہے اور باطل کے پیچھے کبھی نہ لگنا چاہے عقل تجھے لاکھ کہے کہ اس میں فائدہ ہے اور وہ فائدہ ہے عقل کے بجائے ہمیشہ عشق کو پیش نظر رکھنا کہ اسی میں حقیقی زندگی ہے

غزل

دریا میں موتی ! اے موجِ بیباک
ساحل کی سوغات خار و خس و خاک

معانی: موجِ بے باک: بے خوف لہر۔ سوغات: تحفہ ۔ خار: کانٹا ۔ خس: تنکے ۔ خاک: مٹی ۔
مطلب: اگر تو بے خوف لہر کی مانند ہے تو سمندر کی تہہ میں جا کر موتی حاصل کر اور اگر تو نڈر نہیں اور آرام طلب ہے تو ان لہروں کی مانند زندگی گزار دے جو ساحل سے ٹکراتی رہتی ہیں اور ان کے نصیب میں کانٹوں ، گھاس پھوس، تنکوں اور مٹی کے سوا کچھ نہیں ہوتا ۔ کامیابی، محنت و مشقت سے حاصل ہوتی ہے ۔ آرام طلبی سے نہیں ۔

میرے شرر میں بجلی کے جوہر
لیکن نیستاں تیرا ہے نمناک

معانی: شرر: چنگاری ۔ جوہر: صلاحیت ۔ نیستاں : سرکنڈوں کا جنگل ۔ نمناک: گیلا، پانی سے تر ۔
مطلب: علامہ اپنی شاعری کا اور اپنے خیالات و افکار کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کی مثال تو ایک ایسی چنگاری کی مانند ہے جو سرکنڈوں کے جنگل میں آگ لگا سکتی ہے ۔ اس چنگاری میں بجلی کی سی صلاحیت موجود ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ تیرے جس جنگل میں ، میں اپنی چنگاری سے آگ لگانا چاہتا ہوں اس کے سرکنڈے گیلے ہیں اور وہ آگ نہیں پکڑ رہے ۔ مراد یہ ہے کہ میں تو اپنی شاعری اور شاعرانہ پیغام کے ذریعے سوئی ہوئی قوم کو بیدار کرنے پر تلا ہوا ہوں لیکن قوم ہے کہ وہ غلامی کی اور آرام طلبی کی زندگی پر رضامند ہے اور میرا اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا ۔

تیرا زمانہ ، تاثیر تیری
ناداں ! نہیں یہ تاثیرِ افلاک

معانی: تاثیر: اثر ہونا ۔ ناداں : بے وقوف ۔ افلاک: آسمان ۔
مطلب: عام طور پر مشہور یہ ہے کہ زمانہ اور قسمت آسمانوں کی گردش اور ستاروں کی رفتار کی محتاج ہے ۔ شاعر اپنی سوئی ہوئی قوم کے اس عقیدے کو باطل کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تیرا زمانہ تیری تاثیر کا محتاج ہے نہ کہ آسمانوں کی گردش کا ۔ تو جس طرح چاہے اسے موڑ سکتا ہے اگر محنت و مشقت کرے گا تو تیرا زمانہ کامیابی کا زمانہ ہو گا ۔ اگر آرام طلب ہو گا تو تیرا زمانہ تجھے کچھ نہیں دے گا ۔ تو ناکامی کا منہ ہی دیکھے گا ۔

ایسا جنوں بھی دیکھا ہے میں نے
جس نے سیے ہیں تقدیر کے چاک

معانی: جنوں : خوش سودا، انتہائی عشق ۔ تقدیر کے چاک: پھٹا ہو لباس قسمت ۔
مطلب : میں نے ایسے خوش سودا اور انتہائی عشق صادق والے لوگوں کو بھی دیکھا ہے جنھوں نے اپنی تاثیر سے یا فیض سے تقدیر کے پھٹے ہوئے دامن اور گریبان کے چاک سی دیئے ہیں ۔ یعنی افراد و اقوام کی قسمتیں بدل دی ہیں ۔ مردِ مومن، مرد فقیر اور مردِ درویش جن کی طاقتوں کا اقبال نے اپنے کلام میں بار بار ذکر کیا ہے ۔

کامل وہی ہے رندی کے فن میں
مستی ہے جس کی بے منتِ تاک

معانی: رندی کا فن: شراب پینے کا فن ۔ بے منت: احسان کے بغیر ۔ تاک: انگور کی بیل یا شراب ۔
مطلب: میں فن شراب خوری میں اس کو ماہر سمجھتا ہوں جس کی مستی انگور کی شراب کے بغیر ہو ۔ جس نے اپنے خون جگر اور خون دل کی شراب پی رکھی ہو یا جو عشق حقیقی کی شراب میں مست ہو ۔

رکھتا ہے اب تک مے خانۂ شرق
وہ مے کہ جس سے روشن ہو ادراک

معانی: مے: شراب ۔ میخانہ: شراب خانہ ۔ ادراک: عقل، سمجھ، شعور، علم ۔
مطلب: رسمی شراب کی برائی اور عشق حقیقی کی شراب کی جو اچھائی اوپر بیان ہوئی ہے اسی کو مزید بڑھاتے ہوئے اس شعر میں اقبال کہتے ہیں کہ عشق کے شراب خانے میں اب تک وہ شراب موجود ہے جس سے پینے والے کا علم، شعور، عقل اور سمجھ روشن ہوتی ہے نہ کہ ان شرابیوں کی طرح ضائع ہوتی ہے جو عام انگوری شراب پیتے ہیں ۔

اہلِ نظر ہیں یورپ سے نومید
ان اُمتوں کے باطن نہیں پاک

معانی: اہل نظر: نظر والے، جن کی نظر باطن تک پہنچتی ہے ۔ نومید: نا امید ۔ امتوں: اقوام ۔ باطن: اندرون ۔
مطلب: وہ لوگ جو اہل نظر کہلاتے ہیں اور جن کی نظر کسی کے باطن تک کو دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے ۔ یورپ اور اہل یورپ سے نا امید ہیں کیونکہ یورپی اقوام کے ظاہر تو بڑے تابناک ہیں لیکن اندرون ناپاک ہیں ۔ ان کو ان کی تہذیب، تمدن اور ثقافت نے انکو بے حیا بنا دیا ہے اور وہ انسان نہیں انسان نما حیوان بن گئے ہیں ۔

بیداری

جس بندۂ حق بیں کی خودی ہو گئی بیدار
شمشیر کی مانند ہے برّندہ و برّاق

معانی: برندہ: کاٹنے والا: براّق: چمکدار۔

مطلب: بندے دو طرح کے ہیں ایک اللہ کے رحمان بندے اور دوسرے ابلیس شیطان کے غلام ۔ اللہ کے بندوں میں سے یا حق یا ساتھ دینے والوں میں سے جس بندہ کو اپنی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اس بندہ کو عام بندوں کی طرح نہ سمجھو وہ اپنی روحانی طاقتوں اور جسمانی و اعصابی قوتوں کے اعتبار سے بجلی کی طرح کوندتی اور چمکتی ہوئی اور تیز کاٹ والی تلوار کی مانند ہوتا ہے ۔ اس کی یہ تلوار جس پر چلے وہ فنا ہو جائے اور جو ارادہ کرے وہ ہو کر رہے ۔

اس کی نگہِ شوخ پہ ہوتی ہے نمودار
ہر ذرّہ میں پوشیدہ ہے جو قوتِ اشراق

معانی: نگہِ شوخ: ناز بھری نگاہ ۔ نمودار: ظاہر۔ اشراق: طلوع ہونا ۔ قوت: طاقت ۔

مطلب: جو اللہ کا بندہ قربِ حق کی منزل پر ہوتا ہے اس کی ناز بھری نظر میں وہ طاقت صاف دکھائی دیتی ہے جو ذروں کے اندر سورج کی روشنی کی طرح چھپی ہوئی ہے یعنی اس پر کائنات کے خفی و جلی سب بھید ظاہر ہوتے ہیں ۔ بندہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے تو اس پر اسے ناز بھی ہوتا ہے اور اللہ اس میں عجیب و غریب اور فوق الفطرت و عادت قوتیں بھی پیدا کر دیتا ہے ۔

اس مردِ خدا سے کوئی نسبت نہیں تجھ کو
تو بندۂ آفاق ہے ، وہ صاحبِ آفاق

معانی: مردِ خدا: خدا کا مرد، مقربِ خدا ۔ نسبت: تعلق ۔ بندہ: اللہ کا غلام ۔ بندۂ آفاق: کائنات کا غلام ۔ صاحبِ آفاق: کائنات کا مالک ۔

مطلب: اے دورِ جدید کے انسان اے اسلام اور مومن کی قوتوں کو بھولے ہوئے آج کے مسلمان تیرا خدا کے اس مرد سے جس کی صفات مذکورہ بالا دو شعروں میں بیان ہوئی ہے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ وہ کائنات کا مالک ہے اور تو کائنات کا غلام ہے ۔ وہ کائنات کا راکب (سوار) ہے اور کائنات کا مرکب (سواری) ہے ۔

تجھ میں ابھی پیدا نہیں ساحل کی طلب بھی
وہ پاکیِ فطرت سے ہوا محرمِ اعماق

معانی: پیدا: ظاہر ۔ ساحل: دریا کا کنارہ ۔ پاکی فطرت: جبلت کی پاکیزگی ۔ محرم اعماق: گہرائیوں سے واقف، اعماق عمق کی جمع ہے جس کے معنی گہرائی ہے ۔

مطلب: اے موجودہ دور کے مسلمان اور انسان تجھ میں تو دریا کے کنارے تک جانے کی بھی خواہش نہیں تو خدا سے ، دین سے بہت دور ہے ۔ تیرے بر عکس اللہ کے بندے کی اس کے قریب ہے اور صرف اس کا غلام ہے یہ شان ہے کہ وہ دریا یا سمندر کی تہہ در تہہ گہرائیوں سے واقف ہے ۔ مراد یہ ہے اس پر کائنات کے جملہ اسرار ظاہر ہیں جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اسے سب قوتیں عطا کر دیتا ہے ۔ مسلمانوں کے اولیاء، فقراء اور درویش بھی اسی شان کے مالک تھے اور اگر کہیں آج بھی ہوں گے تو یہ شان ہی رکھتے ہوں گے ۔

خودی کی تربت

خودی کی پرورش و تربیت پہ ہے موقوف
کہ مشتِ خاک میں پیدا ہو آتشِ ہمہ سوز

معانی: مشتِ خاک: مٹی کی مٹھی، مراد ہے آدمی ۔ تربیت: اصلاح کا اور سلیقہ سکھانے کا عمل ۔ موقوف: مبنی ۔ آتشِ ہمہ سوز: سب کچھ جلا دینے والی آگ، آتش کے معنی آگ ہمہ سوز کے معنی باطل کا سب کچھ جلا دینے والی ۔
مطلب: آدمی کا جسم مٹی کا بنا ہوا ہے ۔ شاعر کہتا ہے کہ مٹی کے اس جسم میں ایک ایسی آگ (نور) پیدا ہو سکتی ہے جو اللہ کے سوا ہر چیز کو جلا دے ۔ شرط یہ ہے کہ آدمی اپنی خودی (خود شناسی) کو خاص سلیقے اور طریقے سے پالے ۔ یہ سب کچھ خودی کی تربیت اور پروش پر مبنی ہے ۔

یہی ہے سرِ کلیمی ہر اک زمانے میں
ہوائے دشت و شعیب و شبانی شب و روز

معانی: سرِ کلیمی: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب کلیم تھا کیونکہ وہ خدا سے ہم کلام ہوتے تھے ۔ سر کے معنی بھید ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ سے ہم کلام ہونے کا بھید ۔ دشت: بیابان، جنگل ۔ شعیب: ایک برگزیدہ پیغمبر تھے جن کی بکریاں حضرت موسیٰ چرایا کرتے تھے اور جن کی صحبت میں ان کی تربیت ہوئی تھی ۔ شبانی: بھیڑ بکری چرانا، گڈریا بننا ۔ شب و روز: دن رات ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ اے اللہ کے بندے آ، میں تجھے اللہ سے ہم کلام ہونے کا بھید بتاؤں ۔ اس بھید کے پیچھے جو بات ہے وہ ہر زمانے میں ایک سی رہی ہے اور رہے گی ۔ وہ بات کیا ہے وہ راز کیا ہے وہ راز یہ ہے کہ جو شخص اللہ کا مقرب بننا چاہے

اسے اس حدتک اس کے قریب ہونا چاہیے کہ اس سے حضرت موسیٰ کی طرح ہم کلام ہو سکے ۔ اسے ایک توجنگل اور بیابان میں جا کر مشاہدہ فطرت کرنا چاہیے اور آبادیوں کے شور و غل اور افراتفری سے الگ ہو کر خدا کی عبادت کرنی چاہیے ۔ دوسرے محنت کی عادت ڈالنی چاہیے ۔ دیکھیے حضرت موسیٰ اللہ کا ذکر بھی کرتے تھے اور بھیڑ بکریاں بھی چراتے تھے ۔ یہ محنت بھی تھی اور رزق حلال کا ذریعہ بھی ۔ ذکر کے لیے ریاضت اور رزق حلال ضروری شرط ہے اور تیسری اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ خدا کا راستہ بتانے والا کوئی راہبر ہو ۔ کوئی مرشد بھی ہو جو اس کی تربیت کر سکے اور دن رات اسے اللہ کے ذکر میں اور اس کے مشاہدے میں لگائے رکھے اور اپنی راہنمائی سے اس کو صحیح راہ پر رکھے اور سلوک کی منزلوں میں جو رکاوٹیں آتی ہیں ان کو دور کرے ۔ مراد یہ ہے کہ بغیر رہنما یا مرشد کے کوئی شخص بھی اللہ کو نہیں پا سکتا ۔ جس طرح حضرت موسیٰ نے حضرت شعیب کی صحبت اختیار کی ضروری ہے کہ وہ شخص جو اللہ کا قرب چاہتا ہے وہ بھی مرشد پکڑے ۔ صحیح، صادق اور اللہ کا مقرب مرشد ۔ پھر بیابانوں اور جنگلوں اور شہروں کے شور و غل سے دور ہو کر اس مرشد کی راہنمائی کے بعد جب سلوک کی منزلیں طے کر لے تو پھر دنیا کی طرف اس طرح رجوع ہو کر دل حق کے ساتھ ہو اور ساتھ کام میں ۔ پھر وہ حضرت موسیٰ کی طرح فرعونی قوتوں سے ٹکرائے ۔ انسانوں کی صحیح رہنمائی کرے اور بغیر کسی خوف و خطر کے مسند ارشاد پر بیٹھ کر اللہ کے بندوں کی اصلاح کرے ۔ طریقت کا مسلک جو مسلمانوں میں ہے اس کا یہی مقصد ہے اور یہی عمل ہے ۔ طریقت ، فقر، تصوف اور درویشی ہی کا نام ہے ۔

آزادیِ فکر

آزادیِ افکار سے ہے ان کی تباہی
رکھتے نہیں جو فکر و تدبر کا سلیقہ

معانی: تدبر: دور اندیشی ۔ سلیقہ: شعور، تمیز۔
مطلب: جو لوگ سوچ بچار اور دور اندیشی کا شعور اور تمیز نہیں رکھتے اگر وہ اپنے افکار و خیالات میں آزادی اختیار کریں گے تو یہ ان کی تباہی کا موجب ہو گا ۔ آزادی کسی اصول اور طریقہ کے اندر رہتے ہوئے ہونی چاہیے نہ کہ مادر پدر آزادی جیسا کہ آج کل عام ہے ۔

ہو فکر اگر خام تو آزادیِ افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ

معانی: خام: ناپختہ ۔ فکر: خیال، سوچ ۔
مطلب: اگر آدمی کا خیال اور اس کی سوچ ناپختہ ہو تو اس کی آزادی خیال و فکر اسے انسان سے حیوان بنا دے گی جیسا کہ آج کے دور کے لوگ خصوصاً مغربی تہذیب و تمدن اور سیاسی افکار کے مارے ہوئے لوگ ہیں ۔

خودی کی زندگی

خودی، ہو زندہ تو ہے فقر بھی شہنشاہی
نہیں ہے سنجر و طغرل سے کم شکوہِ فقیر

معانی: فقر: لغوی معنی تنگ دستی، اصلاح اور درویشی ۔ سنجر و طغرل: طغرل خاندان سلجوق کا ایک بادشاہ ۔ سنجر: ایک شان والا شاہ ۔ شکوہ: ہیبت، جلال ۔ فقر: صاحب فقر، درویش ۔
مطلب: اگر خودی (خود معرفتی) زندہ ہو اور درویش کو اپنے مقام کا علم ہو اور وہ صحیح فقیر ہو تو اس کا فقر شہنشاہی سے کم نہیں ہے ۔ ایک صاحب فقیر کی ہیبت اور جلال طغرل اور سنجر جیسے پر شکوہ اور پر ہیبت بادشاہوں سے کم نہیں ہوتی ۔ شرط یہ ہے کہ فقیر واقعی اسلامی فقر کا حامل ہو گداگر اور مکار نہ ہو ۔

خودی ہو زندہ تو دریائے بیکراں پایاب
خودی ہو زندہ تو کہسار پرنیان و حریر

معانی: دریائے بیکراں : وہ دریا جس کا کوئی کنارہ نہ ہو ۔ پایاب: دریا کی اتنی سطح کہ آدمی پاؤں رکھ کر اس پر سے گزر سکے ۔ پرنیان و حریر: ریشمی کپڑوں کے نام ہیں ۔ کہسار: پہاڑوں کا سلسلہ ۔
مطلب: اگر مرد فقیر کی خودی (خود معرفتی) زندہ ہو تو وہ دریا جو کنارہ نہیں رکھتے یعنی بڑے بڑے جوڑے ہوتے ہیں وہ ان کی سطح پر بھی پاؤں رکھ کر گزر جاتا ہے ۔ اس کے لیے وہ دریا ایک قدم کی عبوری سے زیادہ نہیں ہوتے اور پہاڑوں کا سنگلاخ سلسلہ ان کے نرم و ملائم

ہو جاتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ مرد فقیر کے آگے سخت سے سخت اور مشکل سے مشکل کام اور مہ میں آسان ہوتی ہیں ۔ اس کی ایمانی اور روحانی طاقت کے آگے ہر بڑی طاقت اور ہر بڑی مشکل زیر ہو جاتی ہے ۔

نہنگ زندہ ہے اپنے محیط میں آزاد
نہنگِ مردہ کو موجِ سراب بھی زنجیر

نہنگ: مگر مچھ ۔ محیط: سمندر ۔ سراب: خیالی پانی جو صحرا میں ریت کی گرمی کی وجہ سے نظر آتا ہے ۔ زنجیر: قید ۔

مطلب: اس شعر میں شاعر نے مسلمان مرد فقیر، صادق اور سچے درویش اسلامی کو ایسے زندہ مگر مچھ سے تشبیہ دی ہے جو سمندر کی وسعت میں آزادی سے جیتا ہے اور جو شخص جعلی فقیر ہو اور مری ہوئی خودی والا درویش ہے اس کی مثال ایسے مردہ مگر مچھ سے دی ہے جو سراب یعنی ریت سے پیدا شدہ غلط اور خیالی پانی کے سمندر میں قید ہوتا ہے ۔ صاحب خودی فقر کے لیے بڑے بڑے سمندروں کی موجیں یعنی بڑی بڑی مشکلات بھی کچھ حیثیت نہیں رکھتیں لیکن وہ درویش جو خودی سے بے گانہ ہو اسے خیالی پانی سراب پار کرنا بھی مشکل لگتا ہے اور سراب کی موجیں اس کو قید کر لیتی ہیں وہ کسی کام کا نہیں ۔ وہ مشکلات سے ٹکراتا نہیں گھبراتا ہے ۔ اس کے پاس کوئی روحانی اور ایمانی قوت نہیں ہوتی ۔

حکومت

ہے مریدوں کو تو حق بات گوارا لیکن
شیخ و ملا کو بری لگتی ہے درویش کی بات

معانی: گوارا: پسند ۔ حق: سچ ۔ شیخ و ملا: رسمی مذہبی علما اور رہنما ۔ درویش: فقیر، ولی، صوفی ۔

مطلب: اگر کوئی پیر (سچا اور صادق پیر) اپنے مریدوں کو سچی اور خدا لگتی بات کہتا ہے تو وہ اسے مان لیتے ہیں لیکن یہ پیشہ ور اور دین فروش ملا اس کی بات پر کان نہیں دھرتے ۔ وہ اسے محض درویش کی بات سمجھ کر پسند نہیں کرتے ۔

قوم کے ہاتھ سے جاتا ہے متاعِ کردار
بحث میں آتا ہے جب فلسفہَ ذات و صفات

معانی: ہاتھ سے جانا: کھو دینا، ضائع کر دینا ۔ متاع کردار: عمل کی دولت ۔ بحث میں آنا: کسی بات میں موشگافیاں کرنا، جھگڑنا ۔ ذات و صفات: ذات سے مراد اللہ کی ذات اور صفات سے مراد بھی اللہ کی صفات ۔

مطلب: ایسی فکر یا ایسا فلسفہ جو اس بات کی منہ شگافیوں اور جھگڑوں پر پڑا رہے کہ ذات کیا ہے اور اس کی صفات کیا ہے اور ان میں کیا تعلق ہے ۔

گرچہ اس دیرِ کہن کا ہے یہ دستورِ قدیم
کہ نہیں میکدہ و ساقی و مینا کو ثبات

معانی: دستور: طریقہ ۔ مینا: شراب کی صراحی ۔ ثبات: ثابت رہنا ۔

مطلب: جب کوئی قوم خصوصاً ملت اسلامیہ اس جھگڑے میں پڑی رہے اور اس بات میں موشگافیاں کرتی رہے کہ ذات باری تعالیٰ کیا ہے اس کی صفات کیا ہیں ۔ ان کا آپس میں تعلق کیا ہے تو وہ قوم عمل سے بے گانہ ہو جاتی ہے اور لفظی بحثوں میں اپنا وقت ضائع کر دیتی ہے ۔ مسلمانوں میں اس قسم کی بحثیں عام ہیں ۔ عمل کی طرف توجہ نہیں اور مختلف قسم کے افکار اور عقائد پر لفظی بحثیں اور جھگڑے ہو رہے ہیں ۔ جس کے نتیجے میں قوم بے عمل ہی نہیں ہوتی بلکہ آپس میں بٹ بھی جاتی ہے اور وہ کئی اعتبارات سے دشمنی کی حد تک تقسیم ہو گئی ہے ۔

قسمت بادہ مگر حق ہے اسی ملت کا
انگبیں جس کے جوانوں کو ہے تلخابِ حیات

معانی: بادہ: شراب ۔ ملت: قوم ۔ انگبیں: شہد ۔ تلخابِ حیات: زندگی کا زہر، زندگی کی سختیاں ۔

مطلب: اگرچہ مے خانہ جہان کو ثبات نہیں لیکن اے مے خانہ سے شراب لینے اور شراب پینے والے شراب پینے کا حق صرف اسی قوم کو ہے جس کے جوان زندگی کے زہر اور سختیوں کو شہد اور آسانیاں سمجھ لیں ۔ سخت سے سخت وقت اور مشکل سے مشکل حالات کا مقابلہ خندہ پیشانی سے کر سکیں ۔ ایسی جوانوں والی قوم کو زندہ رہنے اور حکومت کرنے کا حق ملتا ہے لیکن جو سختیوں سے گھبراتی ہے وہ قوم غلام بنی رہتی ہے ۔

ہندی مکتب

اقبال ! یہاں نام نہ لے علمِ خودی کا
موزوں نہیں مکتب کے لیے ایسے مقالات

معانی: ہندی مکتب: متحدہ ہندوستان کے مدرسے ۔ علمِ خودی: خود معرفتی کا علم ۔ مکتب: مدرسہ ۔ موزوں: مناسب ۔ مقالات: مقالہ کی جمع، مضامین ۔
مطلب: اے اقبال یہ انگریز کے قائم کئے ہوئے برصغیر میں جو سکول، کالج اور یونیورٹیاں ہیں یہاں خود شناسی اور خود معرفتی کے علم کی یا خودی کی بات نہ کر ۔ ان کے نصاب میں ایسے مضامین شامل کرنا مناسب نہیں کیونکہ ان تعلیمی اداروں کے طالب علم انگریزی اور انگریزی تہذیب و تمدن کی بنا پر اپنی قومی مذہبی شناخت سے بے گانہ ہو چکے ہیں ۔ ان کی خودی کے مضامین راس نہیں آئیں گے ۔

بہتر ہے کہ بیچارے ممولوں کی نظر سے
پوشیدہ رہیں باز کے احوال و مقامات

معانی: ممولہ: ممولہ کی جمع، ایک چھوٹی اور کمزور چڑیا ۔ پوشیدہ: چھپے ہوئے ۔ احوال و مقامات: کیفیات و مراتب ۔ باز: عقاب ۔ بے چارہ: بے کس، کمزور ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ انگریزی نصاب تعلیم اور تہذیب و تمدن نے درس گاہوں میں پڑھنے والوں کو شاہبازوں سے کمزور چڑیاں بنا کر رکھ دیا ہے ۔ اس لیے ان کے سامنے بازوں کی کیفیات اور مرتبوں کی بات کرنا بے سود ہے ۔ وہ اسے نہ سمجھیں گے اور نہ اس پر عمل کریں گے ۔ یہی بہتر ہے کہ باز کے احوال و مقامات کے مضامین ان سے چھپے ہی رہیں ۔

آزاد کی اک آن ہے محکوم کا اک سال
کس درجہ گراں سیر ہیں محکوم کے اوقات

معانی: آن: لمحہ ۔ گراں سیر: سست رفتار ۔ محکوم: غلام ۔ اوقات: وقت کی جمع ۔

مطلب: اس شعر میں اقبال نے آزاد اور محکوم کی زندگی کا مقابلہ کیا ہے اور کہا ہے کہ آزاد شخص کا ایک لمحہ محکوم کے ایک سال کے برابر ہوتا ہے ۔ آزاد ایک لمحہ میں وہ کچھ کر گزرتا ہے جو غلام سالوں میں نہیں کر پاتا ۔ غلاموں کی زندگی کے سال بڑے سست رفتار ہوتے ہیں ۔ یہ سست رفتاری زمانے کے اعتبار سے نہیں عمل کے اعتبار سے ہوتی ہے ۔

آزاد کا ہر لحظہ پیامِ ابدیت
محکوم کا ہر لحظہ نئی مرگِ مفاجات

معانی: لحظہ: لمحہ ۔پیام ابدیت: ہمیشگی کا پیغام ۔ مرگ مفاجات: ناگہانی موت ۔

مطلب: آزاد کے ایک ایک لمحہ میں ہمیشگی کا پیغام ہوتا ہے اور غلام کا ایک ایک لمحہ ناگہانی موت ہوتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ آزاد قوم کا آزاد شخص ایک ایک لمحہ میں وہ عملی اور یادگار کام کرتا ہے جس سے وہ خود بھی بنتا ہے اور اس کی قوم بھی بنتی ہے ۔ لیکن غلام قوم کا شخص غلامی کی وجہ سے ذلت کی زندگی بسر کرتا ہے ۔ عمل سے خالی ہوتا ہے اور اس کا ایک ایک لمحہ زندگی نہیں موت ہوتا ہے ۔ وہ اپنے آقاؤں کی خواہش پر جیتا ہے اور اپنی خودی اور معرفت کھو بیٹھتا ہے ۔

آزاد کا اندیشہ حقیقت سے منور
محکوم کا اندیشہ گرفتارِ خرافات

معانی: اندیشہ: فکر، فلسفہ، عقل ۔ حقیقت: صحیح اور اصل بات ۔ منور: روشن ۔ گرفتارِ خرافات: فضول باتوں میں جکڑا ہوا ۔
مطلب: آزاد شخص کا فکر، اس کا فلسفہ اور اس کی عقل اصل اور صحیح باتوں سے روشن ہوتی ہے جب کہ غلام کا فکر و فلسفہ اور خیال فضول باتوں میں لگا رہتا ہے ۔

محکوم کو پیروں کی کرامات کا سودا
ہے بندۂ آزاد خود اک زندہ کرامات

معانی: کرامات: مافوق الفطرت باتیں ۔ پیر: روحانی پیشوا ۔ سودا: لگن، جنوں ۔
مطلب: غلام چونکہ عملاً بے کار ہو چکا ہوتا ہے اس لیے وہ روحانی رہنماؤں کی طرف سے کسی فوق الفطرت یا عادت کے خلاف اور قانون فطرت سے ہٹ کر کسی کام کے ہونے کی لگن رکھے ہوئے ہوتا ہے کہ شاید غائب سے کوئی ایسی بات ہو جائے جو اس کی کامیابی کی ضمانت ہو یعنی وہ فضول بنیادوں پر اپنی ترقی اور زندگی کی عمارت تعمیر کر سکتا ہے جب کہ آزاد شخص کا ایک ایک لمحہ خود کرامت ہوتا ہے ۔ وہ ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیتا ہے کہ اسے فوق الفطرت سہاروں کی ضرورت نہیں رہتی ۔

محکوم کے حق میں ہے یہی تربیت اچھی
موسیقی و صورت گری و علمِ نباتات

معانی: تربیت: پرورش، اصلاح ۔ محکوم: غلام ۔ موسیقی: گانا بجانا ۔ صورت گری: تصویر کشی، مصوری ۔ علم نباتات: نباتات کی چیزوں کا علم ۔
مطلب: غلام قوموں کے مدرسوں میں حاکم قومیں ایسا نصاب راءج کرتی ہیں جس سے وہ حقیقی علم حاصل نہ کر سکیں اور آزادی کی لذت سے بھی محروم کر دی جائیں ان کے لیے گانا بجانا، تصویریں بنانا اور نباتات قسم کے علوم سے واقفیت حاصل کروانا ہی ان کی تربیت کے لیے کافی سمجھا جاتا ہے ۔ آزاد قوموں کے نصاب میں وہ علوم ہوتے ہیں جو ان کو ترقی سے آشنا کریں ۔ غلام قوموں کو وہ علوم پڑھائے جاتے ہیں جن سے ان میں زوال پذیری کی صورتیں پیدا ہوں ۔

تربیت

زندگی کچھ اور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے
زندگی سوزِ جگر ہے ، علم ہے سوزِ دماغ

معانی: تربیت: پرورش، اصلاح ۔ شے: چیز۔ سوزِ جگر: جگر کا جلانا ۔ سوزِ دماغ: دماغ کا جلانا ۔
مطلب: اقبال اس نظم میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب تک آدمی کی تربیت (اصلاح) نہ ہو علم بے کار ہے ۔ اصل زندگی تربیت مانگتی ہے ۔ صرف علم فائدہ نہیں ہے ۔ اس لیے شاعر کہتا ہے کہ زندگی اور علم دو الگ الگ چیزیں ہیں ۔ زندگی خون جگر پینے یا جگر کی تپش کا نام ہے ۔ عشق سے آشنا ہونے کا نام ہے جب کہ علم صرف دماغ کو جلاتا ہے ۔ اس میں صرف دماغ خرچ ہوتا ہے ۔ اس سے زندگی کی اصل حقیقت ہاتھ نہیں آتی ۔ وہ علم جو آدمی کی انسانی اور روحانی پرورش نہیں کرتا بے کار ہے ۔

علم میں دولت بھی ہے، قدرت بھی ہے، لذت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ

معانی: قدرت: طاقت ۔ لذت: مزا ۔ سراغ: تلاش ۔
مطلب: علم میں دولت حاصل کرنے، اشیا پر قابو پانے کی طاقت پیدا کرنے اور کئی قسم کی دماغی اور جسمانی ذائقوں اور لذتوں کے وصف موجود ہیں لیکن اس میں بڑی کمی یہ ہے کہ اس کے ذریعے پڑھنے والے کو اپنا پتہ نہیں ملتا کہ میں کون ہوں اور کیوں ہوں یعنی وہ خود سے بے گانہ رہتا ہے ۔

اہلِ دانش عام ہیں ،کم یاب ہیں اہلِ نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ

معانی: اہل دانش: دانا، فکر والے، علم والے ۔ کم یاب: کم ملتے ہیں ۔ اہل نظر: نظر رکھنے والے، مشاہدہ ذات کرنے والے ۔ ایاغ: پیالہ ۔

مطلب: علم والے تو عام ملتے ہیں ۔ اے مخاطب اگر تو علم کے بجائے اہل نظر کی صحبت اختیار کرتا تو تیری زندگی کا پیالہ زندگی کی حقیقت کی شراب سے خالی نہ رہتا ۔ تجھے بھی اپنا اور اپنی زندگی کا بھی پتہ مل جاتا اور تو آدمی نما حیوان نہ رہتا ۔

شیخِ مکتب کے طریقوں سے کشادِ دل کہاں
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ

معانی: شیخ مکتب: استاد ۔ کشاد دل: دل کا کھلنا ۔ کبریت: دیا سلائی ۔ چراغ: دیا ۔

مطلب: آج کل کے مدرسوں میں استاد جو کچھ پڑھاتے ہیں ان کے طریقہ تعلیم سے طالب علم کا دل کیسے کشادگی حاصل کر سکتا ہے یعنی نہیں حل کر سکتا اس سے دل زندہ نہیں ہوتا ہے، مر جاتا ہے اور جب دل مر جاتا ہے تو آدمی آدمی نہیں رہتا حیوان بن جاتا ہے ۔ کیا دیا سلائی سے بجلی کا چراغ روشن کیا جا سکتا ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ اسی طرح موجودہ طریقہ تعلیم سے جو انگریزی حکومت نے ایک خاص مقصد کے لیے راءج کیا تھا دماغ تو روشن ہو جاتا ہے لیکن دل تاریکی میں ڈوب جاتا ہے ۔ علم کا اصل مقصد طالب علم کی روحانی اور انسانی تربیت ہے جو موجودہ دور کے مدارس اور مدرس پورا نہیں کر رہے ۔

خوب و زشت

ستارگانِ فضا ہائے نیلگوں کی طرح
تخیلات بھی ہیں تابعِ طلوع و غروب

معانی: ستارگانِ فضا ہائے نیلگوں: نیلے آسمان کی فضا کے ستارے ۔ تخیلات: خیالات ۔ تابع طلوع غروب: نکلنے اور چھپنے کے ماتحت ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال نے انسان کے خیالات کی بات کی ہے اور کہا ہے کہ جس طرح نیلے آسمان کی فضاؤں میں ستارے کبھی نکلتے ہیں اور ڈوبتے رہتے ہیں ۔ خیالات بھی ستاروں کی مانند یعنی کبھی ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی چھپ جاتے ہیں ۔

جہانِ خودی کا بھی ہے صاحبِ فراز و نشیب
یہاں بھی معرکہ آرا ہے خوب سے ناخوب

معانی: صاحبِ فراز و نشیب: بلندی اور پستی کا مالک ۔ معرکہ آرا: جنگ یا تصادم میں مصروف ۔ خوب: اچھائی ۔ ناخوب: برائی ۔
مطلب: جس طرح ہماری خارجی دنیا میں بلندی اور پستی دونوں موجود ہیں اور ان میں تصادم رہتا ہے ۔ کبھی خوبی برائی اور کبھی برائی خوبی پر فتح یاب ہوتی ہے ۔ اسی طرح ہماری داخلی دنیا یعنی خودی کی دنیا میں بھی اچھائی اور برائی میں جنگ برپا رہتی ہے اور دونوں ایک دوسرے پر فتح یاب ہونے کی کوشش کرتے رہتے ہیں ۔

نمود جس کی فرازِ خودی سے ہو، وہ جمیل
جو ہو نشیب میں پیدا، قبیح و نامحبوب

معانی: نمود: ظہور ۔ فراز خودی: خودی کی بلندی ۔ جمیل: حسین ۔ نشیب: پستی ۔ قبیح : بری ۔ نامحبوب: غیر پسندیدہ ۔

مطلب: پہلے دو شعروں میں اقبال نے انسانی خیالات کی طرح انسانی خودی (خود شناسی) کے بلند اور پست یا اچھے اور برے ہونے کی جو بات کی ہے تیسرے شعر میں اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے اقبال یہ کہتا ہے کہ جس خیال کی اور جس چیز کا خودی کی بلندی سے ظہور ہو وہ خیال اور وہ شے حسین ہے اور جو خیال اور جو شے خودی کی پستی سے وجود میں آئے وہ بات، وہ خیال اور وہ شے بری بھی ہے اور ناپسندیدہ بھی ہے

مرگِ خودی

خودی کی موت سے مغرب کا اندروں بے نور
خودی کی موت سے مشرق ہے مبتلائے جذام

معانی: مرگ خودی: خودی کی موت ۔ خودی: بمعنی خود معرفتی، اپنی پہچان ۔

مطلب: اس پوری نظم میں اقبال نے خودی کی موت کا یا نہ ہونے کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے نہ ہونے سے اہل مغرب کے باطن میں اندھیرا ہے اور مشرق والے بھی اس کے نہ ہونے سے خیالی اور اعمالی سے کوڑھ جیسے مرض میں مبتلا ہیں جو بڑا مہلک ہے ۔

خودی کی موت سے روحِ عرب ہے بے تب و تاب
بدن عراق و عجم کا ہے بے عروق و عظام

معانی: بے تب و تاب: بغیر تپش اور تڑپ کے ۔ عراق و عجم: یعنی عراق اور ایران ۔ عروق: عرق کی جمع یعنی رگیں ۔ عظام: عظم کی جمع یعنی ہڈیاں ۔

مطلب: خودی کے نہ ہونے یا اس کے مرجانے کے نتیجے میں میں نے اہل عرب کو دیکھا ہے کہ ان کی جان میں نہ حرارت ہے اور نہ تڑپ ہے ۔ میں نے عراق اور ایران کے جسموں کو بھی دیکھا ہے یعنی ان ملکوں کے لوگوں کو بھی دیکھا ہے ان میں نہ رگیں ہیں اور نہ ہڈیاں ہیں اور جس جسم میں نہ رگیں ہوں اور نہ ہڈیاں ہوں وہ بیکار یا مردہ جسم ہوتا ہے ۔

خودی کی موت سے ہندی شکستہ بال و پر
قفس ہوا ہے حلال اور آشیانہ حرام

معانی: شکستہ بال: ٹوٹے ہوئے بازو یا پر ۔ قفس: پنجرہ ۔ آشیانہ: گھونسلہ ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ اقبال نے اس ہندوستان کی بات کی ہے جو انگریز کا غلام تھا اور کہا ہے کہ اس ملک کے رہنے والے ان پرندوں کی طرح ہیں جن کے پر اور بازو ٹوٹ چکے ہوں اور وہ پنجرے میں رہنے کو تو جائز اور پسندیدہ سمجھتے ہوں لیکن اپنے گھونسلے میں رہنے کو حرام یا برا جانتے ہوں ۔ مراد یہ ہے کہ اہل ہند اپنی غلامی پر رضا مند ہیں اور آزادی کے لیے کوشش نہیں کر رہے ۔

خودی کی موت سے پیرِ حرم ہوا مجبور
کہ بیچ کھائے مسلماں کا جامۂ احرام

معانی: پیر حرم: حرم کا پیر یعنی مسلمانوں کا پیشوا ۔ جامہ احرام: حاجیوں کے جسم پر لباس ۔

مطلب: خودی کی موت کا ایک نتیجہ یہ بھی سامنے آیا ہے کہ مسلمانوں کے پیشوا اور دینی رہنما حاجیوں کے جسم پر پہنا ہوا احرام تک بیچ کھانے پر مجبور ہیں یعنی وہ اپنے مفاد، اپنی غرض اور اپنی شکم پروری کے لیے دین تک کو بیچ رہے ہیں ۔ اگر وہ خودی یعنی خود شناسی سے آشنا ہوتے تو ایسا کبھی نہ کرتے اور غریبی میں بھی امیری کے مزے لیتے ۔

مہمانِ عزیز

پر ہے افکار سے ان مدرسہ والوں کا ضمیر
خوب و ناخوب کی اس دور میں ہے کس کو تمیز

معانی: افکار: فکر کی جمع، خیالات ۔ پر ہے: بھرا ہوا ہے ۔ ضمیر: دل، ذہنیت ۔ خوب و ناخوب: اچھا اور برا ۔
مطلب: علامہ نے اس شعر میں ان مدرسوں کی بات کی ہے جو انگریزی نظام تعلیم و نصاب راءج کیے ہوئے ہیں جن میں طالب علم مغرب کی تہذیب و تمدن کا شکار ہو کر اپنی معرفت بھول چکا ہے ۔ علامہ کہتے ہیں کہ ان مدرسوں میں جو طالب علم پڑھتے ہیں اور استاد پڑھاتے ہیں سب کے دل عقلی باتوں اور فلسفیانہ موشگافیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور عشق سے خالی ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانے کی تعلیم اچھائی اور برائی میں فرق روا نہیں رکھتی بلکہ یہاں تک ہے کہ ناخوب کو انھوں نے خوب بنا رکھا ہے ۔

چاہیے خانہَ دل کی کوئی منزل خالی
شاید آ جائے کہیں سے کوئی مہمانِ عزیز

معانی: مہمان عزیز: پیارا مہمان ۔ خانہ دل: دل کا گھر ۔
مطلب: اس شعر میں علامہ ان لوگوں کو جن کی بات انھوں نے پہلے شعر میں کی ہے وہ مشورہ دے رہے ہیں کہ تم اپنے پورے دل کو مغرب کی تہذیب و ثقافت کے خیالات سے نہ بھر لینا بلکہ اپنے دل کے گھر کا کوئی کونہ ان سے خالی ضرور رکھنا کہ شاید کہیں سے کوئی پیارا مہمان آ کر اس میں بس جائے ۔ مراد یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی گنجائش ضرور رکھنا کہ تم بھولے ہوئے دین کو یاد کر سکو اور اس طرح مغرب کے خیالات سے آزاد ہو سکو۔ اگر پورا دل ہی مغربی افکار میں ڈوب گیا تو پھر اپنے دین اور اپنے دینی افکار و خیالات کی طرف آنا ناممکن ہو گا ۔

عصرِ حاضر

پختہ افکار کہاں ڈھونڈنے جائے کوئی
اس زمانے کی ہوا رکھتی ہے ہر چیز کو خام

معانی: پختہ افکار: پکے اور صحیح خیالات ۔ خام: کچا ۔
مطلب: زمانہ جدید جو کاملاً مغربی تہذیب و تمدن اور افکار و خیالات میں غرق ہو چکا ہے اسکی بات کرتے ہوئے علامہ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں پکے اور صحیح خیالات ڈھونڈنے ہم کہاں جائیں کیونکہ اس زمانے کی ہوا ہی ایسی ہے جس نے ہر پختہ چیز کو خام بنا رکھا ہے ۔

مدرسہ عقل کو آزاد تو کرتا ہے مگر
چھوڑ جاتا ہے خیالات کو بے ربط و نظام

معانی: بے ربط نظام: بغیر کسی ترتیب اور تنظیم کے ۔
مطلب: اس شعر میں علامہ نے انگریزی تہذیب و تمدن کے تحت قائم ہونے والے مدرسوں کی خرابی کا ذکر کیا ہے کہ ان مدرسوں میں جو تعلیم دی جاتی ہے اور جو نصاب پڑھائے جاتے ہیں ان سے طالب علموں کی عقل آزاد ہو جاتی ہے یعنی وہ مادر پدر آزاد عقل کے مالک بن جاتے ہیں ۔ اور پختہ اور اچھی باتوں کو ماننے کے بجائے ان میں مین میخ نکالتے رہتے ہیں ۔ وہ جذبہ اور عشق جن کی وجہ سے کبھی ایک طالب علم کے ذہن میں خیالات و افکار کی تنظیم اور تربیت رہتی تھی اب اس سے وہ بالکل ناآشنا ہو جاتا ہے اور نتیجتاً قوم کے نوجوان انتشار خیالات اور آوارگی کردار کے مالک بن جاتے ہیں ۔

مردہ لادینیِ افکار سے افرنگ میں عشق
عقل بے ربطیِ افکار سے مشرق میں غلام

معانی: لادینی افکار: خیالات کا بے دین ہونا ۔ بے ربطی افکار: خیالات میں ترتیب و تنظیم نہ ہونا ۔ افرنگ: اہل مغرب ۔

مطلب: اہل مغرب میں ان کے خیالات کی بے دینی کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ وہ دین سے الگ ہو گئے ہیں اور ان میں عشق کی روح مر گئی ہے ۔ دوسری طرف اگر ہم اہل مشرق کو دیکھیں تو ان میں خیالات کی بے ترتیبی اور بے نظمی کی وجہ سے عشق تو ختم ہوا ہی تھا عقل بھی اہل مغرب کی غلام بن کر رہ گئی ہے اور وہ وہی کچھ کہتے اور وہی کچھ سوچتے ہیں جو مغرب والے کہتے اور سوچتے ہیں ۔

طالبِ علم

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

معانی: اضطراب: بے قراری، طوفان ۔ بحر: سمندر ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ نے دورِ جدید کے مدرسوں میں پڑھنے والے ان طالب علموں کو جو اہل مغرب کے افکار و خیالات اور ان کی تہذیب و ثقافت کا شکار ہو چکے ہیں کہا ہے کہ تم ایک ایسے سمندر کی مانند ہو جس کی لہروں میں کوئی تڑپ اور بے قراری نظر نہیں آتی ۔ میری دعا ہے کہ خدا تمہاری زندگی کے سمندر کو کسی طوفان سے آشنا کر دے یعنی تمہارے اندر صحیح زندگی، انسانیت اور صحیح مسلمانی کا جذبہ اس حد تک پیدا ہو جائے جیسا کہ سمندر میں طوفان ہوتا ہے

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے، مگر صاحبِ کتاب نہیں

معانی: فراغ: فرصت ۔ کتاب خواں: کتاب پڑھنے والا ۔ صاحب کتاب: کتاب کا مالک یعنی کتاب میں جو کچھ لکھا ہے اس پر عمل کرنے والا ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ جدید درسگاہوں کے طالب علم کو خطاب کرتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں کہ تجھے کتابیں پڑھنے سے فرصت نہیں اور تو کتابی کیڑا بنا ہوا ہے ۔ تو کتاب پڑھتا ضرور ہے لیکن اس میں جو کچھ لکھا ہے اس پر عمل کی تجھے توفیق نہیں ہے ۔ یہاں علامہ کی مراد ان کتابوں پر عمل کی نہیں ہے جو نصاب جدید میں موجود ہیں اور ان طالب علموں کو گمراہ کر رہی ہیں بلکہ ایسی کتابوں کی طرف اشارہ ہے جن کو پڑھ کر طالب علم صحیح انسان بن جائیں ۔ ایسی کتابیں جدید نصاب میں تو نایاب ہیں البتہ الہامی

کتاب قرآن یا اس کی روشنی لیے ہوئے دوسری کتابوں کی صورت میں موجود ہیں ۔ لیکن ان پر بھی آج کا طالب علم عمل کرنے والا نہیں ہے ۔ اسی کو اقبال نے کہا ہے کہ وہ صاحب کتاب نہیں ہے ۔

امتحان

کہا پہاڑ کی ندی نے سنگ ریزے سے
فتادگی و سرافگندگی تری معراج

معانی: سنگ ریزے: پتھروں کے ٹکڑے ۔ فتادگی: عاجزی ۔ سرافگندگی: سر جھکانا ۔ ۔ معراج: زندگی کا کمال ۔
مطلب: اس تین شعروں کی نظم میں اقبال نے پہاڑ کی ندی اور اس کے راستے میں آنے والے یا اس کے اندر موجود پتھر کے ٹکڑوں کو خطاب کیا ہے اور ندی کی زبان سے کہا ہے کہ اے میرے راستے میں آنے والے یا میری تہہ میں بیٹھے ہوئے پتھر کے ٹکڑو تم نے عاجزی کو اور سر جھانے کو اپنی زندگی کا کمال سمجھ رکھا ہے یعنی تم میں کسی قسم کی حرکت نہیں ہے جب کہ میں پہاڑ کی بلندیوں سے نیچے حرکت کرتی بہتی چلی جا رہی ہوں ۔

ترا یہ حال کہ پامال و دردمند ہے تو
مری یہ شان کہ دریا بھی ہے مرا محتاج

معانی: پامال: پاؤں میں روندنا: دردمند: رنج و غم والا ۔ محتاج: ضرورت مند ۔
مطلب: پتھر کے ٹکڑوں کو مزید خطاب کرتے ہوئے پہاڑ میں بسنے والی ندی یہ کہہ رہی ہے کہ ذرا میری شان تو دیکھو کہ میں پہاڑوں کا سینہ چیرتی ہوئی چلی جا رہی ہوں اور میری یہ قدر و قیمت ہے کہ دریا بھی اپنے پانی کے لیے مجھ پر انحصار رکھتے ہیں ۔ اگر میں نہ ہوتی تو دریاؤں میں پانی نہ ہوتا ۔ میرے مقابلے میں تمہارا یہ حال ہے کہ تم ایک جگہ پڑے ہوئے ہو ۔ تمہیں ہر کوئی پاؤں میں روندتا ہے اور اس طرح تم طرح طرح کے دکھ سہہ رہے ہو ۔ اگر تم بھی میری طرح حرکت میں ہوتے تو تمہارا کبھی یہ حال نہ ہوتا ۔

جہاں میں تو کسی دیوار سے نہ ٹکرایا
کسے خبر کہ تو ہے سنگِ خارہ یا کہ زجاج

معانی: سنگ خارہ: ایک سخت قسم کا پتھر۔ زجاج: شیشہ ۔

مطلب: اس شعر میں پہاڑ کی ندی پتھر کے ٹکڑوں سے خطاب کرتی ہوئی پھر یہ کہہ رہی ہے کہ تم تو عاجزی میں ایک جگہ پڑے ہو ئے ہو اور میری طرح تم کسی دیوار سے کبھی نہیں ٹکرائے جس کے نتیجے میں کسی کو یہ معلوم نہیں کہ تم شیشے کی طرح کوئی نازک چیز ہو یا ایک سخت پتھر کی مانند ہو۔ مخالف قوتوں سے ٹکرانے کو شاعر نے زندگی کا امتحان کہا ہے ۔ جس طرح پہاڑ کی ندی پہاڑوں کو چیرتی ہے اور ہر چیز کو بہا لے جاتی ہے یہ اس کے باحرکت ہونے کا امتحان ہے ۔ اس کے مقابلے میں پتھروں کی سرنگونی اور عاجزی اور بے حرکتی ان کا ایک ایسا امتحان ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ زندگی میں ناکام ہیں ۔

مدرسہ

عصر حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
قبض کی روح تری دے کے تجھے فکرِ معاش

معانی: مدرسہ: مراد ہے جدید طرز کا مغرب زدہ مدرسہ ۔ عصر حاضر: موجودہ زمانہ جس پر فرنگی تہذیب وتمدن کے اثرات ہیں ۔ ملک الموت: موت کا فرشتہ ۔ فکر معاش: روزی کی فکر ۔
مطلب: اقبال اس شعر میں موجود دور کی مغربِی اثرات رکھنے والی درسگاہوں کے طالب علموں خصوصاً مسلمان طالب علموں کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ موجودہ دور تمہارے لیے موت کا فرشتہ ہے جس نے تمہاری اصل دینی روح کو قبض کر کے تم پر دینی اور انسانی موت پیدا کر دی ہے اور یہ موت کیا ہے روزی کمانے کا فکر ہے ۔ زمانہ جدید کے مدارس طالب علموں کی روحانی اور انسانی تربیت کی بجائے انہیں روزی کمانے کی فکر میں لگائے ہوئے ہیں حالانکہ مقصد تعلیم کچھ اور ہے ۔

دل لرزتا ہے حریفانہ کشاکش سے ترا
زندگی موت ہے کھو دیتی ہے جب ذوقِ خراش

معانی: حریفانہ کشاکش: مقابلے کی کھینچا تانی ۔ ذوقِ خراش: تکالیف اٹھانے کا ذوق، لذت ۔
مطلب: تعلیم، دور حاضر میں طالب علم کو صرف روزی کمانے کی فکر میں لگائے رکھتی ہے اور علم کا جو اصل مقصد ہے اس سے بے گانہ رکھتی ہے ۔ اس لیے موجودہ مدرسوں میں پڑھنے والا طالب علم زندگی میں مقابلے کی کھینچا تانی سے گھبراتا ہے اور اس میں زندگی کی تکالیف اٹھانے کی کوئی سکت باقی نہیں رہتی ۔ جس کے نتیجے میں اس کی زندگی، زندگی نہیں رہتی ۔ جس کے نتیجے میں اس کی زندگی، زندگی نہیں رہتی موت بن جاتی ہے ۔ ایسی زندگی جس میں زندگی کے اصل مقاصد کے حصول کی کوئی کوشش نہیں ہوتی بلکہ صرف اتنی فکر ہوتی ہے کہ پڑھ کر کس طرح کہیں ملازمت یا روزگار مل سکتا ہے ۔

اس جنوں سے تجھے تعلیم نے بیگانہ کیا

جو یہ کہتا تھا خرد سے کہ بہانے نہ تراش

معانی: جنون: انتہائی عشق ۔ خرد: عقل ۔ بہانے تراشنا: بہانے بنانا ۔

مطلب: اے دورِ جدید کے مدرسوں کے طالب علم موجودہ تعلیم نے تجھے عشق کی انتہا سے اور جذبات کی فراوانی سے بالکل خالی کر دیا ہے ۔ وہ عشق جو کبھی عقل کو یہ کہا کرتا تھا کہ تو خواہ مخواہ کے بہانے بنا کر زندگی کی اصل حقیقت سے دور نہ ہو آج وہ جذبہ عشق تجھ میں نہیں رہا جس کی بنا پر تیری عقل نے مادر پدر آزادی حاصل کر کے تجھے اپنے آپ سے بیگانہ کر دیا ہے ۔

فیضِ فطرت نے تجھے دیدہَ شاہیں بخشا

جس میں رکھ دی ہے غلامی نے نگاہِ خفاش

معانی: فیض: نفع پہنچانے کا علم ۔ فطرت: قدرت ۔ دیدہَ شاہیں : شاہیں کی آنکھیں ۔ نگاہِ خفاش: چمگادڑ کی نظر جو رات کو دیکھتی ہے اور دن میں اندھی ہوتی ہے ۔

مطلب: قدرت نے تو اپنی نفع بخشنے والی طاقت کے ذریعے اے جدید دور کے طالب علم (خصوصاً مسلمان طالب علم) تجھے شہباز کی آنکھیں بخشی تھیں لیکن انگریز کی سیاسی غلامی اور تعلیمی و نصابی سازش نے تیری نظر کو چمگادڑ کی نظر بنا دیا ہے جس میں دن کی روشنی میں دیکھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ۔ مراد یہ ہے کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی تعلیم جدید نے تجھے اپنے دینی اور اسلامی سازوسامان سے بے گانہ کر دیا ہے اس قدر بیگانہ کہ اب تجھے اپنے اس نقصان کا احساس تک بھی نہیں ہے ۔

مدرسے نے تری آنکھوں سے چھپایا جن کو

خلوتِ کوہ و بیاباں میں وہ اسرار ہیں فاش

معانی: خلوتِ کوہ و بیاباں : پہاڑوں اور جنگلوں کی تنہائی ۔ اسرار: سر کی جمع، بھید ۔ فاش: کھلے ۔

مطلب: اے دور حاضر کے طالب علم جو بھید قدرت نے پہاڑوں اور جنگلوں کی تنہائیوں میں کھول رکھے ہیں تیرے جدید مدرسے نے ان کو تیری آنکھوں سے چھپا رکھا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ تعلیم حاضر نے طالب علموں کو قدرت اور فطرت اور ان کے تقاضوں سے بہت دور کر دیا ہے ۔

حکیم نطشہ

حریفِ نکتۂ توحید ہو سکا نہ حکیم
نگاہ چاہیے اسرارِ لا الٰہ کے لیے

معانی: حکیم نطشہ: ایک جرمن فلاسفر کا نام ہے جس کا اقبال نے اپنی شاعری میں کئی جگہ ذکر کیا ہے ۔ وہ خدا کا منکر تھا اور جرمن قوم کو سب قوموں سے برتر سمجھتا تھا ۔ اس نے فوق البشر کا جو تصور دیا تھا وہ صرف یہ تھا کہ جرمنی کے باشندے سارے انسانوں سے افضل ہیں اور ظاہر ہے یہ نظریہ اسلامی کے خلاف ہے اور وہ برتری بھی آدمی کے جسمانی طور پر برتری کو سمجھتا تھا ۔ چاہے وہ روح سے بیزار ہی کیوں نہ ہو ۔ نکتہ توحید: خدا کے ایک ہونے کی باریک بات ۔ حریف: مدمقابل ۔ حکیم: فلسفی ۔ اسرار لا الہ: کلمہ توحید کے بھید ۔

معانی: اقبال کہتے ہیں کہ نطشے فلسفی ضرور تھا لیکن توحید کے باریک نکتے کا مدمقابل نہ بن سکا یعنی توحید کے اصل راز کو نہ پا سکا اور اس راز کو نہ پا سکنے کی وجہ علامہ نے یہ بتائی ہے کہ کلمہ توحید کے بھید سے واقف ہونے کے لیے مومنانہ نگاہ چاہیے ۔ اس کے لیے عاشقانہ نظر درکار ہے نہ کہ فلسفیانہ نگاہ ۔

خدنگِ سینۂ گردوں ہے اس کا فکرِ بلند
کمند اس کا تخیل ہے مہر و مہ کے لیے

معانی: خدنگ: تیر ۔ سینہ گردوں: آسمان کا سینہ ۔ کمند: رسی کا وہ پھندا جو کسی چیز کو پھنسانے کے لیے بلندی پر پھینکا جاتا ہے ۔ مہر و ماہ: سورج اور چاند ۔ تخیل: خیال ۔

مطلب: نطشے کا فکر اتنا بلند ہے کہ اگر وہ اس فکر کا تیر آسمان کے سینے پر چلائے تو وہ بھی چھلنی ہو جائے اور اس کے خیال کی کمند

ایسی ہے کہ اگر وہ سورج اور چاند پر بھی پھینکے تو انہیں بھی اس میں پھنسا لے ۔ مراد یہ ہے کہ وہ اپنے وقت کا بہت بڑا فلسفی ہے ۔

اگرچہ پاک ہے طینت میں راہبی اس کی
ترس رہی ہے مگر لذتِ گنہ کے لیے

معانی: طینت: سرشت ۔ فطرت: راہبی: ترک دنیا کرنا ۔

مطلب: نطشے ایک ایسا شخص تھا جو دنیا سے اور اس کے علائق سے الگ تھا ۔ اس لحاظ سے اس کی سرشت پاک تھی لیکن ساتھ ہی اس کے خیالات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ترک دنیا کے باوجود وہ اپنے گنہ کی خواہشات پر قابو نہ پا سکا اور اس کا خوف لوگوں کے دلوں میں بھی پیدا نہ کر سکا ۔ وجہ اس کی صرف یہ تھی کہ وہ توحید کے صحیح راز کو نہیں پا سکا تھا اور خدا اور اس کا خوف لوگوں کے دلوں میں پیدا نہ کر سکا ۔ وہ آدمی کی جسمانی طاقتوں کی فوقیت کا قائل تھا ۔ چاہے روح مر جائے ۔

اساتذہ

مقصد ہو اگر تربیتِ لعل بدخشاں

بے سود ہے بھٹکے ہوئے خورشید کا پرتو

معانی: اساتذہ: استاد کی جمع ۔ لعل بدخشاں : بدخشاں کا ایک قیمتی پتھر، بدخشاں ایک خطے کا نام ہے جو وسطی ایشیا میں واقع ہے ۔
بے سود: بے فائدہ ۔ خورشید: سورج ۔ پرتو: سایہ، روشنی ۔
مطلب: اگر سورج بھٹک جائے یعنی اپنی روشنی کا صحیح عکس نہ ڈال سکے تو بدخشاں کے لعل کی تربیت بھی وہ نہیں کر سکتا ۔ مراد یہ ہے کہ اگر استاد طالب علموں کو علم کی صحیح اور سچی روشنی نہ دے تو قیمتی سے قیمتی اور لائق سے لائق طالب علم بھی راہ راست سے بھٹک جائے گا جیسا کہ آج کل کے مدرسوں میں بھٹکے ہوئے طالب علم نظر آتے ہیں ۔ اس کا سبب جہاں تعلیم کی خرابی ہے وہاں اساتذہ کی خرابی بھی ہے ۔

دنیا ہے روایات کے پھندوں میں گرفتار

کیا مدرسہ ، کیا مدرسہ والوں کی تگ و دَو

معانی: روایات: روایت کی جمع یعنی ایسی باتیں جو قدیم سے چلی آ رہی ہوں ۔ تگ و دو: دوڑ دھوپ، کوشش ۔
مطلب: یہ زمانہ ایسا ہے کہ ساری دنیا روایات کے پھندوں میں گرفتار ہے اور اس میں مدرسہ ، مدرسے والے اور ان کی دوڑ دھوپ بھی شامل ہے اس لیے تعلیم کا صحیح نتیجہ برآمد ہونے کی کوئی امید نہیں ۔

کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت

وہ کہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیرو

معانی: امامت: رہنمائی، رہبری ۔ کہنہ دماغ: پرانے دماغ والے ۔ پیرو: تابع ۔

مطلب: جن اساتذہ میں یہ صلاحیت ہو سکتی تھی کہ وہ اپنے زمانے کی رہنمائی کر سکتے تھے وہ مشاق اور قدیم دماغ رکھنے والے استاد جدید دور کے تابع ہو گئے ہیں اور طالب علموں کو صحیح راہیں دکھانے کی بجائے زمانہ حاضر کی تعلیم کے پیرو کار بنائے بیٹھے ہیں ۔

غزل

دلِ مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

معانی: مرضِ کہن : پرانی بیماری ۔ چارہ: علاج ۔

مطلب: اقبال مسلمان کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تیرے پاس زندہ دل نہیں ہے بلکہ تو مردہ دل رکھتا ہے جو سوز سے، عشق سے، یاد الہٰی سے اور خودی سے نا آشنا ہے ۔ اگر تو دنیا میں دوبارہ ابھرنا چاہتا ہے تو اپنے اس مردہ دل کو عشق کی حرارت سے، اللہ کی یاد سے، اور خود معرفتی سے زندہ کر کیونکہ میرے نزدیک مردہ اقوام کے پرانے امراض کا اس سے بڑھ کر کوئی علاج نہیں ہے ۔

ترا بحر پر سکوں ہے! یہ سکوں ہے یا فسوں ہے
نہ نہنگ ہے ، نہ طوفاں ، نہ خرابیِ کنارہ

معانی: بحر پر سکوں : خاموش سمندر ۔ فسوں : جادو ۔ نہنگ: مگر مچھ ۔

مطلب: اقبال یہاں مسلمان کو یہ کہہ رہے ہیں کہ تیرے دل کی یا زندگی کے سمندر میں مجھے کوئی طوفان نظر نہیں آتا ۔ نہ ہی اس میں مگرمچھ جیسے خطرناک جانور دکھائی دیتے ہیں اور نہ ہی اس کے ساحلی کناروں پر کوئی ٹوٹ پھوٹ دکھائی دیتی ہے ۔ تیرے سمندر کی یہ بے طوفانی اور آرام کی جو صورت ہے کیا یہ اس لیے ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر رکھا ہے مراد یہ ہے کہ زندگی مخالف قوتوں سے تصادم اور خطرات سے کھیلنے کا نام ہے ۔ لیکن اے مسلمان تیری زندگی تو سراسر سکوں کی زندگی ہے اس لیے تو اقوام میں پیچھے ہے اور غلامی پر مطمئن ہے ۔

تو ضمیرِ آسماں سے ابھی آشنا نہیں ہے
نہیں بے قرار کرتا تجھے غمزہَ ستارہ

معانی: ضمیرِ آسماں: آسمان یا زمانے کا مزاج ۔ آشنا: واقف ۔ غمزۂ ستارہ: ستارے کا اشارہ ۔
مطلب: اے مسلمان معلوم ہوتا ہے کہ تو ابھی آسمان کے دل یا فطرت میں جو کچھ ہے اس سے بالکل ناواقف ہے اور میں اس بات پر حیران ہوں کہ تجھے ستاروں کے ناز نخرے کیوں بے قرار نہیں کرتے ۔ آسمان صرف ان افراد اور اقوام کو زندہ رہنے کا حق دیتا ہے جو اپنے اندر عمل کی قوت رکھتے ہیں میں حیران ہوں کہ تو فطرت کے اس اصول کو کیوں نہیں سمجھ رہا اور غلامی پر کیوں رضا مند ہے ۔

ترے نیستاں میں ڈالا مرے نغمۂ سحر نے
مری خاکِ پے سپر میں جو نہاں تھا اک شرارہ

معانی: نیستاں: بانسوں کا جنگل ۔ نغمۂ سحر: صبح کا گیت ۔ مری خاک پے سپر: پامال شدہ مٹی یعنی میری عاجز ذات ۔ شرارہ: چنگاری ۔
مطلب: راستے میں میرے پاؤں سے اڑنے والی مٹی میں جو ایک چنگاری چھپی ہوئی تھی اس نے میرے صبح کے نغمہ میں شامل ہو کر تیرے سرکنڈوں کے جنگل میں آگ لگا دی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ میری آہ سحر گاہی نے یعنی میری شاعری نے اے مسلمان تیرے اندر تڑپ پیدا کر دی ہے ۔ یعنی آزادی کا جذبہ پیدا کر دیا ہے ۔

نظر آئے گا اسی کو یہ جہانِ دوش و فردا
جسے آگئی میسر مری شوخیِ نظارہ

معانی: دوش و فردا: گزشتہ اور آنے والا کل ۔ شوخیِ نظارہ: دیکھنے کی شوخی ۔
مطلب: جس شخص کو میری طرح نظاروں کو شوخی سے دیکھنے کا فن آتا ہو اسے ہی اس جہان کی جو گزرے ہوئے کل اور آنے والے کل کے اجزا پر مشتمل ہے حقیقت نظر آئے گی ۔ حقیقت جہان کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ شوخ نظر پیدا کی جائے اور یہ شوخ نظری قلندری اور درویشی سے ہاتھ آتی ہے ۔

دین و تعلیم

مجھ کو معلوم ہیں پیرانِ حرم کے انداز
ہو نہ اخلاص تو دعوائے نظر لاف و گزاف

معانی: پیرانِ حرم: کعبے کے پیر یعنی دین کے علما ۔ انداز: طریقے ۔ اخلاص: خلوص ۔ دعویٰ ۔ دعویٰ نظر: یہ دعویٰ کرنا کہ میں نظر رکھتا ہوں ۔ لاف وگراف: فضول باتیں ، شیخی اور گپ شپ کی باتیں ۔
مطلب: موجودہ دور کے پیشہ ور اور دین فروش علمائے دین کے متعلق علامہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی زندگی اور ان کے کردار کے طور طریقے دیکھے ہیں یوں تو وہ اپنے خلوص کا اور معاملات پر صحیح نظر رکھنے کا بڑا دعویٰ کرتے ہیں ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ دعویٰ فضول اور شیخی کی باتوں کے سوا کچھ نہیں اور یہ ان کے عمل اور کردار سے صاف ظاہر ہے ۔

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروّت کے خلاف

معانی: اہل کلیسا: کلیسا والے یعنی عیسائی، مراد یہاں مغربی اقوام جو عیسائی مذہب رکھتی ہیں ۔ دین :اسلام ۔ مروت: حسن اخلاق ۔
مطلب: مغرب والوں نے جن کا تعلق عیسائی مذہب سے ہے مدرسوں میں ایسا تعلیمی نظام راءج کیا ہے اور ایسی کتابیں نصاب میں داخل کی ہیں کہ جن کو پڑھ کر مسلمان طالب علم اپنے مذہب اسلام سے بھی بے گانہ ہو جائیں اور اسلام حسن اخلاق کی جو تعلیم دیتا ہے اس سے بھی وہ محروم ہو جائیں ۔ برصغیر میں تعلیمی نظام نافذ کرتے ہوئے انگریز مدبروں نے یہ بات ذہن میں رکھی تھی کہ اس کے ذریعے اگر مسلمان عیسائی نہیں ہو گا تو کم از کم مسلمان بھی نہیں رہے گا اور ایک صدی کا تعلیمی تجربہ ہمیں بتا رہا ہے کہ ان کی یہ بات سچی تھی اور آج کا تعلیم یافتہ نوجوان مسلمان اپنے دین اور حسن اخلاق دونوں سے بے بہرہ ہو چکا ہے ۔

اس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف

معانی: محکومی: غلامی ۔ مظلومی: بے چارگی ۔ خودی سے انصاف نہ کرنا: خودمعرفتی اور خود شناسی یا اپنی خودی سے واقف نہ رہے
مطلب: جو قوم دوسروں کی مرضی کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی نیت کر لے وہ قوم نہ ابھر سکتی ہے نہ آزاد ہو سکتی ہے ۔ تقدیر نے ایسی قوم کے لیے غلامی اور بے چارگی لکھ دی ہے ۔

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

معانی: فطرت: قدرت ۔ افراد: فرد کی جمع ، اشخاص ۔ اغماض کرنا: چشم پوشی کرنا، دھیان نہ دینا: نظرانداز کرنا ۔ ملت: قوم، جماعت ۔
مطلب: اصول قدرت یہ ہے کہ اگر کسی قوم کے اشخاص میں سے انفرادی طور پر کوئی خطا کر بیٹھے تو قدرت اس کی خطا کو نظرانداز بھی کر سکتی ہے لیکن اگر پوری قوم کوئی خطا کر بیٹھے تو اس کی معافی نہیں ملتی اس کی سزا ضرور ملتی ہے ۔

جاوید کے نام (1

غارت گرِ دیں ہے یہ زمانہ
ہے اس کی نہاد کافرانہ

معانی: غارت گر دین: دین کو تباہ کرنے والا ۔ یہ زمانہ: عہد حاضر ۔ نہاد: سرشت، فطرت ۔

مطلب: علامہ اقبال کہہ رہے ہیں کہ عصر حاضر کی چمک دمک اور فریب میں نہ آجانا ۔ بظاہر یہ دور بڑا ترقی یافتہ اور تہذیب وتمدن کا دور نظر آتا ہے لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے ۔ اہل مغرب کی سازش اور غلط روش کی وجہ سے یہ دور دین اسلام کو برباد کرنے والا دور ہے ۔ اور اس کی سرشت اور جبلت میں بے دینی کے عنصر کے سوا اور کچھ نہیں ہے اس لیے اس کے اثرات سے بچنا ضروری ہے ۔

دربارِ شہنشہی سے خوشتر
مردانِ خدا کا آستانہ

معانی: دربارِ شہنشہی: بادشاہوں کی سرکار ۔ خوشتر: بہتر، زیادہ اچھا ۔ مردان خدا: اللہ کے پسندیدہ بندے ۔ آستانہ : چوکھٹ ۔

مطلب: بادشاہوں کے درباروں اور ان کی سرکار میں حاضری سے یہ بہتر ہے کہ اللہ کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندوں کی چوکھٹ پر حاضری دی جائے ۔

لیکن یہ دورِ ساحری ہے
انداز ہیں سب کے جادوانہ

معانی: ساحری: جادوگری ۔ جادوانہ: جادو بھرا انداز، طریقہ ۔ دور: زمانہ ۔
مطلب: لیکن دور حاضر جادوگری کا دور ہے اور اس کے سارے طور طریقے جادو جیسے ہیں ۔ جس طرح جادو کرنے والا خیالات اور نظروں کو باندھ کر نقل چیزوں کو اصل بنا کر پیش کرتا ہے اور ان چیزوں کو جن کا وجود نہیں ہوتا ان کو وجود دے کر سامنے لاتا ہے ۔ اسی طرح عہد حاضر بھی غلط چیزوں کو صحیح بنا کر پیش کر رہا ہے اور اس کی یہ جادوگری اور دھوکا دہی ہمیں نقل کو اصل سمجھنے پر مجبور کر رہی ہے ۔

سرچشمہ زندگی ہوا خشک
باقی ہے کہاں مئے شبانہ

معانی: سرچشمہ زندگی: زندگی کا منبع یا زندگی کے سوتے ۔ مئے شبانہ: رات کی شراب ۔
مطلب: اس دور میں اہل مغرب کی جادوگری کی وجہ سے ایسی ہوا چلی ہے یا ایسے اسباب پیدا ہوئے ہیں کہ جن کی وجہ سے دریائے زندگی کے سوتے خشک ہو گئے ہیں اور رات کی وہ شراب جو ہمارے آباء و اجداد اور ہمارے گزرے ہوئے بزرگ ہمیں پلاتے تھے یعنی صحیح علم اور معرفت کی شراب اب کہیں نظر نہیں آتی ۔

خالی ان سے ہوا دبستان
تھی جن کی نگاہ تازیانہ

معانی: دبستان: مدرسہ ۔ تازیانہ: کوڑا ۔ نگاہ: نظر ۔
مطلب: جدید دور کے مدرسے ان استادوں اور بزرگوں سے خالی ہو چکے جن کی نگاہ اپنے طالب علموں کو راہ راست پر رکھنے کے لیے کوڑے کا کام دیتی تھی اور وہ اپنی نظر اور صحبت سے ان کی صحیح تربیت کرتے تھے ۔

جس گھر کا مگر چراغ ہے تو
ہے اس کا مذاق، عارفانہ

معانی: مذاق: شوق ۔ عارفانہ: معرفت والا ۔

مطلب: اس شعر میں جاوید کو خاص طور پر خطاب کیا گیا ہے اور کہا ہے کہ جس گھر کا تو چراغ ہے یعنی جس خاندان کا تو بیٹا ہے اس خاندان کا ذوق اور مزاج ہمیشہ سے معرفت پسند اور صوفیانہ رہا ہے ۔ تمہیں بھی چاہیے کہ اس ذوق کو اپنے اندر پیدا کرے اور زندہ رکھے ۔

جوہر میں ہو لا الٰہ تو کیا خوف
تعلیم ہو گو فرنگیانہ

معانی: جوہر: اصلیت ۔ لا الہ: کلمہ طیبہ لا الہ یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ۔ فرنگیانہ: فرنگیوں کی اہل مغرب کی ۔

مطلب: علامہ نے یہاں ایک اصولی اور بنیادی بات کہی ہے اور وہ یہ کہ اگر مسلمان کلمہ توحید پڑھ کر دل سے مسلمان بن چکا ہے اور اندر سے لا الہ کی تلوار سے شیطان کو ختم کر چکا ہے تو پھر اہل مغرب کی تعلیم حاصل کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ ایمان جو اس کی اصلیت میں ہو گا وہ اسے کھرے اور کھوٹے کی پہچان کرا دے گا اور فرنگی تعلیم سے وہی چیز حاصل کرے گا جو بحیثیت مسلمان اس کے فائدے کی ہوگی اور باقی سب کچھ رد کر دے گا ۔

شاخِ گل پر چہک و لیکن
کر اپنی خودی میں آشیانہ

معانی: آشیانہ: گھونسلہ ۔ خودی: اپنی شناخت اور معرفت ۔

مطلب: علامہ نے اس شعر میں ایک پرندے کی مثال دے کر راز کی بات سمجھائی ہے جس طرح کہ پرندہ پھولوں کی ٹہنی پر چہکتا ہے

لیکن نظر اپنے گھونسلے پر رکھتا ہے اور ادھر اُدھر پھر پھرا کر پھر اپنے آشیانے میں آجاتا ہے اسی طرح تو بھی اے مسلمان نوجوان، جہاں چاہے جا، جو چاہیے پڑھ لیکن اپنی خود شناسی اور خود معرفتی کے گھر کو نہ بھول ۔ اور اپنے دین اور اپنی روایات کو ہر وقت پیش نظر رکھ ۔

وہ بحر ہے آدمی کہ جس کا

ہر قطرہ ہے بحرِ بے کرانہ

معانی: بحر بیکرانہ: ایسا سمندر جس کا کوئی کنارہ نہ ہو ۔

مطلب: آدمی کوئی سرسری چیز نہیں ہے ۔ خاص طور پر اہل ایمان آدمی جو خدا کا نائب ہے دیکھنے میں تو وہ ایک پانی کے قطرے کی مانند یعنی محض ایک فرد نظر آتا ہے لیکن وہ قطرہ ایسا قطرہ ہے کہ اس سمندر سے بھی زیادہ وسعت رکھتا ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے ۔ اے مسلمان نوجوان تو اپنی اس اصلیت کو مت بھول ۔

دہقان اگر نہ ہو تن آساں

ہر دانہ ہے صد ہزار دانہ

معانی: دہقاں: کسان ۔ تن آساں: آرام طلب ۔ صد ہزار دانہ: سو ہزار دانہ ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ نے مسلمان نوجوان کو محنت کی قیمت سے آگاہ کیا ہے اور ایک کسان کی مثال دے کر سمجھایا ہے کہ اگر کسان آرام طلب نہ ہو اور رات دن خون پسینہ ایک کر کے محنت کرنے کا عادی نہ ہو تو وہ اس ایک دانے سے جو وہ زمین میں بوتا ہے فصل کی صورت میں سو ہزاد دانے لیتا ہے ۔ اس لیے اے نوجوان تو بھی محنت کر تا کہ کامیابی اور خوش حالی تیرے ہاتھ آئے ۔

غافل منشیں نہ وقتِ بازی ست

وقتِ ہنر است و کارسازی ست

مطلب: اے مسلمان نوجوان یہ کھیل کود کا وقت نہیں ہے بلکہ کچھ سیکھنے کا وقت ہے اور غافل ہو کر مت بیٹھ کوئی نہ کوئی ہنر سیکھ اور کوئی کام کر کے دکھا ۔

(۲)

سینے میں اگر نہ ہو دلِ گرم
رہ جاتی ہے زندگی میں خامی

معانی: دل گرم: عشق کی حرارت رکھنے والا دل ۔ خامی: کمی، نقص ۔
مطلب: اگر آدمی کے سینے میں عشق کی حرارت رکھنے والا دل نہ ہو تو سمجھیے کہ اس کی زندگی خام ہے یعنی اس میں کوئی نہ کوئی کمی یا نقص رہ گیا ہے

نخچیر اگر ہو زیرک و چست
آتی نہیں کام کہنہ دامی

معانی: نخچیر: شکار ۔ زیرک: دانا ۔ جست: چالاک ۔ کہنہ دامی: شکاری کی جال بچھانے والی پرانی مہارت ۔
مطلب: اگر شکار دانا اور چالاک ہو تو جال بچھانے میں پرانی مہارت رکھنے والا شکاری بھی اس کو جال میں پھانسنے میں ناکام رہے گا ۔ مراد یہ ہے کہ اگر میری قوم کے نوجوان دور اندیش اور بیدار ہوں تو کوئی ان کو اپنا سیاسی یا ثقافتی غلام نہیں بنا سکتا ۔

ہے آبِ حیات اسی جہاں میں
شرط اس کے لیے ہے تشنہ کامی

معانی: آب حیات: زندگی کا پانی ۔ تشنہ کامی: پیاس ۔

مطلب: آب حیات کا چشمہ ضرور موجود ہے اور اسی جہان میں کہیں ہے ۔ اس کے ڈھونڈنے کی شرط یہ ہے کہ آدمی کو اس کی پیاس بھی ہو۔ مقصد یہ ہے کہ کسی بھی منزل کے حصول کے لیے اس تک پہنچنے کی آرزو کا ہونا ضروری ہے ۔

غیرت ہے طریقت حقیقی

غیرت سے ہے فقر کی غلامی

معانی: غیرت: خودداری، شرم و حیا۔ طریقت حقیقی: سچی درویشی ۔

مطلب: درویش دو قسم کے ہیں ۔ ایک غیرت والے یعنی جو خوددار ہوتے ہیں اور دوسرے بے غیرت جو بے شرم اور بے حیا بن کر مانگتے اور لوٹتے پھرتے ہیں ۔ یہاں شاعر نے سچی درویشی اور صحیح صوفیانہ مسلک کا ذکر کیا ہے کہ وہ غیرت، خودداری اور شرم و حیا کا حامل ہوتا ہے ۔ صحیح فقر کی غلامی غیرت سے ہاتھ آتی ہے ۔ بے غیرت درویش اسلامی طریقت کا مسلک درویشی کا حامل نہیں ہوتا ۔

اے جانِ پدر نہیں ہے ممکن

شاہیں سے تدرو کی غلامی

معانی: جان پدر: باپ کی جان ۔ شاہیں : باز ۔ تدرو: تیتر ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ نے براہ راست اپنے بیٹے جاوید کو خطاب کیا ہے اور کہا ہے اے باپ کی جان زندگی میں شاہین بن، تیتر نہ بن ۔ کیونکہ شاہیں کبھی تیتر کا غلام یا شکار نہیں بن سکتا ۔ ہمیشہ تیتر ہی شاہیں کا شکار بنتا ہے ۔ مقصود اس نصیحت سے یہ ہے کہ شہباز جیسی خوددار اور آزاد زندگی گزارو ۔ تیتروں جیسی بے ہمت زندگی سے بچو ۔

نایاب نہیں متاعِ گفتار
صد انوری و ہزار جامی

معانی: متاعِ گفتار: بات کرنے کی دولت، مراد شاعری سے ہے ۔ انوری اور جامی: فارسی کے دو مشہور شاعر ہیں ۔ نایاب: نہ ملنے والی ۔ صد: سیکڑہ ۔

مطلب: شاعری کوئی ایسی دولت نہیں ہے جو کہیں نہ ملے ۔ اس دنیا میں انوری اور جامی جیسے سینکڑوں اور ہزاروں شاعر موجود ہیں البتہ دیکھنا یہ ہے کہ کس کی شاعری افراد کو یا اقوام کو بیدار کرتی ہے اور کس کی شاعری انہیں سلاتی ہے ۔ اس لیے اگر شاعری کا ذوق ہو تو ایسا شعر کہہ جس سے سوئی ہوئی قوم جاگ اٹھے ۔

ہے میری بساط کیا جہاں میں
بس ایک فغانِ زیر بامی

معانی: بساط: حیثیت ۔ فغان زیر بامی: چھت کے نیچے کھڑے ہو کر فریاد کرنا ۔

مطلب: اس سے پہلے شعر میں علامہ نے شاعر اور شاعری کی بات کی ہے ۔ علامہ چونکہ خود بھی شاعر ہیں اس لیے کہتے ہیں کہ اس دنیا میں بطور شاعر میری حیثیت کیا ہے یعنی کچھ بھی نہیں ۔ میری شاعری تو اس فریاد کی طرح کی ہے جو کوئی چھت کے نیچے کھڑا ہو کر کرے ۔ مراد یہ ہے کہ میں غلام قوم میں پیدا ہوا ہوں ۔ اگر آزاد قوم میں پیدا ہوتا تو میری شاعرانہ فریاد اس شخص کی فریاد کی طرح ہوتی جو چھت کے اوپر کھڑا ہو کر فریاد کرتا ہو یعنی وہ فریاد سنی بھی جاتی ہے ۔ میری فریاد کون سنتا ہے ۔

اک صدقِ مقال ہے کہ جس سے
میں چشمِ جہاں میں ہوں گرامی

معانی: صدق مقال: بات کی سچائی، صحیح شاعری ۔ چشم جہاں: جہاں والوں کی آنکھوں میں ۔ گرامی: عزت والا، قدر و منزلت والا ۔
مطلب: اس شعر میں بھی علامہ نے شاعری ہی کی بات کو آگے بڑھایا ہے اور کہا ہے کہ میری شاعری سچی اور صحیح شاعری ہے ۔ میں اپنے شعروں میں وہی کچھ کہتا ہوں جو ایک سچے شاعر کو کہنا چاہیے ۔ اس لیے میں جہان والوں کی نظروں میں عزت دار اور قدر و منزلت والا سمجھا جاتا ہوں ۔

اللہ کی دین ہے جسے دے

میراث نہیں بلند نامی

معانی: دین: عطا ۔ میراث: ورثہ، وراثت ۔ بلند نامی: نام کی شہرت ۔
مطلب: اپنے نام کی شہرت یا اپنی شہرت کوئی خاندانی وراثت نہیں ہے ۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جسے وہ چاہے عطا کر دے اور اس کے لیے اپنے کردار و عمل کا اعلیٰ ہونا ضروری ہے یہ بھی اللہ کی توفیق پر ہی ہے ۔

اپنے نورِ نظر سے کیا خوب

فرماتے ہیں حضرتِ نظامی

معانی: نورِ نظر: آنکھوں کا نور بیٹا ۔ نظامی: فارسی کے مشہور شاعر جو عام طور پر نظامی گنجوی کے نام سے مشہور ہیں ۔
مطلب: علامہ نے پھر براہ راست اپنے بیٹے جاوید کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ دیکھو نظامی گنجوی نے اپنے بیٹے سے کیا اچھی بات کہی ہے

جائے کہ بزرگ بایدت بود

فرزندیِ من ندارد ت سود

مطلب: جس جگہ تجھے بزرگی کا درجہ حاصل ہونا چاہیے وہاں تجھے میرا بیٹا ہونا فائدہ نہیں دے گا بلکہ تمہارے ذاتی جوہر کام آئیں گے کیونکہ بزرگی اپنے کردار و عمل سے ملتی ہے وراثت سے نہیں ۔

(۳)

مومن پہ گراں ہیں یہ شب و روز
دین و دولت قمار بازی

معانی: یہ شب و روز: عہد حاضر، یہ دن رات ۔ دولت: حکومت ۔ دین: مذہب اسلام ۔ قمار بازی: جوا کھیلنا ۔ گراں: بھاری، مشکل ۔
مطلب: اس نظم میں اپنے بیٹے جاوید کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں مومنوں کے لیے اس دور کے شب و روز بڑے کٹھن اور مشکل ہیں کیونکہ موجودہ زمانہ مغربی تہذیب وتمدن کی خرابیوں کی وجہ سے اتنا خراب ہو چکا ہے کہ دین اور حکومت دونوں جواری بن گئے ہیں ۔ دونوں اپنے اغراض اور مفادات کے لیے لوگوں کو داوَ پر لگائے ہوئے ہیں ۔

ناپید ہے بندہَ عمل مست
باقی ہے فقط نفس درازی

معانی: ناپید: غائب ۔ بندہ عمل مست: عمل میں مست رہنے والا بندہ ۔ نفس درازی: سانسوں کو طول دینا یعنی بے کار زندگی گزارنا ۔
مطلب: اس زمانے میں صاحب کردار اور اپنے عمل میں مست لوگ غائب ہو گئے ہیں یعنی نہیں ملتے البتہ فضول زندگی گزارنے والے اور مقصد زندگی سے غافل لوگ ضرور عام ہیں ۔

ہمت ہو اگر تو ڈھونڈ وہ فقر
جس فقر کی اصل ہے حجازی

معانی: فقر: درویشی ۔ حجازی: منسوب بہ حجاز یعنی اسلامی ۔

مطلب: اگر تجھ میں درویشی کی خواہش ہو اور اس کے حصول کے لیے ہمت ہو تو ایسا فقر تلاش کر جس کی جڑ حجاز میں ہو یعنی وہ فقر جو اسلامی فقر ہے ۔ یا وہ فقر جس پر الفقرُ فخری کہہ کر نبی کریم ﷺ نے فخر کیا ہے ۔ اس کے سوا جو درویشی ہے وہ غیر اسلامی بھی ہے اور محض ڈھونگ بھی ہے ۔

اس فقر سے آدمی میں پیدا
اللہ کی شانِ بے نیازی

معانی: پیدا: ظاہر ۔ بے نیازی: بے پروائی ۔

مطلب: جس اسلامی اور حجازی فقر یا درویشی کی اے بیٹے میں بات کر رہا ہوں اس فقر سے آدمی کے اندر اللہ کی بے پروائی کی شان پیدا ہو جاتی ہے یعنی وہ اللہ کے علاوہ ہر شے سے بے پرواہ ہو جاتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ وہ فقر کسی کا یا کسی شے کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر دوسرا اس فقر کا یا مرد فقیر کا محتاج ہوتا ہے ۔ وہ فقر جس میں احتیاج ہو یا خود محتاجی ہو وہ فقر نہیں ہے ۔

کنجشک و حمام کے لیے موت
ہے اس کا مقامِ شاہبازی

معانی: کنجشک: چڑیا ۔ حمام: کبوتر ۔ مقام: مرتبہ ۔ شاہبازی: باز جیسا ۔

مطلب: جس فقر کی میں بات کر رہا ہوں وہ شاہبازوں جیسے مرتبہ والے فقر کی بات ہے ۔ شاہباز فضاؤں میں آزاد اڑتا ہے ۔ پہاڑوں پر اپنا ڈیرا بناتا ہے اپنا شکار خود کرتا ہے ۔ اس کے مقابلے میں وہ فقر جس سے نبی کریم ﷺ نے بھی پناہ مانگی ہے وہ محتاجی کا فقر ہے جس میں فقیر چڑیوں اور کبوتروں کی طرح دانہ دنکا کا محتاج ہوتا ہے اور دوسروں کے بھروسے پر زندگی بسر کرتا ہے ۔ یہ اس کی زندگی نہیں یہ اس کی موت ہے ۔

روشن اس سے خرد کی آنکھیں
بے سرمۂ بو علی و رازی

معانی: خرد: عقل ۔ بو علی و رازی: بو علی سینا اور فخر الدین رازی جو عقل پسند یا فلسفی تھے ۔

مطلب: اس شعر میں بھی فقر اسلامی کی بات کی ہے اور کہا ہے کہ ایک عقل تو وہ ہے جو اپنی آنکھوں میں بو علی سینا اور فخر الدین رازی کے فلسفہ کا سرمہ ڈالے تو روشن ہوتی ہے لیکن یہ عقل طالب کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتی اور حقیقت کا مشاہدہ نہیں کراتی ۔ دوسری عقل وہ ہے جسے فقر کا سرمہ روشن کرتا ہے یہ عقل منزل مقصود پر بھی پہنچاتی ہے اور حقیقت کا مشاہدہ بھی کراتی ہے اس لیے اے بیٹے فقر والی عقل کی تمنا کر ۔

حاصل اس کا شکوہِ محمود
فطرت میں اگر نہ ہو ایازی

معانی: حاصل: نتیجہ، ثمر، پھل ۔ فطرت: سرشت ۔ شکوہ: دبدبہ ۔ ایازی: غلامی ۔

مطلب: اسلامی فقر محمود غزنوی کا سا دبدبہ اور ہیبت لیے ہوتا ہے ۔ شرط یہ ہے کہ اس کی سرشت میں ایازی نہ ہو۔ محمود غزنوی اپنے ایک غلام ایاز کا بہت چاہتا تھا اور اس کی مرضی کو فوقیت دیتا تھا جس کے نتیجہ میں اس کے شکوہ میں فرق آتا تھا ۔ فقر بھی اگر کسی کا محتاج ہو اور اپنی بے نیازانہ شان نہ رکھتا ہو تو وہ بھی درست نہیں ۔ اسلامی فقر کا جلال اور دبدبہ اس میں ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہ ہو دوسرے اس کے محتاج ہوں ۔

تیری دنیا کا یہ سرافیل
رکھتا نہیں ذوقِ نے نوازی

معانی: سرافیل: وہ فرشتہ جس کے صور پھونکنے سے مردے قیامت کے روز زندہ ہو جائیں گے ۔ ذوق نے نوازی: بانسری بجانے کا ذوق ۔

مطلب: دور جدید جس نے اپنی ترقی کے باوجود مجد انسانیت اور شرف آدمیت کو برباد کر کے رکھ دیا ہے اپنے اندر ایسی قوت اور صلاحیت نہیں رکھتا کہ مردہ دلوں کو زندہ کر دے ۔ جس طرح قیامت کے روز اسرافیل فرشتہ صور پھونکے گا تو سب مردے قبروں سے زندہ نکل کھڑے ہوں گے ۔ زمانہ حاضر کی بانسری میں اس قسم کی تاثیر نہیں ۔ ہاں فقر کی بانسری بجانے کا اگر ذوق نصیب ہو تو وہ اسرافیل کی طرح آدمی کے مردہ دل کو زندہ کر سکتی ہے اور زمانہ جدید کے آدمی کو پھر سے حیوان سے انسان اور مردہ دل سے زندہ دل بنا سکتی ہے ۔

ہے اس کی نگاہِ عالم آشوب
درپردہ تمام کارسازی

معانی: نگاہ عالم آشوب: دنیا میں تلاطم پیدا کرنے والی نظر۔ درپردہ: پوشیدہ ۔ تمام: سب ۔ کارسازی: بگڑا ہوا کام بنانا ۔
مطلب: مرد فقیر کی نگاہ اسرافیل کی طرح مردہ دلوں کو زندہ کرنیوالی ہوتی ہے ۔ اس کی نگاہ دنیائے دل میں تلاطم پیدا کر کے اس کو صحیح دل بنانے کی صلاحیت رکھتی ہے ۔ ایسی نگاہ جو دنیا میں انقلاب پیدا کر دے ۔ لوگوں کی تقدیریں بدل دے ۔ وہ پوشیدہ طور پر کارساز ہوتی ہے ۔ آج کے پیشہ ور فقیر خود گداگر ہیں ۔ وہ اپنی محتاجی دور نہیں کر سکتے دوسروں کے بگڑے ہوئے کام کیسے بنائیں گے ۔ یہ کام اصل فقر اور اسلامی فقیر کا ہے کہ وہ لوگوں کی کارسازی کرتا ہے ۔

یہ فقرِ غیور جس نے پایا
بے تیغ و سناں ہے مردِ غازی

معانی: فقر غیور: غیرت مند فقر۔ بے تیغ و سنان: بغیر تلوار اور نیزے کے ۔ مردِ غازی: جہاد میں شریک ہو کر زندہ بچ رہنے والا صاحب ایمان سپاہی ۔

مطلب: جس شخص کو خوددار، غیرت مند اور بے نیاز دو جہان کی صفات والا فقر حاصل ہو جاتا ہے اسے میدان جنگ میں دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیے تلوار اور نیزے کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ وہ ان آلات حرب کے بغیر ہی فریق مقابل کے سامنے آجاتا ہے اور اپنی نگاہ سے تلوار اور نیزے کا کام لیتا ہے ۔ مرد فقیر کی نگاہ تقدیریں بدل دیتی ہے ۔ وہ تلوار کا نہیں نگاہ کی ضرب لگانے والا مرد میدان ہوتا ہے اور ہمیشہ فتح یاب ہوکر غازی بنتا ہے ۔

مومن کی اسی میں ہے امیری
اللہ سے مانگ یہ فقیری

معانی: مومن: صحیح اہل ایمان ۔ فقیری: درویشی ۔

مطلب: جو اہل ایمان واقعی مرد مومن ہوتا ہے اس کی امیری دولت کی امیری نہیں ہوتی بلکہ دولت فقر کی امیری ہوتی ہے ۔ دھن دولت تو چھاؤں ہے ۔ آج ہے کل نہیں ہے ۔ فقر کی دولت وہ دولت ہے جس کو نہ زوال ہے اور نہ کوئی اسے چھین سکتا ہے ۔ مرد فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ سب اس کے محتاج ہوتے ہیں ۔ اور وہ محتاجوں کی احتیاج دور کرتا ہے ۔ اس کی غیرت گوارا نہیں کرتی کہ وہ خود کسی کا محتاج ہو ۔ اے بیٹے اللہ سے دعا کر کہ وہ تمہیں فقر کی یہ دولت عطا کر دے ۔ دنیا کی دولت تو آنی جانی شے ہے ۔ اس پر فقر کی دولت کو قربان نہ کر دینا ۔

مردِ فرنگ

ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا
مگر یہ مسئلہ زن رہا وہیں کا وہیں

معانی: مردِ فرنگ: فرنگی مرد، انگریز آدمی، اہل مغرب ۔ حکیم: فلسفی، اہل عقل و دانش ۔ سلجھانا: حل کرنا ۔ زن: عورت
مطلب: اہل عقل و دانش، مفکر اور فلسفی عورت کے مسئلے کو ہزار بار حل کرنے کی کوشش کر چکے ہیں لیکن کوئی خاطر خواہ حال نہیں مل سکا ۔

قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں
گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ و پرویں

معانی: مہ و پرویں: چاند اور ثریا ستارہ ۔ شرافت: شریف ہونا ۔
مطلب: اس خرابی میں کہ داناؤں سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا عورت کا کوئی قصور نہیں ۔ اس کے شریف ہونے پر تو چاند اور ثریا بھی گواہ ہیں ۔ جس طرح چاند اور تارے پاک و صاف ہیں اسی طرح عورت بھی پاک و صاف ہے ۔

فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مردِ سادہ ہے، بیچارہ زن شناس نہیں

معانی: فرنگی معاشرت: مغربی معاشرہ ۔ زن شناس: عورت کو پہچاننے والا ۔
مطلب: اس خرابی کے ہزار بار سلجھانے پر بھی عورت کا مسئلہ حل نہیں ہو سکا ۔ اصل قصور نہ عورت کا ہے نہ اہل دانش کا بلکہ فساد کی جڑ اہل مغرب کا معاشرہ ہے ۔ وہاں مرد اتنا سادہ ہے کہ بے چارہ عورت کی ذہنیت کو نہیں پہچان سکا ۔ جس کی وجہ سے

یورپ میں اور اس کی ریس میں باقی دنیا میں بھی عورت مرد پر سوار ہے ۔ اگر اسلامی نقطہ نظر سے اس مسئلہ کو دیکھا جاتا تو یہ حل ہو چکا ہوتا اور مرد اور عورت اپنے اپنے فطری دائروں میں اطمینان کی زندگی گزار رہے ہوتے ۔

ایک سوال

کوئی پوچھے حکیمِ یورپ سے
ہند و یوناں ہیں جس کے حلقہ بگوش

معانی: حلقہ بگوش: غلام ۔ حکیم: مفکر، فلسفی ۔ معاشرت: تہذیب و تمدن، رہن سہن کا طریقہ ۔ زن: عورت ۔ تہی آغوش: خالی گود والی، بے اولاد ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ نے یورپ کے مفکروں سے اس لیے سوال کیا ہے کہ عورت کو سر پر چڑھانے کا ذمہ دار ان کا معاشرہ ہی ہے اور دوسرے اس لیے کہ وہ خود کو باقی دنیا سے زیادہ علم والے اور دانائی والے سمجھتے ہیں ۔ اور ہندوستان اور یونان جیسے ملکوں کی تہذیب و تمدن اور افکار و خیالات کو اپنے علم و دانش کا غلام سمجھتے ہیں حالانکہ کبھی یہ علم و دانش کا گہوارہ تھے اور فرنگیوں کا علاقہ جہالت کے اندھیرے میں تھا ۔

کیا یہی ہے معاشرت کا کمال
مرد بیکار و زن تہی آغوش

معانی: معاشرت کا کمال: معاشرے کی ترقی ۔ تہی آغوش: گود خالی، بے اولاد ۔

مطلب : سوال جو علامہ نے مغربی حکما سے جو خود کو ساری دنیا سے بڑھ کر دانا سمجھتے ہیں یہ پوچھا ہے کہ جس تہذیب و تمدن اور رہن سہن کے طریقوں کو تم نے راءج کر رکھا ہے کیا اس کا کمال یہی ہے کہ اس کے نتیجے میں وہاں کے مرد بے کار ہو گئے ہیں اور عورتوں کی گودیں خالی ہیں ۔ یعنی وہ بچہ جننا پسند نہیں کرتیں ۔ جو معاشرہ یہ دو خرابیاں سامنے لاتا ہے کیا وہ اس معاشرے کا کمال یہ ہے یا زوال حقیقت میں یہ کمال نہیں زوال ہے ۔

پردہ

بہت رنگ بدلے سپہرِ بریں نے
خدایا یہ دنیا جہاں تھی ، وہیں ہے

معانی: سپہر بریں : بلند آسمان ۔ رنگ بدلے: کئی زمانے آئے، کئی صورتیں بدلیں ۔
مطلب: بظاہر اس نظم کے عنوان سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس میں عورت کے پردے کی بات ہوگی مگر اس کے برعکس علامہ نے اس پردے کی بات کی ہے جو آدمی کی خودی پر پڑا ہوا ہے ۔ پہلے شعر میں شاعر یہ کہتا ہے کہ بلند آسمان نے آج تک کئی زمانے اور ان کے کئی رنگ دیکھے ہیں ۔ لیکن اے خدا یہ دنیا جس طرح اول روز تھی ویسے ہی آج بھی قائم ہے ۔

تفاوت نہ دیکھا زَن و شو میں ، میں نے
وہ خلوت نشیں ہے ! یہ خلوت نشیں ہے

معانی: تفاوت: فرق ۔ زن و شو: بیوی اور شوہر ۔ خلوت نشین: تنہائی میں بیٹھنے والے یا پردہ کرنے والے ۔
مطلب: عام اصول یہ ہے کہ عورت پردے میں ہوتی ہے اور مرد بے پردہ ہوتا ہے ۔ یہاں شاعر نے اس ظاہری پردے سے ہٹ کر ایک اور پردے کی بات کی ہے اور وہ پردہ ہے جو آدمی کی خودی پر پڑا ہوا ہے ۔ اس لحاظ سے شاعر کہتا ہے کہ آج عورت بھی پردے میں ہے اور مرد بھی پردے میں ہے ۔ دونوں میں فرق دکھائی نہیں دیتا ۔ دونوں ہی اپنی خودی سے ناآشنا ہیں ۔ اگر وہ اپنی اپنی معرفت رکھتے تو اپنے اپنے قدرتی اور فطرتی دائرے میں زندگی گزارتے ۔

ابھی تک ہے پردے میں اولادِ آدم
کسی کی خودی آشکارا نہیں ہے

معانی: آشکارہ: ظاہر ۔ خودی: خود شناسی، انسانیت، اپنی پہچان ۔ اولادِ آدم: حضرت آدم کی اولاد ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ کہتے ہیں کہ آج آدمی کی پوری اولاد یعنی سارے لوگ پردے میں ہیں کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ کسی کی خودی بھی ظاہر نہیں ہے ۔ خودشناسی اور خود معرفتی سے سارے لوگ ہی ناواقف ہیں ۔

خلوت

رسوا کیا اس دور کو جلوت کی ہوس نے
روشن ہے نگہ آئینۂ دل ہے مکدر

معانی: جلوت: نمود، نمائش ۔ آئینہ دل: دل کا شیشہ ۔ مکدر: میلا ۔
مطلب: عہد حاضر جو مغربی تہذیب و تمدن اور افکار و خیالات کے اجزا سے بنا ہے نمود و نمائش کا زیادہ قائل ہے اور اس کی وجہ آدمی کی ہوس ہے جو اسے اپنی نمود پر مجبور کرتی ہے ۔ اس سے آدمی کی نگاہ تو روشن ہو گئی ہے لیکن اس کے دل کا شیشہ میلا ہو گیا ہے ۔

بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدوں سے
ہو جاتے ہیں افکارِ پراگندہ و ابتر

معانی: ذوق نظر: نظارے کی لذت ۔ پراگندہ: منتشر، بکھرے ہوئے ۔ ابتر: برے ۔
مطلب: جب آدمی کی ہوس نظارے کی لذت کو حد سے زیادہ بڑھا دیتی ہے تو پھر آدمی اچھے اور برے کے دیکھنے یا نہ دیکھنے میں تمیز روا نہیں رکھ سکتا اور اس کے خیالات منتشر اور خراب ہو جاتے ہیں ۔

آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے
وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر

معانی: آغوش صدف: سیپی کی گود ۔ قطرۂ نیساں: خاص ابر بہار کا قطرہ ۔ گوہر: موتی ۔
مطلب: اس شعر میں علامہ نے اس نمود اور اس نظر کی لذت کا جسے آدمی کی ہوس پیدا کرتی ہے تنہائی اور خلوت کے ساتھ مقابلہ کیا ہے اور جلوت پر خلوت کی بڑائی کو ایک قدرتی مثال سے سمجھایا ہے ۔ ایک خاص قسم کی بہار کا بادل جب برستا ہے تو وہ سیپ جو

سمندر کی سطح پر منہ کھولے تیر رہے ہوتے ہیں ان قطروں کو اپنی آغوش یا اپنے پیٹ میں لے لیتے ہیں اور پھر برسوں سمندر کی تہہ کی تنہائیوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور اس طرح بارش کے قطرے ان کے پیٹ میں موتی بن جاتے ہیں ۔ اگر کوئی سیپ تنہائی اختیار نہ کرے تو یہ قطرے چاہے ابر نیساں کے کیوں نہ ہوں موتی نہیں بن سکتے ۔

خلوت میں خودی ہوتی ہے خودگیر و لیکن
خلوت نہیں اب دیر و حرم میں بھی میسر

معانی: خودگیر: اپنی تربیت میں مشغول ۔ دیر و حرم: مندر اور مسجد ۔ میسر: حاصل ۔

مطلب: خودی کی تربیت کے لیے تنہائی کا ہونا ضروری ہے ۔ مسلمان صوفیائے کرام اپنی ابتدائی زندگی میں اپنی اور اپنے خدا کی معرفت حاصل کرنے کے لیے جب ریاضت اور محنت کرتے تھے تو آبادیوں کے شور و غل سے دور بیابانوں میں جا کر یاد خدا میں مشغول ہو جاتے تھے اور یوں وہ قدرت کے نظاروں کے قریب تر ہوتے تھے ۔ لیکن آبادیوں کے اندر رہ کر کھوئی ہوئی خودی کو تلاش کرنا بہت باعظمت کام ہے اور ہر کسی کے بس میں نہیں ۔ اسی طرح وہ خود شناسی کی دولت لے کر دنیا کو ہدایت دینے کے لیے جلوت میں آجاتے تھے ۔ شاعر کہتا ہے کہ یہ تنہائی جو اپنی اور اپنے خدا کی معرفت کے لیے لازمی ہے آج کل نہ کعبے میں نظر آتی ہے نہ مندر میں ۔ مراد یہ ہے کہ آدمی کے اندر جلوت اور خود نمائی کی اتنی ہوس پیدا ہو چکی ہے کہ دین و دنیا میں اسے کہیں بھی وہ خلوت حاصل نہیں ہے جو معرفت کے لیے ضروری ہے ۔

عورت

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

معانی: عورت کے لفظ کے معنی ہی چھپی ہوئی چیز کے ہیں ۔ اس لیے عورت ہو تو اس کا چھپا ہوا ہونا یا پردے میں ہونا لازمی ہے اگر ایسا نہیں تو دیکھنے میں عورت ہے حقیقت میں نہیں ۔

مطلب: شاعر نے اس شعر میں ایک حقیقت بیان کی ہے کہ دنیا کی تصویر اگر رنگین ہے تو صرف عورت کی موجودگی کی وجہ سے ہے ۔ عورت ایک ایسے ساز کی مانند ہے کہ جس میں سے ایسے نغمے نکلتے ہیں جس سے آدمی کی زندگی میں اندرونی سوز یا گرمی ہنگامہ پیدا ہوتی ہے ۔ اگر دنیا میں صرف مرد ہی ہوتے اور عورت نہ ہوتی تو یہ تصویرِ کائنات سراسر بے رنگ ہوتی ۔

شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اس دُرج کا دُرِ مکنوں

معانی: شرف: برتری ۔ ثریا: ستاروں کا ایک جھرمٹ ۔ مشت خاک: مٹی کی مٹھی، یعنی آدمی ۔ درج: ڈبیا ۔ در مکنوں: چھپا ہوا موتی ۔

مطلب: عورت بظاہر مٹی کی ایک مٹھی ہے یعنی خاکی جسم رکھتی ہے لیکن وہ آسمان کی بلندی پر چمکتی ہوئی ثریا سے بھی بڑھ کر ہے ۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی برتری یا عزت نظر آتی ہے وہ اسی ڈبیا کا پوشیدہ موتی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ عورت ہی سب کی سربلندیوں اور عظمتوں کا سرچشمہ ہے ۔

مکالماتِ افلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں

معانی: مکالاتِ افلاطوں : افلاطون ایک یونانی فلسفی تھا جس کی ایک کتاب کا نام مکالمات یعنی آپس میں گفتگو کرنا ۔ شرار: چنگاری
۔

مطلب: اس سے پہلے شعر میں علامہ نے یہ اشارہ دیا ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی باعزت اور برتری والے لوگ ہوئے ہیں وہ عورت ہی کے بطن سے پیدا ئے ہیں اور انھوں نے اسی کی گود میں تربیت پائی ہے ۔ اس اصول کو شاعر نے اس شعر میں ایک مثال دے کر سمجھایا ہے ۔ افلاطون ایک یونانی فلسفی تھا جس نے مکالمات کے نام سے ایک اہم فلسفیانہ کتاب لکھی ہے ۔ اگر عورت نہ ہوتی تو اس کے بطن سے افلاطون کی چنگاری پیدا نہ ہوتی ۔ اور اگر عورت بحیثیت ماں اس کی صحیح تربیت نہ کرتی تو وہ مکالمات جیسی کتاب لکھنے کے قابل نہ ہو سکتا ۔ یہ سچ ہے کہ ایسی کتاب وہ خود نہیں لکھ سکی لیکن ایسی کتاب لکھنے والے کو اس نے جنم بھی دیا ہے اور پرورش کر کے ایسی کتاب لکھنے کا اہل بھی بنایا ہے ۔

آزادیِ نسواں

اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکتا
گو خوب سمجھتا ہوں کہ یہ زہر ہے، وہ قند

معانی: آزادیِ نسواں : عورتوں کی آزادی ۔ قند: شکر ۔

مطلب: اس نظم میں آزادیِ نسواں (عورتوں کی آزادی) کی بحث کے متعلق جو دور جدید کا ایک اہم مسئلہ بنی ہوئی ہے ۔ شاعر کہتا ہے کہ میں اس بحث پر کوئی فیصلہ صادر نہیں کر سکتا کیونکہ میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ زہر کیا ہوتا ہے اور شکر کیا ہوتی ہے ۔ یعنی میرے سامنے عورت کی آزادی کا زہر اوراس کی اصل اور فطری نسوانی حالت کی شیرینی کا فرق صاف موجود ہے ۔ شاعر سب کچھ جاننے کے باوجود اس پر فیصلہ کیوں نہیں دے رہا ۔

کیا فائدہ کچھ کہہ کے بنوں میں اور بھی معتوب
پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند

معانی: معتوب: عتاب کو دعوت دینے والا ۔ عتاب: بے معنی غصہ، عذاب ۔ فرزند: بیٹا ۔ خفا: ارض ۔

مطلب: پہلے شعر میں اقبال نے جو یہ کہا ہے کہ میں آزادی نسواں کی بحث کا کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ فیصلہ دینے کے اہل نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے جو راز ہے اس کا ذکر اس دوسرے شعر میں موجود ہے ۔ کہتے ہیں کہ اگر میں نے صحیح فیصلہ دے دیا کہ عورت اس حد تک آزاد نہیں ہونی چاہیے جس سے معاشرے میں خرابی پیدا ہو تو موجودہ تہذیب کے بیٹے یعنی اس کے گروید لوگ جو پہلے ہی میری صحیح باتوں اور مغربی تہذیب کے خلاف فیصلوں سے مجھے اپنے زیر عتاب رکھے ہوئے ہیں وہ مجھ سے اور ناراض ہو جائیں گے ۔

اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش
مجبور ہیں ، معذور ہیں ، مردانِ خرد مند

معانی: بصیرت: دانائی ۔ فاش کرے: ظاہر کرے ۔ معذور ہیں : مجبور ہیں ۔ مردانِ خرد مند: عقل مند لوگ ۔

مطلب: عقل مند لوگ جو آزادی نسواں کے مسئلے پر صحیح فیصلہ دے سکتے ہیں حالات کی مجبوری اور معذوری کے تحت خاموش ہیں کیونکہ موجودہ حالات میں عورت کی بے لگام آزادی اتنی عام ہو چکی ہے کہ اگر کوئی اسے روکنے کی کوشش کرے گا تو عورتوں اور عورتوں کی آزادی کے علمبرداروں کے زیر عتاب آجائے گا ۔ میں اس فیصلے کو عورت پر ہی چھوڑتا ہوں جو آج کل اپنے آپ کو بہت دانا سمجھتی ہے کہ اس راز کو اپنی دانائی سے ظاہر کر دے کہ دونوں میں سے کونسی چیز صحیح اور پسندیدہ اور کونسی غلط اور ناپسندیدہ ہے ۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا ۔

کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادیِ نسواں کہ زمرّد کا گلوبند

معانی: زمرد کا گلوبند: زمرد کے قیمتی پتھروں کا ہار ۔ آرایش: زینت

مطلب: اللہ تعالیٰ جس نے مرد اور عورت کے دو الگ الگ جسمانی اور صفاتی مجسمے تخلیق کئے ہیں ۔ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ہم نے مرد کو عورت پر قوامون بنایا ہے ۔ یعنی مرد کو عورت کی حفاظت کرنے والا اور گھر بیٹھے اس کی ساری ضرورتیں پوری کرنے والا (ایک قسم کا خادم) بنایا ہے ۔ اب اس عورت سے جو مردوں سے آزاد ہو کر اپنی انفرادی اور آزادانہ زندگی گزارنا چاہتی ہے ، علامہ پوچھتے ہیں کہ یہ بات تو ہی بتا کہ تیرے نزدیک تیری بے لگام آزادی تیری زینت اور قیمت میں زیادہ ہے یا ہیروں کا وہ ہار جو تیرے گلے میں سجا ہوا ہے اور جسے مرد نے تجھے گھر بیٹھے بٹھائے تیری زینت کے لیے عطا کیا ہے ۔ اس سوالیہ انداز سے ہوشمند عورت تو یہی جواب نکالے گی کہ میری اس آزادی سے جس میں میں نے اپنی فطری اور قدرتی ذمہ داریوں سے زیادہ خواہ مخواہ کی ذمہ داریاں مول لے لی ہیں اس لیے تو میرے لیے وہ محدود آزادی بہتر ہے جو مجھے گھر بیٹھے ملی ہوئی ہے ۔ اور جس میں بغیر میری محنت کے اور تگ و دو کے مرد مجھے زندگی کی ساری نعمتیں نصیب کر رہا ہے ۔

عورت کی حفاظت

اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد

معانی: مستور: چھپی ہوئی ۔ زندہ حقیقت: وہ سچائی جو کبھی نہ مرے، ہر دور میں صحیح ہو ۔ رگ: خون دوڑانے والی نالی ۔ لہو کا سرد ہونا: جذبات ،جوش اور غیرت کا مرجانا ۔

مطلب: میرے سینے میں ایک زندہ حقیقت چھپی ہوئی ہے لیکن اسے وہی سمجھ سکتا ہے جس کی رگوں میں خون سرد نہ ہو یعنی جس کے جذبات مردہ نہ ہو چکے ہوں ۔ وہ حقیقت کیا ہے اگلے شعر میں بیان ہے ۔

نے پردہ، نہ تعلیم ، نئی ہو کہ پرانی
نسوانیت زن کا نگہبان ہے فقط مرد

معانی: نے: نہ ۔ نسوانیت زن: عورت کا عورت پن ۔ مرد: آدمی ۔ نسوانیت: عورت پن ۔ نگہبان: محافظ ۔

مطلب: وہ زندہ حقیقت جس کا شاعر نے پہلے شعر میں ذکر کیا ہے ۔ اور جس کو صرف زندہ جذبات والے لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں ۔ وہ حقیقت یہ ہے کہ عورت کے عورت پن کا محافظ اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ صرف مرد ہے ۔ اگر مرد اس کی نگہبانی کے جذبے سے عاری ہو تو پھر نہ پردہ اور نہ تعلیم، چاہے وہ نئی ہو یا پرانی ، عورت کے عورت پن کو قائم نہیں رکھ سکتی ۔ ایسی صورت میں عورت اپنے عورت پن کے حلقہ سے نکل کر عورت نہیں رہے گی کچھ اور بن جائے گی

جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

معانی: خورشید: سورج ۔ زرد ہونا: غروب ہونے کی قریب ہونا ۔ زندہ حقیقت: سچی اصلیت ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ وہ زندہ حقیقت جو میرے سینے میں چھپی ہوئی تھی اور جس کو میں نے مذکورہ بالا شعر میں صاف بیان کر دیا ہے اس زندہ حقیقت کو کہ نسوانیت زن کا اگر کوئی نگہبان ہے تو صرف مرد ہے کیونکہ اگر مرد اپنی انسانیت زندہ رکھے گا تو ہی وہ عورت کی نسوانیت کی حفاظت کر سکتا ہے ورنہ جو خود ہو گا بیوی ویسی ہو جائے گی کیونکہ خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے ۔ جو قوم اس راز کو نہیں پا سکتی تو سمجھ لینا کہ اس قوم کا سورج جلد غروب ہونے کے قریب ہے ۔ جن قوموں نے آزادی نسواں کو مادر پدر آزادی سمجھ کر قبول کر لیا ہے انھوں نے اصل میں فطرت سے بغاوت کی ہے اور فطرت سے بغاوت کرنے والا ضرور سزا پاتا ہے ۔

عورت اور تعلیم

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ اُمومت
ہے حضرتِ انساں کے لیے اس کا ثمر موت

معانی: تہذیب فرنگی: اہل مغرب کی تہذیب ۔ مرگ: موت ۔ امومت: ماں بننا، ثمر، پھل ۔

مطلب: اگر اہل مغرب کی تہذیب عورتوں کو یہ سکھاتی ہے کہ دیکھنا تم ماں نہ بننا، بچے نہ جننا تو سمجھیں کہ اس تہذیب کا پھل انسان کے لیے موت کے سوا کچھ نہ ہو گا ۔ یعنی اگر مائیں بچے جننے چھوڑ دیں گی تو انسان دنیا سے نابود ہو جائے گا اور فرنگیوں کی تہذیب عورت کو ماں نہ بننے کی ہی ترغیب دیے رہی ہے جس کا پھل انسانوں کی موت کے سوا کچھ اور نہیں ہے ۔

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت

معانی: تاثیر: اثر ۔ زن: عورت ۔ نازن: عورت نہ ہونا، عورت نہ ہو کر ناز کرنا ۔ ارباب نظر: صحیح نظر رکھنے والے ۔

مطلب: اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی جاندار یا بے جان مخلوق پیدا کی ہے ان میں سے ہر ایک اپنی ایک بنیادی صفت یا جوہر رکھتی ہے ۔ اگر اس سے وہ جوہر نکال لیا جائے تو وہ شے دیکھنے میں تو وہ شے ضرور ہو گی لیکن حقیقت میں کچھ اور بن جائے گی ۔ مثال کے طور پر آگ کا بنیادی جوہر حرارت اور جلانا ہے اگر اس سے یہ صفت چھین لی جائے تو وہ دیکھنے میں آگ ہو گی حقیقت میں آگ نہیں رہے گی ۔ اسی طرح عورت کا بھی ایک بنیادی جوہر ہے اور وہ اس کی صفت عورت پن ہے جو اس کی حیا پر مبنی ہے ۔ اگر عورت سے حیا کا جوہر نکال لیا جائے تو وہ دیکھنے میں تو عورت ضرور ہو گی حقیقت میں عورت نہیں رہے گی ۔ علامہ کہتے ہیں کہ جدید علم وہ علم ہے کہ جس کو پڑھ کر اور جس کا اثر قبول کر کے عورت، عورت پن کھو بیٹھی ہے ۔

بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت

معانی: مدرسہ زن: عورت کی تربیت گاہ ۔ دین: مذہب، دین اسلام ۔

مطلب: اگر عورت کی تعلیم اور تربیت ایسے مدرسے میں ہو جس میں مذہب کا کوئی عمل دخل نہ ہو تو پھر ہر وہ علم اور ہر وہ ہنر جو وہ سیکھے گی اس کے عشق و محبت کے جذبات کے لیے موت کا باعث ہو گا اور عورت اپنے مقصد تخلیق اور فراءض منصبی سے بالکل غافل ہو جائے گی ۔ عورتوں خصوصاً مسلمان عورتوں کو اگر جدید مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنا ہی ہے تو ان کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اپنے دین کی بنیاد کو مضبوط کریں تاکہ مغربی علوم اسے اس پر گمراہ اور غلط عمارت تعمیر کرنے پر مجبور نہ کر سکیں ۔

عورت

جوہرِ مرد عیاں ہوتا ہے بے منتِ غیر
غیر کے ہاتھ میں ہے جوہرِ عورت کی نمود

معانی: جوہر: بنیادی صفت ۔ عیاں ہونا: ظاہر ہونا ۔ بے منت غیر: بغیر دوسرے کی مدد کے ۔ نمود: ظاہر ہونا ۔

مطلب: مرد اور عورت میں خالق نے جو بنیادی صفتیں رکھی ہیں اور دونوں میں جو فرق ہے اس کو بتاتے ہوئے علامہ کہتے ہیں کہ مرد کی بنیادی صفات عورت کی محتاجی اور مدد کے بغیر ہی ظاہر ہو جاتی ہیں لیکن اس کے برعکس عورت کی بنیادی صفات مرد کی مدد سے ظاہر ہوتی ہیں ۔ مرد کو اپنے جوہر ظاہر کرنے کے لیے عورت کی احتیاج نہیں لیکن عورت کو اپنے جوہر ظاہر کرنے کے لیے مرد کی احتیاج ہے ۔ اور یہ فرق خالق نے دونوں مجسموں کی تخلیق میں رکھا ہوا ہے جس سے مفر نہیں ۔

راز ہے اس کے تپ غم کا یہی نکتۂ شوق
آتشیں لذتِ تخلیق سے ہے اس کا وجود

معانی: راز: بھید ۔ تپ غم: غم کی حرارت ۔ نکتہ شوق: شوق کی باریک بات ۔ آتشیں: آگ سی حرارت والا ۔ لذت تخلیق: اولاد پیدا کرنے کی لذت ۔ وجود: ہستی ۔

مطلب: عورت کے اندر غم کی جو حرارت ہے اس کا بھید، شوق کا یہ باریک نکتہ ہے کہ اس میں اولاد پیدا کرنے کی خواہش آگ کی سی حرارت کی طرح موجود ہے اور اسی سے اس کی ہستی قائم ہے ۔ خالق نے عورت کو بنایا ہی اس لیے ہے کہ وہ اولاد پیدا کرے اور اس کا یہ شوق اس میں اولاد حاصل کرنے کی قدرتی حرارت کو زندہ رکھتا ہ ۔

کھلتے جاتے ہیں اسی آگ سے اسرارِ حیات
گرم اسی آگ سے ہے معرکۂ بود و نبود

معانی: اسرار حیات: زندگی کی بھید۔ معرکہَ بود و نبود: ہستی اور نیستی کا معرکہ یعنی یہ دنیا، جہاں کوئی زندہ ہوتا ہے اور کوئی مرتا ہے۔

میں بھی مظلومیِ نسواں سے ہوں غمناک بہت
نہیں ممکن مگر اس عقدہَ مشکل کی کشود

معانی: مظلومی نسواں : عورتوں کی مظلومی ۔ عقدہَ مشکل: مشکل گرہ ۔ کشود: کھلنا ۔

مطلب: یورپ کی جدید تعلیم حاصل کرنے والے اور اس کی تہذیب وتمدن کا اثر لینے والے مفکر اور خود جدید عورتیں ماں بننے کو پسند نہیں کرتیں اور دلیل یہ دیتی ہیں کہ ہمیں کئی مہینے مشقت اٹھانا پڑتی ہے اور پھر بچے جلنے سے ہمارے حسن میں کمی آجاتی ہے ۔ اقبال کہتے ہیں کہ عورتوں کی اس مظلومی پر جس کا وہ اظہار کر رہی ہیں میں بھی غم ناک ہو جاتا ہوں لیکن کیا کیا جائے خالق کائنات نے عورت کو پیدا ہی اس لیے کیا ہے کہ وہ اولاد پیدا کرے ۔ یہ ایک ایسی مشکل گرہ ہے جس کا جدید عقلی نظریات سے کھولنا مشکل ہے ۔

دین و ہنر

سرود و شعر و سیاست، کتاب و دین و ہنر
گہر ہیں ان کی گرہ میں تمام یک دانہ

معانی: سرود: موسیقی ۔ دین: مذہب ۔ کتاب: علم ۔ ہنر: فن ۔ گہر: موتی ۔ گرہ: گانٹھ، جیب، دامن ۔ یک دانہ: ایک جیسے سڈول قیمتی، بے مثل ۔

مطلب: موسیقی، شاعری، سیاست، علم مذہب اور فن میں ایک جیسی صلاحیتیں یا صفیں ملیں گی ۔ سب کی جیب میں بے مثل اور قیمتی موتی موجود ہیں ۔ سب انسان کی بھلائی کے لیے ہیں ۔

ضمیرِ بندۂ خاکی سے ہے نمود ان کی
بلند تر ہے ستاروں سے ان کا کاشانہ

معانی: ضمیر بندہ خاکی: مٹی کے بنے ہوئے جسم والے آدمی کی سرشت ۔ نمود: ظہور ۔ کاشانہ: گھر، ٹھکانہ، مرتبہ ۔

مطلب: ان سب کا ظہور بندہ خاکی (آدمی) کی سرشت سے ہوتا ہے اور ان کا ٹھکانا اور مرتبہ ستاروں سے بھی بلند ہے ۔ لیکن ان کے ستاروں سے بلند ہونے کی ایک شرط ہے جس کا ذکر تیسرے شعر میں ہے ۔

اگر خودی کی حفاظت کریں تو عینِ حیات
نہ کر سکیں تو سراپا فسون و افسانہ

معانی: خودی: آدمی کی خودشناسی ۔ عین عبادت: سراپا زندگی، صحیح اور مکمل زندگی ۔ سراپا: سرتا پا ۔ فسوں و افسانہ: جادو اور کہانی ۔

مطلب: اگر یہ جملہ چیزیں جن کا ذکر پہلے شعر میں آیا ہے آدمی کی خودی (خودشناسی اور خود معرفتی) کو نقصان نہ پہنچائیں اور اس کی

محافظ ہوں تو پھر یہ آدمی کی زندگی کے لیے مفید ہیں ۔ بلکہ سراپا زندگی ہی ہیں ۔ اگر یہ خودی کو نقصان پہنچانے والی ہوں تو پھر یہ کہانیوں اور جادو کی اثر انگیزی کے سوا کوئی حقیقت نہیں رکھتیں ۔

ہوئی ہے زیرِ فلک اُمتوں کی رسوائی

خودی سے جب ادب و دیں ہوئے ہیں بیگانہ

معانی: زیرِ فلک: آسمان کے نیچے، دنیا میں ۔ امتوں : قوموں ۔ رسوائی: ذلت ۔ بے گانہ: ناواقف ۔

مطلب: ایسے ادب اور ایسے مذہب یا مسلک سے جو خودی سے ناواقف اور بے خبر ہو دنیا میں قومیں رسوا ہوئی ہیں ۔ باعزت نہیں ہوئیں ۔ جو ادب، جو موسیقی ، جو سیاست ، جو علم اور جو شاعری محض تفریح کے لئے ہو اور بے مقصد ہو اس سے قومیں اور افراد سب تباہ ہو جاتے ہیں ۔ ہاں اگر یہ خودی سے بے گانہ نہ ہوں اور انسان کی بھلائی اور شرف کے لیے ہوں تو یہ سب کچھ اچھا ہے بلکہ ضروری ہے ۔

تخلیق

جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

معانی: جہان تازہ: نئی دنیا ۔ افکار تازہ: نئے خیالات ۔ نمود: ظہور ۔ سنگ و خشت: پتھر اور اینٹ ۔ پیدا: بننا ۔
مطلب: یہاں علامہ نے افکار کی دنیا کی بات کی ہے نہ کہ اس دنیا کی جس میں ہم رہتے ہیں اور کہا ہے کہ افکار کے جہان میں نئے نئے خیالات سے نئے نئے جہان ظہور میں آتے ہیں ۔ یہ اینٹوں اور پتھروں کا جہان جس میں ہم رہتے ہیں اس میں تو اینٹ اور پتھر ہی کا نیا جہان بن سکتا ہے ۔ لیکن ایسا جہان جس میں نیا نظام اور نئے افکار ابھریں صرف انسانی خیالات اور فکر کے نیا پن سے پیدا ہوتا ہے

خودی میں ڈوبنے والوں کے عزم و ہمت نے
اس آبجو سے کیے بحرِ بیکراں پیدا

معانی: عزم و ہمت: ارادہ اور حوصلہ ۔ آبجو: ندی ۔ بحر بیکراں: ایسا سمندر جس کا کنارہ نہ ہو ۔
مطلب: جو لوگ اپنی خود معرفتی اور خود شناسی کے دریا میں غوطہ لگائے ہوئے ہیں وہ لوگ ایسے ارادے اور اتنے حوصلے کے مالک ہوتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی کی ندی کو اپنے خیالات و افکار کی تازگی کی بنا پر ایک ایسا سمندر بنا دیتے ہیں جس کا کوئی کنارہ نہ ہو ۔ یعنی ان کے عزم اور ان کی ہمت کی کوئی حد نہیں ہوتی اور وہ ایسے نئے نئے جہان ہائے خیالات و افکار پیدا کرتے رہتے ہیں جس سے آدمیت کا شرف بڑھتا ہے ۔

وہی زمانے کی گردش پہ غالب آتا ہے
جو ہر نفس سے کرے عمرِ جاوداں پیدا

معانی: زمانے کی گردش: کہتے ہیں زمانہ گردش میں رہتا ہے جس سے دنیا میں حالات بدلتے رہتے ہیں ۔ غالب آنا: فتح پانا ۔ نفَس: سانس ۔ عمر جاوداں : ہمیشہ کی زندگی ۔

مطلب: زمانہ اگر اپنی گردش کی وجہ سے ناموافق ہو تو اس کی ناموافق گردش پر وہی شخص غلبہ پا سکتا ہے اور اسے موافق گردش پر لا سکتا ہے جو اپنی ایک ایک سانس سے ہمیشہ کی زندگی پیدا کرے ۔ یعنی ہر لمحہ کو اپنی ہمت اور کوشش سے حرکت زمانہ کو بدلنے میں لگائے رکھے ۔ اور عزم و حوصلہ کو نہ چھوڑے ۔ ایسا وہی کر سکتا ہے جس کی خودی بلند و ارفع ہو ۔

خودی کی موت سے مشرق کی سرزمینوں میں
ہوا نہ کوئی خدائی کا رازداں پیدا

معانی: مشرق کی سرزمین: ایشیا اور افریقہ کے ملک ۔ رازداں : راز پانے والا ۔

مطلب: علامہ کہتے ہیں کہ میں نے مشرق کے ممالک یعنی افریقہ اور ایشیا کے ملکوں میں دیکھا ہے یہاں نہ لوگوں کے انفرادی خودی بیدار ہے اور نہ جماعتی و ملکی بے خودی آشکارا ہے ۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ کمزور بھی ہیں اور غلام بھی ہیں ۔ اگر ان میں ایک شخص بھی ایسا پیدا ہو جائے جو خودی کا بھید جاننے والا اور خود مالک خودی ہو تو مشرق ملکوں کی تقدیر بدل سکتی ہے اور زمانے کی گردش کو بھی وہی شخص روک کر اپنے موافق کر سکتا ہے اور یہ مالک خودی اللہ کوئی برگزیدہ وچیدہ بندہ ہو گا ۔ وہ جو درویشی اور فقر کے ملک کا شہنشاہ ہو گا جس میں تقدیریں بدلنے کی صلاحیت موجود ہو گی ۔ لیکن خدا جانے خدائی اور خودی کا ایسا رازدان کیوں پیدا نہیں ہو رہا ۔

ہوائے دشت سے بوئے رفاقت آتی ہے
عجب نہیں ہے کہ ہوں میرے ہم عناں پیدا

بیابان کی ہوا ۔ بوئے رفاقت: ساتھی ہونے کی خوشبو ۔ ہم عناں : ہم زبان، ہم خیال اور ہم کار ۔ :معانی: ہوائے دشت

مطلب: بیابان کی ہوا سے مجھے دوستی اور ہم خیالی کی خوشبو آ رہی ہے ۔ کوئی عجب نہیں اگر مجھے یہاں میرے ہم نوا ہم خیال اور ہم

کارمل جائیں ۔ بیابان مشرق ممالک کو کہا ہے اور اپنی شاعری کو ایک ایسی نوا کہا ہے جو ان کو جگانے کے لیے کی گئی ہے ۔ شاعر کو یقین ہے کہ اس کی شاعری کے ذریعے مشرقی ممالک میں کچھ لوگ ایسے ضرور پیدا ہو جائیں گے جو اس کی طرح کے افکار و خیالات رکھتے ہوں گے ۔

جنوں

زجاج گر کی دکاں شاعری و ملاّئی

ستم ہے خوار پھرے دشت و در میں دیوانہ

معانی: جنوں : سودا لیکن خوش سودا، عشق صادق کی انتہا ۔ زجاج گر: شیشہ بنانے والا ۔ دشت و در: جنگل اور بیابان ۔ دیوانہ : سودائی، خوار پھرنا ۔ ملائی : ملا ہونا ۔

مطلب: آج کل کی شاعری اور آج کل کی ملائی کی مثال ایک شیشہ گر کی دکان کی طرح ہے جس میں ظاہری چمک ہوتی ہے لیکن مضبوطی نہیں ہوتی ۔ اسے جب چاہیں ریزہ ریزہ کیا جا سکتا ہے لیکن ظلم یہ ہے کہ وہ دیوانے جو ایسی دکانوں کو توڑ سکتے ہیں وہ جنگل اور بیابانوں میں ذلیل اور خوار پھر رہے ہیں ۔ مراد ہے کہ ایسے اہل لوگ جو واقعی ملا بننے کے اور شاعر بننے کے قابل ہوں ان کی تو کوئی قدر نہیں اور نہ ہی ان میں وہ ہمت اور جنون ہے کہ وہ ان شیشہ گروں جھوٹے شاعروں اور ملاؤں کی دکانوں کو ریزہ ریزہ کر دیں ۔

کسے خبر کہ جنوں میں کمال اور بھی ہیں

کریں اگر اسے کوہ و کمر سے بیگانہ

معانی: کمال: اعلیٰ وصف ۔ کوہ و کمر: پہاڑ اور گھاٹی ۔ بیگانہ : ناواقف ۔

مطلب: بہت کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ جنون (خوش سودا یا انتہائی عشق) میں علاوہ مجنوں کے اور بھی کام ہیں ۔ صاحب جنون مکہ پہاڑوں اور گھاٹیوں یا جنگل اور بیابان سے ناواقف یا الگ بھی کر دیا جائے تو اسکے کے اور کام بھی ہیں جیسا کہ ایک کام پہلے شعر میں ملائی اور شاعری کی شیشہ گری کی دکانیں توڑنے کا ہے اور دوسرا کام اس سے اگلے شعر میں بتایا گیا ہے ۔

ہجومِ مدرسہ بھی سازگار ہے اس کو

کہ اس کے واسطے لازم نہیں ہے ویرانہ

معانی: ہجوم مدرسہ: درس گاہوں کی بھیڑ بھاڑ۔ ساز گار: موافق، واسطے، ویرانہ: بیابان

مطلب: شاعری اور ملائی کی طرح ہمارے جدید مدارس بھی علم کی جگہ کے بجائے نام نہاد طالب علموں کی بھیڑ کی جگہ بن چکے ہیں ۔ شیشہ گروں کی دکانوں کی طرح ان مدرسوں کو ویران کرنا بھی ضروری ہے ۔ اس لیے صاحب جنوں کا یہ کام بھی ہے کہ وہ بیابانوں کی بجائے ان مدرسوں کا رخ کرے اور ان کو برباد کر کے ان کی جگہ ایسے مدارس قائم کرے جہاں صحیح طالب علم اور انسان پیدا ہو سکیں ۔ صاحب جنوں سے دراصل وہ لوگ مراد ہیں جو جنوں کی حد تک اپنے مقصد کو پورا کرنے کی لگن رکھتے ہوں ۔

اپنے شعر سے

ہے گلہ مجھ کو تری لذتِ پیدائی کا
تو ہوا فاش تو ہیں اب مرے اسرار بھی فاش

معانی: گلہ ہے: شکایت ہے ۔ لذت پیدائی: ظاہر ہونے کی چاشنی ۔ فاش ہونا: بھید کا کھلنا ۔ اسرار: سر کی جمع، راز بھید ۔
مطلب: شاعری دراصل شاعر کے ذاتی اور پوشیدہ جذبات وافکار کی نمائندگی کرتی ہے ۔ زمانہ حاضر چونکہ ان جذبات وافکار کا حامل نہیں بن سکتا جو اقبال کے سینے میں انگڑائی لے رہے ہیں اس لیے وہ اپنی شاعری سے خود ہی شکایت کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ تجھے ظاہر ہونے کی چاشنی نے وجود دیا ہے ۔ اس دور میں تجھے ظاہر نہیں ہونا چاہیے تھا ۔ اب جب کہ تو ظاہر ہو گئی ہے تو تجھ پر لازم ہے کہ وہ بھید جو میرے سینے میں چھپے ہوئے ہیں ان کو بھی فاش کر دے ۔ یعنی پوری طرح میرے پوشیدہ اور باطنی جذبات وافکار کی نمائندہ بن جا ۔

شعلہ سے ٹوٹ کر مثلِ شرر آوارہ نہ رہ
کر کسی سینۂ پرسوز میں خلوت کی تلاش

معانی: شرر: چنگاری ۔ آوارہ نہ رہ ۔ بے مقصد نہ پھر، بے کار نہ رہ ۔ سینہ پرسوز: تپش اور حرارت سے بھرا ہوا سینہ ۔ خلوت: تنہائی ۔ شعلہ: آگ کی لپٹ ۔ مثل: مانند ۔
مطلب: اقبال نے یہاں شعلہ اور چنگاری کی مثال دے کر اپنے مقصد کو بیان کیا ہے ۔ جب آگ میں سے چنگاری نکلتی ہے تو بے مقصد ہوا میں گم ہو جاتی ہے ۔ وہ کسی چیز کو جلانے کی صلاحیت نہیں رکھتی ۔ اپنی شاعری سے اقبال اس پس منظر میں یہ کہہ رہے ہیں کہ تو بھی میرے سینے کی آگ سے نکل کر چنگاری کی طرح بے مقصد اور بے کار نہ رہ جانا بلکہ ایسے سینوں کو تلاش کر کے کہ جن

میں حرارت اور تپش ہے ۔ ان کی خلوت میں اپنی جگہ بنا لینا ۔ کیونکہ میری شاعری ایسے سینوں کی ہی اہل ہے ۔ بے سوز سینے اسے نہ برداشت کر سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں ۔

پیرس کی مسجد

مری نگاہ کمالِ ہنر کو کیا دیکھے
کہ حق سے یہ حرمِ مغربی ہے بیگانہ

معانی: پیرس: پیرس ملک فرانس کا دارالحکومت ہے جہاں مسلمانوں نے ایک مسجد تعمیر کی تھی ۔ کمال ہنر: فن تعمیر کا اعلیٰ وصف ۔ حرم مغربی: مغربی ملک میں بنی ہوئی مسجد ۔ حق : صداقت، خدا ۔

مطلب: پہلی جنگ عظیم کے بعد جب سلطنت عثمانیہ کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے تو فرانس نے بعض دوسرے مسلمان ملکوں کے علاوہ ملک شام پر بھی قبضہ کر لیا جس کا دارالحکومت دمشق ہے ۔ اہل فرانس نے غالباً حکومت فرانس کے اشارے پر اپنے ملک کے دارالحکومت پیرس میں ایک مسجد بنائی جو فن تعمیر کے لحاظ سے اعلیٰ اوصاف کی مالک تھی لیکن علامہ کہتے ہیں کہ یہ مسجد جو اس مغربی ملک میں بنی ہے صداقت یا خدا سے بالکل خالی ہے ۔ کیونکہ اس کے پیچھے مقصد صرف مسلمانوں کی حمایت حاصل کرنے کے سوا یا ان کو خوش کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے ۔

حرم نہیں ہے، فرنگی کرشمہ بازوں نے
تنِ حرم میں چھپا دی ہے روحِ بتخانہ

معانی: حرم: مسجد ۔ فرنگی کرشمہ ساز: شعبدے دکھانے والے اہل مغرب ۔ تن حرم: مسجد کا جسم ۔ روح بت خانہ: کفر اور باطل کی روح ۔

مطلب: علامہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ مسجد صحیح معنوں میں مسجد نہیں ہے کیونکہ اہل مغرب کے شعبدہ بازوں نے اس مسجد کے جسم میں بت پرستی یا کفر اور باطل کی روح چھپا رکھی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ مقصد ان کا مسجد تعمیر کر کے صرف مسلمانوں کو یہ فریب دینے کی کوشش کرنا ہے کہ ہم تمہارے خیر خواہ ہیں حالانکہ وہ اندر سے اسلام کے اور مسلمانوں کے دشمن ہیں ۔

یہ بت کدہ انھی غارت گروں کی ہے تعمیر
دمشق ہاتھ سے جن کے ہوا ہے ویرانہ

معانی: غارت گر: لٹیرے ۔ دمشق: ملک شام کا دارلحکومت ۔ ویرانہ: ویران، تباہ برباد ۔

مطلب: یہ مسجد اپنی شکل کے اعتبار سے تو ضرور مسجد ہے لیکن چونکہ اس کی تعمیر کا مقصد محض مسلمانوں کو فریب دینا ہے اور یہ ان لٹیروں نے بنائی ہوئی ہے جنھوں نے لشکر کشی کر کے ملک شام کے دارلحکومت دمشق کو تباہ و برباد کر کے بیابان بنا دیا ہے ۔ اس لیے اقبال کے نزدیک یہ ظاہری شکل میں مسجد ہونے کے باوجود اندرونی طور پر کافری روح اپنے اندر رکھتی ہے ۔

ادبیات

عشق اب پیروی عقلِ خداداد کرے
آبرو کوچہَ جاناں میں نہ برباد کرے

معانی: ادبیات: ادب سے متعلق جملہ باتیں ، ادب سے یہاں مراد ہے شعر و شاعری اور دوسری اصناف ۔ پیروی کرنا: پیچھے چلنا، تقلید کرنا ۔ عقل خداداد: خدا کی دی ہوئی عقل ۔ آبرو: عزت ۔ کوچہ جاناں : معشوق کی گلی ۔

مطلب: آج کل کے ادب کے متعلق اقبال یہ رائے دیتے ہیں کہ یہ عشق سے یعنی سوز اور جذبہ سے بالکل خالی ہے حالانکہ یہ ادب کے دو بنیادی وصف ہیں ۔ آج کل کے ادیب عشق کے بجائے خدا کی دی ہوئی عقل کے غلام ہیں اور معشوق کی گلی میں جا کر اپنی عزت برباد کرنے کے حق میں نہیں ہیں ۔ یعنی وہ جذبے اور عشق سے بالکل خالی ہیں ۔

کہنہ پیکر میں نئی روح کو آباد کرے
یا کہن روح کو تقلید سے آزاد کرے

معانی: کہنہ پیکر: پرانا جسم ۔ کہن روح: پرانی روح ۔ تقلید سے آزاد کرنا: پیروی سے چھڑانا ۔

مطلب: آج کے ادیبوں کو اپنی جدید راہ چھوڑ کر یا تو یہ کرنا چاہیے کہ پرانی طرز کی شاعری میں نئی جان پیدا کریں اور انہیں آدمیت و انسانیت اور قومی اور وطنی ترقی کے موضوعات سے آشنا کریں اور اگر وہ یہ نہیں کر سکتے تو پھر یہ کریں کہ پرانی شاعری کو ہی اپنائیں لیکن اس کی روح کو روایتی پیروی سے چھڑا کر اس میں نئے نئے اسالیب و معانی پیدا کریں ۔

نگاہ

بہار و قافلۂ لالہ ہائے صحرائی
شباب و مستی و ذوق و سرور رعنائی

معانی: لالہ ہائے صحرائی: صحرا میں کھلے ہوئے لالے کے پھول جو سرخ رنگ کے ہوتے ہیں ۔ شباب: جوان ۔ رعنائی: ظاہری رونق، زیبائی ۔

مطلب: یوں لگتا ہے موسم بہار ہو، صحرا کے سرخ رنگ کے لالہ کے پھولوں کے قافلے سامنے ہوں ، جوانی کا زمانہ ہو اور اس عمر کی مستی دل و دماغ پر چھائی ہوئی ہو، ہر قسم کی لذت اٹھانے کی خواہش موجود ہو اور سرور یا خوشی حاصل کرنا بھی مقصود ہو، اور حسن و جمال اپنی کمال زیبائی پر ۔

اندھیری رات میں یہ چشمکیں ستاروں کی
یہ بحر! یہ فلکِ نیلگوں کی پہنائی

معانی: چشمکیں : آنکھوں کے اشارے ۔ بحر: سمندر ۔ فلک نیلگوں : نیلا آسمان ۔ پہنائی: وسعت ۔ عروس قمر: چاند کی دلہن ۔

مطلب: رات کی تاریکی ہو اور اس میں ستارے ایک دوسرے سے اشاروں میں مصروف ہوں ۔ سمندر ہو یا نیلے آسمان کی وسعت ہو ۔

سفر عروسِ قمر کا عماری شب میں
طلوعِ مہر و سکوت سپہر مینائی

معانی: عروس قمر: چاند کی دلہن ۔ عماری شب: رات کی ڈولی ۔ طلوع مہر: سورج کا نکلنا ۔ سکوت سپہر مینائی: نیلے رنگ کے آسمان کی خاموشی ۔

مطلب: رات کے کجاوے یا ڈولی میں چاند کی دلہن کا سفر ہو۔ سورج نکل رہا ہو اور نیلے آسمان پر خاموشی چھائی ہو۔

نگاہ ہو تو بہائے نظارہ کچھ بھی نہیں

کہ بیچتی نہیں فطرت جمال و زیبائی

معانی: بہائے نظارہ: نظارے کی قیمت ۔ فطرت: قدرت ۔ جمال: حسن ۔ زیبائی: زینت ۔

مطلب: ان سب کو دیکھنے کے لیے انسان کے پاس نظر چاہیے ورنہ ان نظاروں کو دیکھنے کا تو قدرت کوئی معاوضہ نہیں چاہتی اور نہ ہی قدرت ان نظاروں کے حسن و جمال کو اور زینت و کمال کو بیچتی ہے ۔ یہ تو مفت کے نظارے ہیں ۔ شرط صرف یہ ہے کہ انسان کے پاس دیکھنے والا حسن نظر موجود ہو اگر یہ نہیں تو یہ سارے حسین و جمیل نظارے اس کے لیے بے کار ہیں ۔

مسجدِ قوت الاسلام

ہے مرے سینۂ بے نور میں اب کیا باقی
لا الہ مردہ و افسردہ و بے ذوقِ نمود

معانی: یہ ہندوستان میں فتح دہلی کے بعد پہلی مسجد ہے جسے قطب الدین ایبک نے دارالحکومت دہلی میں تعمیر کرایا تھا اور جس کا ایک مینار قطب مینار کے نام سے آج بھی تعمیرات کے شاہکاروں میں شمار ہوتا ہے (اس کو مسجد قوت الاسلام کہتے ہیں) ۔ لا الہ: دوسرا کوئی خدا نہیں سوائے اللہ کے ۔ افسردہ: بجھا ہوا ۔ بے ذوق: اظہار کے ذوق کا نہ ہونا ۔
مطلب : اس نظم میں میرے اور میری کے الفاظ علامہ نے علامتی طور پر استعمال کیے ہیں جس کے اصل معنی آج کل کے بے عمل مسلمان ہیں ۔ علامہ کہتے ہیں کہ آج ہم مسلمانوں کے سینے روحِ اسلام سے خالی ہو چکے ہیں اور کلمہ توحید کی روح ہمارے اندر مردہ ہو چکی ہے یا بجھ چکی ہے اور کسی میں بھی توحید کو ظاہر کرنے کا ذوق موجود نہیں ہے ۔ مسلمان لا الہ زبان سے تو پڑھتے ہیں لیکن دل اس کی روح سے خالی ہیں ۔

چشمِ فطرت بھی نہ پہچان سکے گی مجھ کو
کہ ایازی سے دگرگوں ہے مقامِ محمود

معانی: چشمِ فطرت: قدرت کی آنکھ ۔ ایازی: غلامی، ایاز محمود کا غلام تھا ۔ مقام محمود: سلطان محمود غزنوی کا مرتبہ، یعنی سلطانی و حکمرانی ۔ دگرگوں ہے: منتشر ہے، الٹ ہے، برباد ہے ۔
مطلب: مسلمانوں میں غلامی کی وجہ سے سلطانی اور حکمرانی کا نظام اس طرح الٹ پلٹ ہو چکا ہے اور مسلمان، مسلمانی کے اعتبار سے اس حد تک بدل چکے ہیں کہ قدرت کی آنکھ بھی شاید انہیں بطور مسلمان نہ پہچان سکے ۔

کیوں مسلماں نہ خجل ہو تری سنگینی سے

کہ غلامی سے ہوا مثلِ زجاج اس کا وجود

معانی: خجل ہونا: شرمندہ ہونا ۔ سنگینی: مضبوطی ۔ مثل زجاج: شیشے کی مانند ۔ وجود: ہستی، جسم ۔

مطلب: اے مسجد قوت الاسلام تیرے وجود سے جو تیری مضبوطی کی وجہ سے سینکڑوں سال گزرنے پر آج بھی قائم ہے مسلمان کیوں نہ شرمندہ ہو کہ غلامی نے اس کی اور اس کے اندر مسلمانی کی مضبوطی کو شیشے کی مانند نرم کر دیا ہے ۔

ہے تری شان کے شایاں اسی مومن کی نماز

جس کی تکبیر میں ہو معرکہَ بود و نبود

معانی: شان کے شایاں : شان کے قابل ۔ تکبیر: اللہ اکبر کہنا ۔ بود و نبود: ہستی اور نیستی ۔

مطلب: اے مسلمان نمازیں تو بھی پڑھتا ہے لیکن یہ نماز کی اصل روح سے خالی ہیں ۔ مومن کی شان کے لائق تو وہ نماز ہوتی ہے جس کی تکبیر میں وجود و عدم یا ہستی و نیستی کی جنگ موجود ہو ۔ یعنی وہ اپنی تکبیر سے حق کو وجود دینے والا اور باطل کو ختم کرنے والا ہو ۔

اب کہاں میرے نفس میں وہ حرارت وہ گداز

بے تب و تابِ دروں میری صلوٰۃ اور درود

معانی: نفس: سانس ۔ گداز: سوز ۔ بے تب و تاب دروں : اندرونی تڑپ اور گرمی کے بغیر ۔ صلوۃ: نماز ۔ درود: حضرت محمد ﷺ پر ایک خاص انداز اور خاص الفاظ میں تحسین و آفرین کرنا ۔

مطلب: آج کے مسلمانوں کی سانسوں میں پہلے مسلمانوں کی سانسوں جیسی گرمی اور سوز باقی نہیں رہا ۔ ان کی نمازیں پڑھنا یا ان کا حضرت محمد مصطفی ﷺ پر درود بھیجنا واجبی و رسمی ہوتا ہے اور ان میں اندرونی گرمی اور تڑپ بالکل نہیں ہوتی یعنی یہ سب کچھ رسمی رہ گیا ہے اور اصلی روح ان کے اجسام سے نکل چکی ہے ۔

ہے مری بانگِ اذاں میں نہ بلندی نہ شکوہ
کیا گوارا ہے تجھے ایسے مسلماں کا سجود

معانی: بانگ اذاں : اذان کی آواز ۔ شکوہ: ہیبت، دبدبہ، شان ۔ گوارا: پسند، برداشت ۔ سجود: سجدہ ۔

مطلب: اے مسجد قوت الاسلام تجھ میں جو موذن اذان دیتا ہے اس کی اذان میں بھی وہ رفعت اور وہ ہیبت نہیں رہی جو کبھی اذان سے فضا میں اور مسلمانوں کے دلوں پر چھا جاتی تھی اور وہ جوق در جوق خدا کے آگے سجدہ ریز ہونے کے لیے کھنچے چلے آتے تھے ۔ اے مسجد اب جس قسم کی بے سوز اور بے شان اذان اس دور کا گیا گزرا مسلمان تجھ میں دے رہا ہے کیا تو اسے پسند کرتی ہے یا برداشت کرتی ہے ۔ ایسے مسلمان کی اذان کو اور اس کی سجدوں کو جو وہ نماز میں ادا کرتا ہے یقیناً یہ مسجد پسند نہیں کرتی ہوگی کیونکہ یہ سب کچھ رسمی رہ گیا ہے اور اصل روح اسلامی سے بیگانہ ہو چکا ہے ۔

تیاتر (تھیٹر)

تری خودی سے ہے روشن ترا حریمِ وجود
حیات کیا ہے اسی کا سرور و سوز و ثبات

معانی: تیاتر: انگریزی لفظ تھیٹر کا اردو بنایا ہے ۔ مطلب تماشہ گاہ، خصوصاً اسٹیج پر دکھانے والا تماشا ۔ حریم وجود: وجود کا گھر ۔ ثبات: قائم رہنا، پائیداری، خودی: اپنی معرفت، حیات ۔ سوز: جلن ۔ سرور: مستی، خوشی ۔

مطلب: یہاں علامہ نے آدمی کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ تیری ہستی کا گھر خودی (خودشناسی، خود معرفتی) سے روشن ہے ۔ زندگی جسے کہتے ہیں وہ اسی خودی کی خوشی، تپش اور پائیداری کا نام ہے ۔ یعنی خودی انسانی زندگی جس میں یہ صفات پیدا کرتی ہے اور اس کے جسم کے گھر کو روشن رکھتی ہے ۔

بلندتر مہ و پرویں سے ہے اسی کا مقام
اسی کے نور سے پیدا ہیں تیرے ذات و صفات

معانی: بلند تر: بلند مرتبہ ۔ مہ و پرویں : چاند اور تارے ۔ پیدا: ظاہر ۔ مقام: مرتبۃ ۔ وجود: ہستی ۔ صفات: کسی صفت کی جمع ۔

مطلب: خودی کے نور سے آدمی کی ذات اور اس کی صفات کے جوہر نمایاں ہوتے ہیں اور جب یہ جوہر کسی آدمی میں پیدا ہو جائیں تو اس کا مرتبہ چاند اور ثریا ستارے سے بھی بلند ہو جاتا ہے ۔

حریم ترا خودی غیر کی ! معاذاللہ
دوبارہ زندہ نہ کر کاروبارِ لات و منات

معانی: حریم: گھر ۔ معاذ اللہ: خدا کی پناہ ۔ لات و منات: دو بتوں کے نام جو کعبہ میں رکھے ہوئے تھے ۔ دوبارہ: پھر سے ۔ زندہ کرنا: تازہ کرنا ۔ غیر: دوسرا ۔ خودی: خود شناسی ۔

مطلب: علامہ تیاتر میں اسٹیج پر اداکاری کرنے والے اداکاروں سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ خودی جس کا میں نے مذکورہ بالا اشعار میں ذکر کیا ہے تجھ میں موجود نہیں ہے ۔ اداکاری چونکہ نقالی ہوتی ہے اور اے اداکار تو چونکہ دوسروں کی نکل اتارتا ہے اس طرح تو اپنے گھر میں اپنی خودی کے بجائے غیر کی خودی کو داخل کرتا ہے جس سے تجھے توبہ کرنی چاہیے اور اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے کیونکہ اس طرح تو کافروں کے زمانے میں کعبے میں رکھے ہوئے لات و منات کے کاروبار بت پرستی کو دوبارہ زندہ کر رہا ہے ۔

یہی کمال ہے تمثیل کا کہ تو نہ رہے

رہا نہ تو، تو نہ سوزِ خودی، نہ سازِ حیات

معانی: تمثیل: اداکاری، ڈرامہ ۔ کمال: عروج ۔ سوز: جلن: ساز: لذت ۔ خودی: اپنی معرفت، انسانیت ۔

مطلب: ڈرامہ کھیلنے یا اداکاری کرنے کا کمال یہ ہے کہ اداکار اپنی ہستی کو مٹا دیتا ہے اور خود میں کسی دوسرے کو داخل کر کے اس کی جگہ اداکاری کر رہا ہوتا ہے ۔ شاعر کہتا ہے کہ اے اداکار اس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کی تیری ہستی مٹ جائے اور تجھ میں نہ خودی کی تپش باقی رہے اور نہ زندگی کا نغمہ باقی رہے ۔

شعاعِ امید

(1)

سورج نے دیا اپنی شعاعوں کو یہ پیغام
دنیا ہے عجب چیز، کبھی صبح کبھی شام

معانی: شعاعوں: کرنوں ۔ پیغام: یعنی سمجھایا ۔
مطلب: سورج نے اپنی کرنوں کو یہ پیغام دیا کہ اس دنیا کو بھی اللہ تعالیٰ نے عجیب بنایا ہے کبھی اس میں میرے نکلنے سے صبح طلوع ہوتی ہے اور کبھی میرے غروب ہونے سے شام کا اندھیرا چھا جاتا ہے ۔

مدت سے تم آوارہ ہو پہنائے فضا میں
بڑھتی ہی چلی جاتی ہے بے مہریَ ایام

معانی: پہنائے فضا: فضا کی وسعت ۔ بے مہری ایام: زمانے کا ظلم ۔
مطلب: سورج مزید کہتا ہے کہ اے کرنو! تم ایک عرصہ سے فضا کی وسعت میں منتشر ہو اور اشیائے زمانہ پر تم اپنا پرتو ڈال رہی ہو لیکن اس کے مقابلے میں زمانے کے ظلم کو دیکھو کہ وہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے تمہیں روندتا ہوا چلا جا رہا ہے ۔ اور تمہارے احسان اور محبت کی کوئی قدر نہیں کر رہا ۔

نے ریت کے ذرّوں پہ چمکنے میں ہے راحت
نے مثلِ صبا طوفِ گل و لالہ میں آرام

معانی: نے: نہ ۔ راحت: آرام ۔ مثل: مانند ۔ صبا: صبح کی نرم اور لطیف ہوا جس کے اثر سے پھول کھلتے ہیں ۔ طواف گل و لالہ: گلاب کے اور لالہ کے پھولوں کے پھیرے لینا ۔

مطلب: سورج اپنی کرنوں کو مزید یہ کہتا ہے کہ تم مٹی اور ریت کے ذروں میں چمک پیدا کرتی ہو لیکن جواب میں وہ تمہیں کوئی آرام نہیں پہنچاتے ۔ جس طرح صبح کی نرم اور لطیف ہوا پھولوں کو کھلانے کے لیے گلاب اور لالہ کے پھولوں کے پھیرے لیتی ہے لیکن اس احسان کے بدلے میں وہ صبا کو آرام تک بھی نصیب نہیں کرتے اسی طرح تمہارے احسان کا بھی کوئی شے بدلہ نہیں چکاتی ۔

پھر میرے تجلی کدہَ دل میں سما جاوَ

چھوڑو چمنستان و بیابان و در و بام

معانی: تجلی کدہَ دل: تجلیات بھرا دل ۔ چمنستان: گلستان، باغ ۔ درو بام: آبادی، شہر ۔

مطلب: سورج کہتا ہے اے میری کرنو! جب تمہارے رحم کے بدلے تم پر ظلم کیا جاتا ہے اور جب تمہارے احسانات کا کوئی بدلہ نہیں چکایا جاتا تو بہتر یہ ہے کہ تم سمٹ جاوَ اور میرے دل کی جلوہ گاہ میں بند ہو جاوَ ۔ باغ، بیابان اور آبادیوں کو بلکل چھوڑ دو اور کہیں بھی چمکنا اور دمکنا بند کر دو ۔

(۲)

آفاق کے ہر گوشہ سے اٹھتی ہیں شعاعیں

بچھڑے ہوئے خورشید سے ہوتی ہے ہم آغوش

معانی: آفاق: افق کی جمع، دنیا، کائنات ۔ شعاعیں: کرنیں ۔ ہم آغوش: بغل گیر۔ خورشید: سورج ۔
مطلب: پہلے حصے میں سورج کی کرنوں کو یہ کہنے پر کہ تم اشیاء پر چمکنا چھوڑ دو کائنات کے ہر کونے میں کرنوں نے اٹھنا شروع کیا اور اس طرح سے بغل گیر ہو گئیں (دوبارہ سورج میں سما گئیں) جس طرح سے الگ ہو کر وہ دنیا اور اس کی اشیاء کو چمکا رہی تھیں ۔

اک شور ہے مغرب میں اجالا نہیں ممکن
افرنگ مشینوں کے دھوئیں سے ہے سیہ پوش

معانی: اجالا: روشنی ۔ افرنگ: اہل مغرب ۔ سیہ پوش: کالے رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ۔
مطلب: علامہ سورج کو اپنی کرنیں واپس لینے پر کہتے ہیں کہ ان کرنوں سے چیزیں تو ضرور روشن ہو رہی ہیں لیکن مغربی تہذیب و تمدن کی تاریکی ان کرنوں کی روشنی کو تاریکی میں بدل رہی ہے اس لیے ہر طرح شور برپا ہے کہ مغربی تہذیب و تمدن کی تاریکی ان کرنوں کی روشنی کو تاریکی میں بدل رہی ہے اس لیے ہر طرف شور برپا ہے کہ مغرب میں روشنی کا ہونا ممکن نہیں ۔ اہل مغرب کو دیکھیں کہ وہ مادہ کے پجاری ہو چکے ہیں اور مشینیں (کارخانے) لگا کر اس کی چمنیوں کے دھوئیں کی وجہ سے سیاہ کپڑے پہننے والے بن گئے ہیں ۔ مراد یہ ہے کہ نہ ان کے جسم (طہارت نہ ہونے کی وجہ سے) پاک اور نہ ان کے دلوں میں نور ہے ۔ ایسے حالات میں کرنوں کا ان پر چمکنا بے فائدہ ہے ۔

مشرق نہیں گو لذّتِ نظارہ سے محروم
لیکن صفتِ عالمِ لاہوت ہے خاموش

معانی: لذت نظارہ: چیزوں کو دیکھنے کا شوق ۔ محروم: بیگانہ ۔ صفت عالم لاہوت: فرشتوں کے جہان کی مانند ۔
مطلب: اہل مغرب کے مقابلے میں اہل مشرق میں نظاروں کو دیکھنے کی چاشنی موجود ہے اور وہ اس ذوق سے بیگانہ نہیں ہیں لیکن وہ عملاً کچھ نہیں کر رہے ۔ ان کی مثال تو فرشتوں کی دنیا کی سی ہے جہاں کوئی ہنگامہ نہیں ہے ۔

پھر ہم کو اسی سینۂ روشن میں چھپا لے
اے مہرِ جہاں تاب نہ کر ہم کو فراموش

معانی: مہر جہاں تاب: دنیا کو روشن کرنے والا سورج ۔ فراموش کرنا: بھول جانا ۔
مطلب: اس پس منظر میں جس کا ذکر اہل مغرب اور اہل مشرق کے سلسلے میں مذکورہ بالا شعروں میں ہوا ہے کرنیں اتنی مایوس ہو جاتی ہیں کہ وہ جہان کے روشن کرنے والے اس سورج کو جس سے وہ جدا ہوئی ہیں فریاد کرتی ہیں کہ اے سورج تو ہمیں بھول مت اور ہمیں سمیٹ کر دوبارہ اپنے روشن سینے میں بند کر لے کیونکہ ایسی دنیا میں ہمارا چمکنا بے کار اور فضول ہے ۔

(۳)

اک شوخ کرن، شوخ مثالِ نگہِ حور
آرام سے فارغ صفتِ جوہر سیماب

معانی: صفتِ جوہر سیماب: پارے کی اصلیت کی مانند جس کی صفت ہر وقت تڑپتے رہنا ہے ۔ شوخ: نخرے والی ۔ کرن: شعاع ۔ حور: جنت کی حسین عورت ۔ صفت: مانند ۔
مطلب: جب کرنوں نے سورج سے یہ کہا کہ ہمیں سمیٹ لے اور اپنے اندر جذب کر لے تو ان میں سے ایک کرن جو جنت کی حور کی نگاہ کی مانند شوخ تھی اور پارے کی تڑپ کی صفت کی مانند چین اور آرام سے فارغ تھی یعنی بیقرار تھی کہنے لگی

بولی کہ مجھے رخصتِ تنویر عطا ہو
جب تک نہ ہو مشرق کا ہر اک ذرہ جہاں تاب

معانی: سورج کی ان گنت کرنوں میں سے ایک کرن جو بڑی شوخ تھی، سورج سے کہنے لگی کہ ساری کرنیں چاہیں تو سمٹ جائیں لیکن میں نہیں سمٹنا چاہتی ۔ اے سورج مجھ کو اجازت دے کہ میں اس روئے زمین پر اس وقت تک چمکتی رہوں جب تک کہ میں مشرقی دنیا کے ایک ایک ذرے کو، پورے جہان کو روشن کرنے والا ذرہ نہ بنا لوں ۔ مراد ہے جملہ اہل مشرق میں بیداری نہ پیدا کر لوں ۔

چھوڑوں گی نہ میں ہند کی تاریک فضا کو
جب تک نہ اٹھیں خواب سے مردانِ گراں خواب

معانی: مردانِ گراں خواب: گہری نیند سوئے ہوئے لوگ ۔ ہند: ہندوستان ۔ تاریک: سیاہ ۔
مطلب: وہ شوخ کرن سورج سے مزید کہنے لگی مجھے چمکنے کی اس وقت تک کی مہلت دو جب تک کہ میں ہند کی اندھیری فضا کو روشن نہ کر لوں اور جب تک اس ملک کے گہری نیند سوئے ہوئے لوگ نیند سے جاگ نہیں پڑتے اور ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو جاتے ۔

خاور کی امیدوں کا یہی خاک ہے مرکز
اقبال کے اشکوں سے یہی خاک ہے سیراب

معانی: خاور: مشرق ۔ اشک: آنسو ۔ خاک: مٹی ۔ زمین: ملک، مرکز: محور ۔ سیراب ہونا: نم والی ہونا ۔
مطلب: یہ خاک یعنی برصغیر کی مٹی چونکہ اقبال کے آنسوؤں سے سیراب ہو چکی ہے اس لیے اس میں سے مشرق اور اہل مشرق کی امیدوں کے پودوں کا نکلنا اور بڑھنا ممکن ہے ۔ اسی لیے برصغیر کی خاک تمام مشرقی ممالک اور جملہ اہل مشرق کی امیدوں کا مرکز ہے ۔

چشمِ مہ و پرویں ہے اسی خاک سے روشن
یہ خاک کہ ہے جس کا خزف ریزہ دُرِناب

معانی: چشم مہ و پرویں : چاند اور ثریا کی آنکھیں ۔ خزف ریزہ: ٹھیکری ۔ درناب: خالص موتی، سچا موتی ۔
مطلب: اس ملک کی یعنی برصغیر کی مٹی کو خالق نے ایسی روشنی عطا کی ہے کہ جس سے چاند اور ثریا ستارے کی آنکھیں بھی روشن ہیں ۔ یہ مٹی وہ ہے کہ اس کی ہر ٹھیکری یا سنگ ریزہ خالص اور سچے موتی کے برابر ہے ۔

اس خاک سے اٹھے ہیں وہ غواصِ معانی
جن کے لیے ہر بحرِ پر آشوب ہے پایاب

معانی: غواص معانی: معانی کے دریا میں غوطہ لگانے والے ۔ بحر پر آشوب: طوفان بھرا اور تلاطم خیز سمندر ۔ پایاب: پاؤں پر چل کر گزر جانے والا یعنی قدر برابر چوڑا ۔
مطلب: برصغیر کی مٹی سے ایسے ایسے لوگ اٹھے ہیں جنھوں نے معانی کے سمندر میں غوطے لگائے ہیں یعنی یہاں اعلیٰ درجے کے مفکر اور درویش پیدا ہوئے ہیں اور یہ معانی کے سمندر میں غوطہ لگانے والی شخصیتیں ایسی بلند ارادہ اور بلند حوصلہ تھیں کہ طوفانی سمندروں کو بھی خاطر میں نہیں لاتی تھیں اور ان کو صرف ایک قدم کا فاصلہ سمجھتی تھیں ۔

جس ساز کے نغموں سے حرارت تھی دلوں میں
محفل کا وہی ساز ہے بیگانۂ مضراب

معانی: مضراب: ساز کو بجانے والی وہ چیز جو سازندہ کی انگلی میں ہوتی ہے ۔ ساز: موسیقی کا آلہ ۔ نغمہ: راگ ۔
مطلب: اس شعر میں شاعر نے برصغیر کو ایک ساز کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور کہا ہے کہ جس طرح ساز کو بجانے والے انگلی میں موجود آلہ سے جب کوئی سازندہ محروم ہوتا ہے تو وہ ساز کے تاروں سے نغموں کو باہر نہیں لا سکتا اسی طرح برصغیر کی بھی یہی حالت ہو

گئی ہے کہ جس میں کبھی بڑے بڑے رشی، منی، مجدد، ولی، درویش، شاعر، ادیب، مفکر، مصور اور سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والے لوگ پیدا ہوتے تھے اب بد قسمتی سے اس ملک میں پیدا نہیں ہو رہے ۔

بت خانے کے دروازے پہ سوتا ہے برہمن
تقدیر کو روتا ہے مسلماں تہِ محراب

معانی: تہ محراب: مسجد کی محراب کے نیچے ۔ برہمن: ہندوؤں کا مذہبی پیشوا ۔
مطلب: برصغیر میں چونکہ دو بڑی قومیں موجود ہیں جن میں سے ایک قوم بتوں کو پوجنے والی یعنی ہندو قوم ہے اور دوسری توحید خدا کو ماننے والی یعنی مسلمان قوم ہے ۔ ان دونوں قوموں کے متعلق اقبال کہتے ہیں کہ ہندوؤں کے پیشوا یعنی برہمن بت خانوں کے دروازوں پر پڑے غافل سو رہے ہیں اور مسلمانوں کے پیشوا مسجدوں کی محرابوں کے تلے بیٹھے اپنی بد قسمتی پر آنسو بہا رہے ہیں ۔ مراد یہ ہے کہ دونوں قومیں آرزوئے آزادی و ترقی سے محروم غفلت کی نیند سوئی ہوئی ہیں ۔

مشرق سے ہو بیزار، نہ مغرب سے حذر کر
فطرت کا اشارہ ہے کہ ہر شب کو سحر کر

معانی: حذر کرنا: بچنا ۔ شب: رات ۔ سحر: صبح ۔ بیزار: دل برداشتہ ۔ فطرت: قدرت ۔
مطلب: ان جملہ مایوس کن حالات کے ہوئے ہوئے وہ کرن جس نے دوسری کرنوں سے الگ چمکتے رہنے کا فیصلہ کیا تھا کہتی ہے کہ نہ میں مشرق اور اہل مشرق سے دل برداشتہ ہوں اور نہ میں مغرب اور اہل مغرب سے دامن کو بچانا چاہتی ہوں ۔ میرے ذمے تو قدرت نے چمکتے رہنے کا فرض سونپا ہوا ہے اور ہر رات کو صبح میں تبدیل کرنے کی ذمہ داری لگائی ہوئی ہے اس لیے میں تو اس امدی پر مشرق اور مغرب دونوں کی سرزمین پر چمکتی رہوں گی کہ شاید ان میں سے کوئی یا دونوں میری روشنی سے منور ہو جائیں اور حقیقت کو پا لیں ۔

امید

مقابلہ تو زمانے کا خوب کرتا ہوں
اگرچہ میں نہ سپاہی ہوں، نے امیرِ جنود

معانی: امیر جنود: فوجوں کا سالار ۔
مطلب: اگرچہ نہ میں سپاہی ہوں نہ سپہ سالار لیکن زمانہ حاضر جوکہ مغربی تہذیب وتمدن کی وجہ سے خرابیوں کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے ہے اس کا مقابلہ بہت اچھی طرح کر رہا ہوں اور لوگوں کو اس کی خرابیوں سے پوری طرح آگاہ کر رہا ہوں ۔

مجھے خبر نہیں یہ شاعری ہے یا کچھ اور
عطا ہوا ہے مجھے ذکر و فکر و جذب و سرود

معانی: ذکر: اللہ کی یاد ۔ فکر: غور و خوض ۔ جذب: مستی ۔ سرود: نغمہ ۔
مطلب: میں جو کچھ بھی کہہ رہا ہوں مجھے خود معلوم نہیں کہ یہ شاعری ہے یا کچھ اور لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی یاد دے کر اور اپنی ذات و صفات میں غور و خوض کی نعمت عطا کر کے مجھ میں ایک مستی اور نغمگی کی سی کیفیت پیدا کر دی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری شاعری رسمی شاعری نہیں ہے بلکہ اس میں میرے ذکر، فکر، جذب اور سرود کا اظہار ہے ۔

جبینِ بندہَ حق میں نمود ہے جس کی
اسی جلال سے لبریز ہے ضمیرِ وجود

معانی: جبین: ماتھا، پیشانی ۔ بندہَ حق: خدا کا برگزیدہ بندہ ۔ نمود: ظہور ۔ جلال: ہیبت ۔ لبریز ہے: بھرا ہوا ہے ۔ ضمیر وجود: اپنی ہستی یا کائنات کا دل ۔

مطلب: جو ہیبت اور شکوہ خدا کے کسی برگزیدہ بندے کے ماتھے میں سے ظاہر ہوتا ہے کائنات کا دل اسی شکوہ سے بھرا ہوا ہے یعنی کائنات میں جہاں کہیں بھی شکوہ نظر آئے گا وہ بندۂ حق یا مرد مومن کے جلال کی وجہ سے ہی ہو گا ۔

کافری تو نہیں، کافری سے کم بھی نہیں
کہ مردِ حق ہو گرفتارِ حاضر و موجود

معانی: مرد حق: اللہ کا برگزیدہ بندہ ۔ حاضر و موجود: جو کچھ کائنات میں موجود ہے اور نظر آتا ہے ۔

مطلب: اگر وہ شخص جو خود کو اللہ کا بندہ کہلاتا ہے اور وہ کائنات میں جو کچھ موجود ہے اور جو کچھ اسے ظاہری طور پر نظر آتا ہے اسی میں گم ہو کر رہ جائے اور جو کچھ کائنات کے پس پردہ ہے اس کو نہ دیکھے اور اپنی ساری زندگی خدا سے غافل اور دنیا میں محو ہو کر گزار دے تو اس شخص کی زندگی کو اگرچہ ہم پورے طور پر غیر اسلامی زندگی نہیں کہہ سکتے لیکن یہ کافری (اللہ اور اس کی صفات سے انکار) سے کم بھی نہیں ہے ۔ مرد حق تو وہ ہے جو اپنے ہر لمحہ کو اپنے ہر کام کو خدا کی مرضی کے مطابق کرے نہ کہ جو حالات موجود ہوں ان میں گم ہو کر رہ جائے ۔

غمیں نہ ہو کہ بہت دور ہیں ابھی باقی
نئے ستاروں سے خالی نہیں سپہرِ کبود

معانی: غمیں نہ ہو: غم مت کر ۔ دور: زمانے ۔ سپہر کبود: نیلا آسمان ۔

مطلب: جیسا کہ پہلے اشعار میں کہا گیا ہے اگر اللہ تعالیٰ کے بندے دور حاضر میں خدا سے غافل ہو کر دنیا میں گرفتار ہو چکے ہیں تو اے مخاطب غم مت کر کیوں کہ نیلا آسمان نئے ستاروں سے خالی نہیں ہے ۔ امید رکھ کہ نئے ستارے ابھر کر نیا زمانہ لائیں گے ۔ اس طرح پہلے زمانے ختم ہونے پر موجود زمانہ آتا ہے اسی طرح موجود زمانہ ختم ہو کر کئی نئے زمانوں میں بدلے گا اور اس وقت شاعروں کی شاعری، ذکر، فکر جذب اور سرود کی حامل ہو گی اور مرد حق کی جبین جلالِ حق سے ضرور چمکے گی ۔

نگاہ شوق

یہ کائنات چھپاتی نہیں ضمیر اپنا
کہ ذرہ ذرہ میں ہے ذوقِ آشکارائی

معانی: نگاہ شوق: شوق کی نظر یا عشق بھری نگاہ ۔ ضمیر: دل، باطن ۔ ذوق آشکارائی: ظاہر ہونے کی لذت ۔ کائنات: جہان ۔
مطلب: کائنات کے باطن یا دل میں جو کچھ بھی موجود ہے یہ اسے چھپا کر نہیں رکھتی بلکہ ظاہر کرتی رہتی ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ کائنات کے ایک ایک ذرے میں اپنے آپ کو ظاہر کرنے کی لذت اور چاشنی موجود ہے ۔

کچھ اور ہی نظر آتا ہے کاروبارِ جہاں
نگاہِ شوق اگر ہو شریکِ بینائی

معانی: نگاہ شوق: عشق بھری نظر ۔ بینائی: ظاہری آنکھ ۔
مطلب: ظاہری آنکھ سے تو اس کائنات کو یا جہان کو ہر کوئی دیکھتا ہے اور اسے جو کچھ ظاہر میں ہے وہی کچھ نظر آتا ہے ۔ اگر ظاہری نظر میں عشق کی نظر بھی شامل ہو جائے تو پھر جہان کا کاروبار کچھ اور ہی نظر آتا ہے ۔ یعنی کائنات کے باطن میں جو کچھ ہے وہ بھی اس کے سامنے آجاتا ہے ۔

اسی نگاہ سے محکوم قوم کے فرزند
ہوئے جہاں میں سزاوارِ کارفرمائی

معانی : فرزند: بیٹے، نوجوان ۔ محکوم قوم: غلام قوم ۔ سزاوار: لائق ۔ کارفرمائی: حکمرانی ۔
مطلب: جب بھی کسی غلام قوم کے نوجوانوں نے اپنی ظاہری بینائی میں عشق کی نگاہ شامل کی ہے تو وہ دنیا میں غلامی سے نکل کر حکمرانی کے لائق بن گئے ہیں ۔

اسی نگاہ میں ہے قاہری و جباری
اسی نگاہ میں ہے دلبری و رعنائی

معانی: قاہری و جباری: یہ اللہ تعالیٰ کے دو صفاتی ناموں قاہر اور جبار کی صفت ہیں ۔ بندہ بھی چونکہ صفات باری تعالیٰ کا مظہر ہے اس لیے یہ صفات اس میں بھی موجود ہیں ۔ اس کا قاہر ہونا دوسروں پر خصوصاً کافروں پر دبدبہ ڈالنا یا ان پر غالب آنا ہے ۔ جباری بھی اسی قسم کے رعب اور جلال کے معنی رکھتی ہے ۔ دلبری: محبوبی ۔ رعنائی: زیبائی ۔
مطلب: اسی نگاہ شوق کی بدولت خدا کے بندے میں باطل کے ساتھ مقابلے کے وقت قہر، جبر، ہیبت اور دبدبہ کی شان پیدا ہو جاتی ہے اور اسی نگاہ شوق سے جب اس کا واسطہ اپنوں سے یعنی حق پرستوں سے پڑتا ہے تو وہاں یہ نگاہ اپنے اندر محبوبی اور زیبائی کی شان پیدا کر لیتی ہے ۔ یعنی بندۂ مومن جب نگاہ عشق پیدا کرتا ہے تو کافروں کے لیے اس کی نظر قاہری و جباری والی اور مسلمانوں کے لیے اس کی نظر دلبری اور رعنائی والی ہوتی ہے ۔

اسی نگاہ سے ذرہ کو جنوں میرا
سکھا رہا ہے رہ و رسمِ دشت پیمائی

معانی: رہ و رسم: طریقے اور رسمیں ۔ دشت پیمائی: بیابان ناپنا یا عبور کرنا ۔ جنوں: انتہائی عشق ۔
مطلب: شاعر کہتا ہے کہ اسی نظر سے جس میں عشق شامل ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے اس کی وجہ سے میرے انتہائی عشق نے ذروں کے اندر ایسے طور طریقے پیدا کر دیئے ہیں کہ وہ بیابان طے کر سکتے ہیں ۔ یعنی میں نے اپنی شاعری سے بے ہمت اور بے طاقت لوگوں کے اندر مشکلات سے ٹکرانے اور ان پر قابو پانے کی صلاحیت پیدا کر دی ہے ۔

نگاہِ شوق میسر نہیں اگر تجھ کو
ترا وجود ہے قلب و نظر کی رسوائی

معانی: وجود: ہستی ۔ قلب: دل ۔ رسوائی: ذلت ۔ میسر ہونا: حاصل ہونا ۔ نگاہِ شوق: عشق کی نظر ۔

مطلب: اگر تیری ہستی کو عشق کی وہ نظر حاصل نہیں ہے جس کی صفات کا مذکورہ بالا شعروں میں ذکر ہوا ہے تو تو سمجھ لے کہ تیری ہستی تیرے دل اور تیری نظر یعنی تیرے ظاہر اور تیرے باطن دونوں کے لیے ذلت کا موجب ہے ۔

اہل ہنر سے

مہر و مہ و مشتری، چند نفس کا فروغ
عشق سے ہے پایدار تیری خودی کا وجود

معانی: اہل ہنر سے: فن جاننے والوں سے ۔ مہر: سورج ۔ مہ: چاند ۔ مشتری: ایک سیارے کا نام ہے ۔ نفس: سانس ۔ فروح: ظہور ۔ پائیدار: مضبوط ۔ وجود: ہستی ۔
مطلب: اس نظم میں شاعر نے رسمی اور خوددار اہل فن کا تعارف کرایا ہے اور ان میں فرق بتایا ہے ۔ اس شعر میں وہ کہتا ہے کہ سورج، چاند، مشتری چند سانسوں یا لمحات کا ظہور رکھتے ہیں یعنی ادھر نکلے اور ادھر چھپ جاتے ہیں لیکن اے وہ شخص جو اہل فن ہونے کا دعویٰ دار ہے تیری ہستی عارضی نہیں ہے بشرطیکہ تو نے اسے عشق کے ذریعے خود معرفتی حاصل کر کے مضبوط بنا لیا ہو ۔

تیرے حرم کا ضمیر اسود و احمر سے پاک
ننگ ہے تیرے لیے سرخ و سپید و کبود

معانی: حرم: کعبہ ۔ ضمیر: باطن، دل ۔ اسود: کالا ۔ احمر: سرخ ۔ ننگ ہے: باعث شرم ہے ۔ سپید: سفید ۔ کبود: نیلا ۔
مطلب: اس شعر میں اہل فن سے خطاب کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے کہ تیرے کعبہ دل کا باطن کالے اور سرخ کی تمیز سے پاک ہے اور اگر تو اپنے فن میں سرخ، سفید، نیلے اور کالے کی تمیز روا رکھتا ہے تو اے اہل فن کے دعویدار یہ تیرے لیے باعث شرم ہے ۔ اگر تیری خودی کا وجود تیرے عشق سے پائیدار ہو چکا ہو اور تو اسلام کی صحیح کو صحیح طور پر سمجھتا ہو تو کبھی ایسا فن پیدا نہیں کرے گا جس میں رنگ، نسل وطن وغیرہ کی تمیز ہو ۔

تیری خودی کا غیاب معرکۂ ذکر و فکر

تیری خودی کا حضور عالمِ شعر و سرود

معانی: غیاب: باطن، خلوت ۔ معرکہ ذکر و فکر: ذکر اور فکر میں مشغول رہنا ۔ حضور: ظاہر ہونا ۔ عالم شعر و سرود: شاعری اور نغمے کا جہان ۔

مطلب: اگر تو واقعی اہل فن ہے اور تو نے عشق کے ذریعے اپنی خودی کو مضبوط کر رکھا ہے تو جب تو خلوت میں ہوتا ہے تو تجھے ذکر و فکر میں مشغول رہنا چاہیے ۔ یہ تیری خودی کے باطن کا ظہور ہے ۔ اور تیری خودی کی جلوت کا ظہور، تیری شاعری اور تیرے نغمہ کے جہان میں نظر آئے گا یعنی خودی کے بغیر فن حقیقی فن نہیں بنتا ۔

روح اگر ہے تیری رنجِ غلامی سے زار

تیرے ہنر کا جہاں دیر و طواف و سجود

معانی: زار ہے: کمزور ہے، تکلیف میں ہے ۔ دیر: بت خانہ ۔ طواف: چکر کاٹنا ۔ سجود: سجدہ کرنا ۔

مطلب: اے فن کے دعویدار اگر تیری روح خودی سے بیگانہ ہے اور غلامی کی وجہ سے کمزور ہو چکی ہے تو تیرے فن کی دنیا بت خانے اور اس کے پھیرے لینے اور اس کے سامنے سجدے کرنے تک محدود ہو گی یعنی تو ایسا فن پیدا کرے گا جو ان صفات سے خالی ہو گا جن کا ذکر اوپر کے اشعار میں ہو چکا ہے اور تیرا فن حق کی بجائے باطل کا نمائندہ ہو گا ۔

اور اگر باخبر اپنی شرافت سے ہو

تیری سپہ انس و جن! تو ہے امیرِ جنود

معانی: سپہ: فوج ۔ انس: انسان ۔ امیر جنود: لشکر کا سردار ۔

مطلب: اے فن کے دعویدار اگر بطور انسان تجھے اپنے شرف، عزت اور بزرگی کا صحیح علم ہو تو جن اور انسان تیرے اس طرح تابع ہوں گے جس طرح کہ کسی لشکر کے امیر کے سپاہی اس کے حکم بردار ہوتے ہیں ۔

غزل

نہ میں اعجمی ، نہ ہندی ، نہ عراقی و حجازی
کہ خودی سے میں نے سیکھی دو جہاں سے بے نیازی

معانی: میرا تعلق کسی وطن سے نہیں ہے ۔ مجھے میری خودشناسی و خود معرفتی نے مجھے یہ رمز سکھائی ہے کہ خودی والا کسی جغرافیائی وطنیت میں محدود نہیں ہوتا ۔ وہ نہ خود کو حجازی کہلواتا ہے اور نہ عراقی، ہندی یا ایرانی بلکہ خود کو بندہ خدا کہلاتا ہے خود کو مسلمان کہلاتا ہے ۔ رنگ ، نسل ، خون، وطن کی حدبندیوں سے وہ آزاد ہے ۔ جہاں جہاں خدا کا ملک ہے وہ اس کا ملک ہے ۔ جو خودی کا راز پا لیتا ہے وہ اس جہان سے اور آنے والے جہان سے دونوں جہانوں سے بے گانہ اور بے نیاز ہو جاتا ہے ۔ وہ سارے امتیازات مٹا کر فقط خدا کے لیے جیتا اور مرتا ہے ۔

تو مری نظر میں کافر، میں تری نظر میں کافر
ترا دیں نفس شماری، مرا دیں نفس گدازی

معانی: خودی: اپنی پہچان ۔ نفس شماری: سانس کی گنتی ۔ نفس گدازی: عشق کی حرارت سے پگھلنا ۔

مطلب: مذہبی میدان میں دو طبقات ہیں ۔ ایک طبقہ وہ ہے جو دین کو پیشہ بنائے ہوئے ہے اور دین بیچ کر دنیا کماتا ہے ۔ یہ علمائے سو کا طبقہ ہے ۔ ایک دوسرا طبقہ ہے جو روحانیت کا مالک ہے ۔ غلط لوگ اس میں بھی ہوتے ہیں لیکن یہاں شاعر نے صحیح روحانی لوگوں کی بات کی ہے اور دونوں طبقات کو میں اور تو کی علامتوں میں ظاہر کیا ہے ۔ شاعر کہتا ہے کہ تو سانس گننے والا ہے یعنی تیری زندگی کا مقصد سانسوں تک محدود ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے جتنی دنیا کما ہوتی ہے کما لو اور میں سانس گننے کی بجائے سانس کو گداز کئے ہوئے ہوں ۔ تیرے اندر صرف علم ہے جو ہوس پر مبنی ہے ۔ میرے اندر عشق ہے جس کی بنیاد اخلاص پر ہے ۔ اب صورتحال یہ بنی ہوئی ہے کہ دنیا دار علما اور صوفی دین دار اور خدا آشنا علما اور صوفیوں کو کہتے ہیں کہ تم دین ہو اور جواب میں وہ یہ

کہتے ہیں کہ تم بے دین ہو۔ اسی طرح ملت کفر سازی کے فتووں کے تحت تقسیم بھی ہو رہی ہے اور مختلف طبقات میں نفرت بھی بڑھ رہی ہے۔

تو بدل گیا تو بہتر کہ بدل گئی شریعت
کہ موافقِ تدرواں نہیں دینِ شاہبازی

معانی: تدرواں : چکور۔ رہ و رسمِ کارسازی: کام بنانے کے طریقے، جدوجہد۔

مطلب: تو کی علامت میں علمائے سوٗ اور فریب کار پیروں کو کہہ رہے ہیں کہ شریعت اور دین تو بڑے بڑے بازوں کا شکار ہیں یعنی ان کے علمائے حق اور صوفیائے خدا شناس کا ہونا ضروری ہے تو شاہباز نہیں رہا بلکہ چکور بن گیا ہے تو بدلی ہوئی شریعت اور تبدیل شدہ دین ہی کے لائق ہے۔

ترے دشت و در میں مجھ کو وہ جنوں نظر نہ آیا
کہ سکھا سکے خرد کو رہ و رسمِ کار سازی

معانی: دشت و در: جنگل اور بیاباں۔ جنوں : انتہائی عشق۔ خرد: عقل۔

معانی: اے عالم دنیا دار اور اے صوفی حق گریز تیرے جنگل، صحرا اور بیاباں میں مجھے عشق کی وہ انتہا نظر نہیں آتی کہ جو عقل کو کام بنانے اور کامیابی کے طور طریقے سکھا سکے اور عقل نے اس زمانے میں جو کام بگاڑ رکھے ہیں وہ اپنے مقصد اور اپنے دین سے جنوں کی حد تک جذبہ تعلق کی وجہ سے سدھر سکتے ہیں لیکن افسوس ہے تو اس جذبہ سے خالی ہے۔

نہ جدا رہے نوا گر تب و تابِ زندگی سے
کہ ہلاکیِ امم ہے یہ طریق نے نوازی

معانی: نواگر: گانے والا ۔ تب و تاب زندگی: زندگی کا سوز و ساز ۔ ہلاکی امم: قوموں کی ہلاکت ۔ طریق نے نوازی: بنسری بجانے کا طریقہ ۔

مطلب: جو بنسری بجانے والا سازندہ یا موسیقار زندگی کے سوز و ساز سے بے گانہ ہوتا ہے وہ قوموں کی ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے ۔ ہر شعر، ہر ادیب ، ہر موسیقار، ہر فن کار ۔

وجود

اے کہ ہے زیرِ فلک مثل شرر تیری نمود
کون سمجھائے تجھے کیا ہیں مقاماتِ وجود

معانی: وجود: جسم، ہستی ۔ زیرِ فلک: آسمان کے نیچے ۔ مثل شرر: چنگاری کی مانند ۔ نمود: ظہور ۔ مقامات وجود: ہستی کے مراتب ۔
مطلب: عام آدمی کی مثال دیتے ہوئے شاعر کہتا ہے کہ اس آسمان کے نیچے یعنی دنیا میں تیری ہستی چنگاری کی مانند ہے کہ ابھی ہے اور ابھی نہیں ہے ۔ یعنی تو آنی اور فانی ہے لیکن ہستی آدمی کے اور مراتب بھی ہیں یہ تمہیں کون سمجھائے اگر تیری سمجھ میں ان مراتب کی بات آجائے تو پھر تو آنی اور فانی نہیں رہے گا جاودانی ہو جائے گا اور یہ مراتب خودی کی تکمیل سے حاصل ہوتے ہیں ۔

گر ہنر میں نہیں تعمیرِ خودی کا جوہر
وائے صورت گری و شاعری و نائے و سرود

معانی: ہنر: فن ۔ تعمیر خودی: خودی کا پیدا کرنا ۔ جوہر: صلاحیت ۔ وائے : افسوس ہے ۔ صورت گری: مصوری ۔ نائے : ساز ۔ سرورد: نغمہ ، گانا ۔
مطلب: اے فن کار اگر تیرے فن میں خودی کی تعمیر نہیں ہے اور خودی کی جھلک موجود نہیں ہے تو تیرے ایسے فن پر افسوس ہے چاہے یہ فن مصوری کا ہو چاہے سازو موسیقی اور شعر و ادب کا ۔

مکتب و میکدہ جز درس نبودن ندہند
بودن آموز کہ ہم باشی و ہم خواہی بود

مطلب : جدید دور کے مدرسے اور میخانے طالب علموں اور شراب نوشوں کو اپنی ہستی کو فنا کر دینے کا درس دیتے ہیں سوائے اپنے نہ ہونے کے کوئی اور سبق نہیں دیتے ۔ اے شخص ایسا علم پڑھ اور ایسی شراب پی کہ جس کے پڑھنے اور پینے سے اس دنیا میں بھی تو قائم رہے اور تجھے بقا نصیب ہو اور مرنے کے بعد بھی تو زندہ رہے اور باقی رہے ۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم وہ شراب پئیں جو چودہ سو سال پہلے اسلام نے پلائی تھی اور جس کو پی کر مسلمان خود مست و خدا مست بن گئے تھے اور دنیا بھر میں سرفراز و حکمران ہو گئے تھے ۔

سرود

آیا کہاں سے نالہ نے میں سرور مے
اصل اس کی نے نواز کا دل ہے کہ چوبِ نے

معانی: سرود: نغمہ، موسیقی، گانا ۔ نالے نے: بنسری کی پرسوز آواز: سرور مے: شراب کا نشہ ۔ اصل: اصلیت اس کی ۔ نے نواز: بنسری بجانے والے ۔ چوب نے: بنسری کی لکڑی ، بانس کی لکڑی ۔

مطلب: ہم بنسری بجانے والے کو دیکھتے ہیں کہ وہ لکڑی کی ایک لمبی سے چھیدوں والی بانس کی لکڑی سے پرسوز نغمے نکالتا ہے ۔ شاعر یہ پوچھتا ہے کہ اے مخاطب کیا تجھے معلوم ہے کہ اس لکڑی سے جو پرسوز نغمے نکل کر ہم میں شراب کی سی مستی پیدا کر رہے ہیں اس میں شراب کی سی مستی کہاں سے آئی ہے ۔ کیا اس کا سبب بنسری بجانے والے کا دل ہے یا بنسری کی لکڑی ہے ۔ اس کا جواب اگلے شعروں میں آئے گا ۔

دل کیا ہے اس کی مستی و قوت کہاں سے ہے
کیوں اس کی اک نگاہ الٹتی ہے تخت کے

معانی: کے: ایران کے بادشاہوں کا لقب جیسے کیقاد، کیخسر و غیرہ ۔

مطلب: دل کیا ہے یہ محض گوشت کا لوتھڑا نہیں ہے ۔ دل کیا ہے پہلے اس کو سمجھ اور یہ بھی سمجھ کہ اس میں جو مستی پیدا ہوتی ہے اور اس میں جو صلاحتیں اور طاقتیں موجود ہیں وہ کہاں سے آئی ہیں ۔ یہ معلوم کرنے کی بھی ضرورت ہے کہ دل میں ایسی صلاحیت اور قوت کہاں سے آگئی ہے کہ اہل دل اپنی ایک نگاہ سے ایران کے طاقت ور بادشاہ کا تخت الٹ سکتے ہیں ۔

کیوں اس کی زندگی سے ہے اقوام میں حیات
کیوں اس کے واردات بدلتے ہیں پے بہ پے

معانی: واردات: اندرونی کیفیات ۔ پے بہ پے: لگاتار ۔

مطلب: یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ دل میں کونسی ایسی چیز ہے کہ اس کی زندگی پر قوموں کی زندگی موقوف ہے اور یہ بات بھی غور طلب ہے کہ دل کی اندرونی کیفیات کیوں ایک جیسی نہیں رہتیں اور کیوں لگاتار بدلتی رہتی ہیں ۔

کیا بات ہے کہ صاحبِ دل کی نگاہ میں

جچتی نہیں ہے سلطنتِ روم و شام و رَے

معانی: روم و شام و رے: ملکوں کے نام ہیں ۔ روم اور شام تو مشہور ہیں رے ایک قدیم سلطنت تھی جو ملک شام کے تابع تھی ۔

مطلب: یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ کسی دل والے کی نگاہ میں روم، شام اور رے کی سلطنتیں کیوں نہیں جچتیں ۔ اسے پسند کیوں نہیں آتیں ۔ وہ ان کو حقیر کیوں سمجھتا ہے ۔

جس روز دل کی رمز مغنی سمجھ گیا

سمجھو تمام مرحلہ ہائے ہنر ہیں طے

معانی: مغنی: گانے والا ۔ رمز: بھید، پوشیدہ بات ۔

مطلب: اقبال نے اپنے فارسی اور اردو کلام میں کئی جگہ دل کی بات کی ہے اور سمجھایا ہے کہ آدمی کا دل کیا ہے ۔ اہل دل کون ہے ۔ اس میں کیا صلاحتیں ہوتی ہیں لیکن یہاں استفہامیہ انداز ہی اختیار کیے رکھا ہے اور جواب میں کچھ نہیں کہا ۔ البتہ دوسری کئی جگہ بتایا ہے کہ دل خون کو جسم میں بھیجنے والے عضو کا نام نہیں بلکہ اہل عشق و فقر کے نزدیک دل کچھ اور ہی شے ہے اور جس دن گانے والے کو وہ دل مل گیا اور اس کا دل کا بھید اسکی سمجھ میں آگیا تو پھر سمجھو کہ اس نے اصل نغمہ کی منزل طے کر لی ۔ ورنہ اس کا نغمہ تفریح کے سوا کچھ نہیں ۔ وہ نغمہ جو اس کے دل سے نکلے گا جس دل کی بات صاحب عشق و فقر کرتے ہیں تو اس نغمہ سے افراد و اقوام کو حیات ملے گی ۔ نہ کہ وہ ان کی موت ہوگی جیسا کہ تفریحی نغمہ پیدا کر رہا ہے ۔

نسیم و شبنم

نسیم

انجم کی فضا تک نہ ہوئی میری رسائی
کرتی رہی میں پیرہنِ لالہ و گل چاک

معانی: نسیم: صبح کے وقت چلنے والی ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا ۔ انجم: ستارے ۔ رسائی: پہنچ ۔ پیرہن: لباس ۔ چاک کرنا: پھاڑنا ۔ لالہ و گل: لالے اور گلاب کا پھول ۔

مطلب: نسیم شبنم (اوس) سے کہتی ہے کہ تمہیں توآسمان کی بلندی نصیب ہے کیونکہ تو بلندی سے نیچے آتی ہے لیکن تاروں کی فضا یعنی آسمان تک میری پہنچ نہ ہو سکی ۔ میں تو ساری عمر زمین کے باغات میں گلاب اور لالہ کے پھولوں کے لباس چاک کرتی رہی یعنی ان کو کھلاتی رہی ۔

مجبور ہوئی جاتی ہوں میں ترکِ وطن پر
بے ذوق ہیں بلبل کی نواہائے طرب ناک

معانی: ترک وطن: گھر یا وطن چھوڑنا ۔ بے ذوق: بے لذت ۔ نواہائے طرب ناک: خوشیوں بھری آوازیں یا نغمے ۔

مطلب: اب میں باغ کو چھوڑ کر اپنے گھر سے بے گھر ہونے پر مجبور ہوں کیونکہ باغ میں بلبل جو خوشیوں بھرے نغمے الاپ رہی ہے ان میں میرے لیے کوئی لذت نہیں ہے ۔ بلبل کے نغمے طربناک اس لیے ہیں کہ اس کے محبوب پھول اس کے سامنے کھلے ہوئے ہیں ۔ ورنہ عام طور پر بلبل کے نغموں کو غم ناک کہا جاتا ہے ۔

دونوں سے کیا ہے تجھے تقدیر نے محرم
خاکِ چمن اچھی کہ سراپردہ افلاک

معانی: تقدیر: قسمت ۔ محرم: واقف ۔ خاک چمن: باغ کی مٹی ۔ سراپردہ: گھر کا اندرون ۔ افلاک: فلک کی جمع، آسمان ۔
مطلب: اے شبنم! تجھے قسمت نے دونوں کا واقف کار بنا دیا ہے ۔ آسمان کا بھی اور زمین پر باغ کا بھی کیونکہ تو اوپر سے نیچے زمین پر آتی ہے ۔ اب تو مجھے یہ بتا کہ باغ کی مٹی اچھی ہے یعنی باغ میں رہنا اچھا ہے یا آسمان کے گھر کا اندرون اچھا ہے ۔ شبنم نے جو جواب دیا وہ اگلے شعر میں ہے ۔

شبنم

کھنچیں نہ اگر تجھ کو چمن کے خس و خاشاک
گلشن بھی ہے اک سرِ سراپردہ افلاک

معانی: شبنم: اوس: (پانی کے وہ قطرے جو صبح کے وقت فضا میں سے گر کر سبزہ اور پھولوں پر پڑے ہوئے ہوتے ہیں) ۔ چمن: باغ ۔ خس و خاشاک: گھاس پھوس اور تنکے ۔ گلشن: باغ ۔ سر: بھید ۔
مطلب: اوس جواب دیتی ہے کہ اے نسیم اگر تو پھولوں کی صحبت ہی میں رہے اور باغ میں جو گھاس پھوس اور تنکے یا کوڑا کرکٹ ہے اس کی طرف نظر نہ کرے تو باغ بھی بے شک آسمانوں کے اندرون خانہ کی طرح ہی کا ایک اندرون خانہ ہے ۔ مراد یہ ہے کہ زمین ہو یا آسمان آدمی اگر اچھائی، بھلائی اور نیکی کی طرف رجوع رکھے اور برائی اور خرابی سے بچے تو وہ جہاں بھی ہو جس ماحول میں بھی ہو وہ صحیح ہے ۔

اہرامِ مصر

اس دشتِ جگر تاب کی خاموش فضا میں
فطرت نے فقط ریت کے ٹیلے کیے تعمیر

معانی: اہرام مصر: مصر ایک ملک ہے جہاں مصر کے قدیم بادشاہوں کے مخروطی شکل کے مقبرے ہیں ۔ ان کو اہرام کہا جاتا ہے ۔ دشت: صحرا ۔ جگر تاب: جگر کو گرم کرنے والی ۔ فطرت: قدرت ۔ خاموش فضا: زمین سے آسمان تک کی جگہ، آب و ہوا، ماحول ۔
مطلب: مصر میں اس کے دارالحکومت قاہرہ کے قریب تپتی ہوئی ریت اور گرمی کی شدت لیے ہوئے ایسا صحرا ہے جس کی گرمی سے آدمی کا جگر تپ جائے ۔ اس صحرا کے ماحول میں قدرت نے سوائے ریت کے ٹیلوں کے جن کو گرم ہوائیں ایک جگہ سے دوسرے جگہ لے جاتی ہیں کچھ نہیں بنایا ۔

اہرام کی عظمت سے نگوں سار ہیں افلاک
کس ہاتھ نے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر

معانی: اہرام: قدیم مصری بادشاہوں کے مقبرے ۔ عظمت: بڑائی ۔ نگوں سار: سر جھکائے ہوئے ۔ افلاک: فلک کی جمع، آسمان ۔ ابدیت: ہمیشگی ۔
مطلب: اہرام اگرچہ آسمان تک بلند نہیں ہیں لیکن ان کی تعمیر اور فنی عظمت کو دیکھ کر آسمان بھی ان کے آگے سر جھکائے ہوئے ہیں ۔ یہ تصویریں کس ہاتھ نے کھینچی ہیں کہ ان کے اندر ہمیشگی کا رنگ بھرا ہوا ہے ۔ وہ ہوائیں بھی جو ریت کے ٹیلوں کو اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینکنے کی طاقت رکھتی ہیں ان اہراموں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں ۔ جب وہ صدیوں سے اپنی شان و شوکت کے ساتھ اسی طرح کھڑے ہیں ان کے تعمیر کرنے والے ضرور اعلیٰ فنی مہارت والے ہاتھ ہوں گے ۔

فطرت کی غلامی سے کر آزاد ہنر کو
صیاد ہیں مردانِ ہنرمند کہ نخچیر

معانی : فطرت: قدرت ۔ ہنر: فن ۔ صیاد: شکاری ۔ مردانِ ہنرمند: فن کار ۔ نخچیر: شکار ۔

مطلب: علامہ ہنرمندوں اور فن کاروں کو کہہ رہے ہیں کہ اگر تم بھی ایسا فن پیدا کرنا چاہتے ہو جس میں ہمیشگی اور عظمت ہو تو خود کو قدرت کی زنجیروں سے آزاد کرو اور ریت کے ٹیلوں کی طرح قدرت کے آگے مجبور نہ بنو بلکہ قدرت پر قابو پاؤ تاکہ تم بھی مصر کے اہرام جیسے فن کی تخلیق کر سکو ۔ اہل فن قدرت کے شکاری ہوتے ہیں قدرت کا شکار نہیں بنتے ۔ وہ قدرت کو اپنے آگے سرنگوں کر کے اعلیٰ تخلیقات ہنر پیدا کرتے ہیں ۔

مخلوقاتِ ہنر

ہے یہ فردوسِ نظر اہلِ ہنر کی تعمیر
فاش ہے چشمِ تماشا پہ نہاں خانۂ ذات

معانی: مخلوقات ہنر: اہل فن کی تخلیقات یا جو ہنر اور فن وہ پیش کرتے ہیں ۔ فردوس نظر: نظر کی جنت ۔ اہل ہنر: اہل فن ۔ فاش: کھلا ۔ چشم تماشا: دیکھنے والی آنکھ ۔ نہاں خانہ ذات: ذات کا اندرون خانہ ۔
مطلب: عہد حاضر کے فن کاروں کی تخلیقات کو ذہن میں رکھتے ہوئے شاعر کہتا ہے کہ ظاہری لحاظ سے تو ان کے فن پارے دیکھنے والوں کی آنکھوں کے لیے جنت کا کام کرتے ہیں یعنی بڑے خوش نما دکھائی دیتے ہیں لیکن جو لوگ دیکھنے کا صحیح ذوق رکھتے ہیں ان پر ان فن پاروں کے خالقوں کی ذات کا اندرون پوری طرح ظاہر ہے وہ اپنے تاریک اور بے نور اندرون کی بدولت ایسے فن پارے تخلیق نہیں کر سکتے جن کے اندرون خوبصورت ہوں ۔ ان کے فن پارے ہمیں ان کے اندرون کا اس لیے پتہ دیتے ہیں کہ فن، فنکار کی شخصیت کا آئینہ ہوتا ہے ۔

نہ خودی ہے، نہ جہانِ سحر و شام کے دور
زندگانی کی حریفانہ کشاکش سے نجات

معانی: جہان سحر و شام: زندگی کی صبح و شام کے دور کی بات ۔ زندگانی کی حریفانہ کشاکش: زندگی میں آپس میں جو تصادم اور کھینچا تانی ہوتی ہے ۔ نجات: فراغت ۔
مطلب: عہد حاضر کے فن کاروں کے فن پاروں میں نہ تو ان کی خود معرفتی کی بات ہوتی ہے اور نہ شام و سحر کے جہان کے کسی دور کی عکاسی ہوتی ہے ۔ وہ زندگی اور زندگی کی کیفیات و واردات کے عکاس نہیں ہوتے بلکہ محض تفریح طبع کے لیے ہوتے ہیں اور

ان میں زندگی کو مشکلات اور حالات کے تصادم اور ان پر فتح یاب ہونے کے لیے جس کش مکش کی ضرورت ہے اس کی باتیں بھی نہیں ہوتی ہیں ۔ وہ خودی اور زندگی دونوں سے عاری ہوتے ہیں ۔

آہ! وہ کافرِ بیچارہ کہ ہیں اس کے صنم
عصرِ رفتہ کے وہی ٹوٹے ہوئے لات و منات

معانی: کافرِ بیچارہ: بے بس منکر ۔ عصر رفتہ: گزرا ہوا زمانہ ۔ صنم: بت ۔ لات و منات: کعبے میں جو بت رکھے ہوئے تھے ان میں سے دو کے نام ۔

مطلب: علامہ نے عہد حاضر کے فن کاروں اور اہل ہنر کو منکر بے بس کہا ہے کیونکہ وہ زندگی کی اصل حقیقتوں سے بے گانہ، حق سے دور اور خودی سے محروم ہیں ۔ یہ اپنی کوشش سے ایسی تخلیقات پیدا کرتے ہیں جو باطل کی اور بتوں کی حامل ہوتی ہے ۔ صداقت اور حق سے وہ خالی ہوتی ہیں ۔ یہ دیکھنے والے کو فائدہ کی بجائے نقصان پہنچاتی ہیں ۔ اور زندگی کی اصلیت سے دور لے جاتی ہیں ۔

تو ہے میت ! یہ ہنر تیرے جنازے کا امام
نظر آئی جسے مرقد کے شبستاں میں حیات

معانی : میت : مردہ ۔ مرقد: قبر۔ شبستان: خواب گاہ ۔ حیات: زندگی ۔

مطلب: اے جدید دور کے اہل فن تیرا فن مردہ ہے اس لیے کہ تو مردہ ہے تو ایک مردہ کی مانند ہے اور تیرا فن تیرے جنازے کا امام ہے ۔ جس طرح مردہ گھر کا قبر ہوتا ہے اسی طرح تجھے بھی اپنی خواب گاہ قبر ہی دکھائی دی ہے ۔ تجھ میں اور تیرے فن میں زندگی کے کہیں آثار نظر نہیں آتے ۔ میں نے تیرے ہنر کی ہر طرح کی کاوش دیکھی ہے ۔ تیرا رب، تیرا شعر، تیری مصوری، تیری گائیکی، تیری سازندگی، تیری تعمیرات وغیرہ میں کہیں زندگی کی حرارت نہیں ہے ۔ سوائے تفریح طبع کی آسودگی اور عورت کی اعصابی سواری کے تیرے ہنر میں کچھ نظر نہیں آتا ۔

اقبال

فردوس میں رومی سے یہ کہتا تھا سنائی
مشرق میں ابھی تک ہے وہی کاسہ، وہی آش

معانی: فردوس: جنت ۔ رومی: مولانا روم جو اقبال کے پیرومرشد ہیں ، ایک شاعر اور ولی ۔ سنائی: حکیم سنائی: ایک شاعر اور فلسفی ۔ کاسہ: فقیری پیالہ ۔ آش: دال، سالن ۔
مطلب: جنت میں مولانا روم مرحوم سے جو ولی تھے حکیم سنائی مرحوم جو فلسفی تھے کہہ رہے تھے کہ اہل مشرق ابھی تک پرانی ڈگر پر چل رہے ہیں ۔ ان کے ہاتھ میں وہی پرانا کاسہ اور سالن ہے ۔ ان کو نئی روش اور ترقی اور آزادی کی راہ دکھانے والا کوئی پیدا نہیں ہے اور وہ صدیوں سے غلامی میں زندگی بسر کر رہے ہیں ۔

حلاّج کی لیکن یہ روایت ہے کہ آخر
اک مردِ قلندر نے کیا رازِ خودی فاش

معانی: حلاج: منصور حلاج جسے انا الحق کہنے کی پاداش میں سولی دی گئی تھی ۔ مرد قلندر: یعنی اقبال خود ۔ رازِ خودی خودی کا راز ۔ فاش: کھولا ۔
مطلب : رومی اور سنائی کی بات سن کر حلاج بولا کہ یہ سچ ہے کہ مشرق ایک عرصہ سے غلام ہے اور اس کو آزادی کا درس دینے والا بھی کسی زمانے میں پیدا نہیں ہوا لیکن اب ایک مرد قلندر پیدا ہوگیا ہے جس کا نام اقبال ہے اور اس نے اہل مشرق کو خودی اور خودی کے راز سے آشنا کر دیا ہے ۔ اب یقینا مشرق میں بیداری اور آزادی کی لہر دوڑ جائے گی ۔

فنونِ لطیفہ

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

معانی: فنون لطیفہ: لطیف فن جن میں مصوری، ادب، شاعری، موسیقی وغیرہ آتی ہے ۔ اہل نظر: بینائی والے لوگ ۔ ذوقِ نظر: دیکھنے کی لذت ۔ خوب: اچھی ۔ شے: چیز۔ حقیقت: اصلیت ۔

مطلب: اے کائنات اور اشیاء کو اپنی ظاہری نظر سے دیکھنے والو دیکھنے کا ذوق، لذت اور چاشنی بڑی اچھی چیز ہے لیکن اشیائے ظاہر کو دیکھنا اور ان کی حقیقت سے آگاہ ہونا یہ دیکھنا دیکھنا نہیں ہے ۔ دیکھنا وہ ہے کہ آدمی اشیا کے ظاہر کو دیکھتا ہو اس کے باطن کو دیکھ لے ۔ کیونکہ کسی چیز کی اچھائی اور برائی کا اصل پتہ اس کی حقیقت سے چلتا ہے نہ کہ ظاہر بینی سے ۔

مقصودِ ہنر سوز حیاتِ ابدی ہے
یہ ایک نفس یا دو نفس مثلِ شرر کیا

معانی: مقصود ہنر: ہنر تخلیق کرنے کا مقصد۔ سوزِ حیات ابدی: ہمیشہ کی زندگی کا سوز۔ ایک نفس یا دو نفس: ایک سانس یا دو سانس کے لیے ۔ مثل شرر: چنگاری کی مانند۔ کیا: بے کار ہے ۔

مطلب: ہنر اور فن کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ اس میں زندگی کا دائمی سوز بھر دیا جائے ۔ زمانہ گذشتہ ہو کہ آئندہ یا زمانہ حاضر ہو ہر زمانے میں اس کا سوز دیکھنے والے کو متاثر کرنے والا ہو یہ ایک لمحہ یا دو لمحوں کے لیے اس کے اثر کا رہنا اور پھر مٹ جانا یہ ادب و ہنر کی شان کے شایان نہیں ۔ عہد حاضر کے فنون و ہنر اسی طرز کے ہیں کہ ان میں وقتی سوز اور حسن تو ہوتا ہے لیکن دائمی نہیں ہوتا ۔

جس سے دل دریا متلاطم نہیں ہوتا
اے قطرۂ نیساں وہ صدف کیا وہ گہر کیا

معانی: متلاطم ہونا: ہلچل پیدا ہونا، طوفان کا آنا ۔ نیساں : ایک خاص موسم بہار کا بادل ۔ صدف: سیپ ۔ گہر: موتی ۔ کیا: بے کار ہے ۔

مطلب: اے ایک خاص موسم بہار کے بادل سے برسنے والے قطرے جس کی قسمت میں موتی بننا ہوتا ہے اگر تجھ سے دریا کے اندر ہلچل اور طوفان پیدا نہ ہو جائے تو پھر وہ سیپ جس میں موتی پیدا ہوتا ہے اور خود موتی بے کار ہے ۔ مراد یہ ہے کہ ایسا فن لطیف جس سے دریائے زندگی میں تلاطم پیدا نہ ہو اگر دیکھنے میں موتی جیسی آب والا بھی کیوں نہ ہو بے کار ہے ۔ اصل ہنر اور اصل فن وہ ہے جو آدمی کی زندگی کے اندر حرارت اور تپش پیدا کر دے ۔

شاعر کی نوا ہو کہ مغنی کا نفس ہو
جس سے چمن افسردہ ہو وہ بادِ سحر کیا

معانی: نوا: آواز، شاعری ۔ مغنی: گانے والا ۔ نفس: سانس یا گانا ۔ افسردہ: بجھا ہوا ۔ بادِ سحر: صبح کی ہوا ۔

مطلب: فنون لطیفہ میں سے یہاں دو کی مثال دے کر شاعر نے جملہ فن ہائے لطیف کے متعلق فیصلہ دیا ہے ۔ وہ کہتے ہیں اگر کسی شاعر کی شاعری یا کسی گانے والے کا نغمہ قاری اور سامع کے دل میں زندگی کی حرارت پیدا نہیں کرتا تو وہ بے حقیقت ہے ۔ جس طرح صبح کی وہ نرم و لطیف ہوا بے حقیقت ہوتی ہے جو باغ میں آئے تو سہی لیکن اس کی وجہ سے غنچوں کے کھلنے اور پھولوں پر تازگی آنے کی بجائے بجھی بجھی سی کیفیت پیدا ہو جائے یعنی ان پر پژمردگی طاری ہو جائے ۔

بے معجزہ دنیا میں اُبھرتی نہیں قومیں
جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا، وہ ہنر کیا

معانی: بے معجزہ: بغیر معجزہ کے، بغیر اعجاز کے ۔ ابھرتی نہیں : ترقی نہیں کرتیں ۔ ضرب کلیمی: کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے کیونکہ وہ خدا سے ہم کلام ہوتے تھے ۔

مطلب: جس طرح معجزہ کو عقل نہیں سمجھ سکتی اور وہ عام قانون، اصول اور ڈگر سے ہٹ کر ہوتا ہے اسی طرح دنیا میں جب کوئی قوم ترقی کرنے پر آتی ہے تو اس کے افراد بھی ایسے کارنامے سرانجام دیتے ہیں جو معجزہ سے کم نہیں ہوتے اسی طرح جس ہنر میں ضرب کلیمی جیسا معجزہ نہ ہو۔جو ہنر اپنے قاریوں اور نظارگیوں کے دلوں میں اور ان کی زندگیوں میں اسی طرح کا انقلاب پیدا نہ کر دے جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے اپنے عصا کی ضرب سے کیا تھا کہ کہیں چشمے پھوٹ پڑتے تھے اور کہیں دریا نیل دولخت ہو گیا تھا وہ ہنر بے کار ہے ۔ علامہ اسی لیے برصغیر کے مصوروں کی مصوری ، شاعروں کی شاعری، ادیبوں کے ادب، سازندوں کی سازندگی اور موسیقاروں کی موسیقی کے خلاف ہیں کہ یہ سب بے تب و تاب اور بے حرارت و تپش فن ہیں جن سے زندگی ابھرنے کی بجائے افسردہ ہوتی ہے ۔

صبح چمن

پھول

شاید تو سمجھتی تھی وطن دُور ہے میرا
اے قاصدِ افلاک! نہیں دُور نہیں ہے

معانی: قاصد افلاک: آسمانوں کا پیغام لانے والی یعنی شبنم ۔ وطن: جائے سکونت، ملک
مطلب: پھول شبنم سے کہتا ہے کہ توشاید یہ سمجھ رہی تھی کہ میرا گھر تجھ سے بہت دور ہے لیکن اے آسمانوں کی پیغام بر میں تجھ سے کہتا ہوں کہ جو تو سمجھی ہوئی ہے وہ صحیح نہیں ہے ۔ میرا وطن تجھ سے بہت دور نہیں ہ ۔

شبنم

ہوتا ہے مگر محنتِ پرواز سے روشن
یہ نکتہ کہ گردوں سے زمیں دُور نہیں ہے

معانی: محنت پرواز: اڑان کی مشقت ۔ نکتہ: باریک بات ۔ گردوں : آسمان
مطلب: شبنم پھول کو جواب دیتی ہے کہ بے شک تیری یہ بات درست ہے کہ زمین اور آسمان کا فاصلہ میرے لیے دور کا نہیں ہے لیکن یہ باریک بات کہ آسمان سے زمین دور نہیں ہے صرف اسی پر واضح ہوتی ہے جو اڑان کی محنت اٹھاتا ہے ۔ اس مشقت کے بغیر آسمان سے زمین دور ہی نظر آئے گی ۔

صبح

مانندِ سحر صحنِ گلستاں میں قدم رکھ
آئے تہِ پا گوہرِ شبنم تو نہ ٹوٹے

معانی: مانند سحر: صبح کی مانند۔ صحن گلستاں: باغ کا صحن۔ تہ پا: پاؤں کے نیچے۔ گوہر شبنم: شبنم کا موتی۔ کوہ و بیاباں: پہاڑ اور جنگل۔

مطلب: صبح پھول اور شبنم دونوں سے کہتی ہے کہ جس طرح صبح آہستگی اور پیار سے باغ کے صحن میں قدم رکھتی ہے اور اس سے باغ کی کسی بھی شے کا نقصان نہیں ہوتا۔ تمہیں بھی چاہیے کہ صبح کی مانند باغ کے صحن میں اس طرح قدم رکھو کہ اگر تمہارے قدموں کے نیچے شبنم کا موتی بھی آجائے تو وہ ٹوٹنے نہ پائے۔ مراد یہ ہے کہ انسان کو دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے کہ جس سے دوسروں کو راحت ہو تکلیف نہ ہو۔

ہو کوہ و بیاباں سے ہم آغوش و لیکن
ہاتھوں سے ترے دامنِ افلاک نہ چھوٹے

معانی: ہم آغوش: بغل گیر۔ دامن افلاک: آسمانوں کا دامن۔

مطلب: صبح ان سے مزید کہتی ہے کہ بے شک تم پہاڑوں اور جنگلوں سے بغل گیر رہو لیکن تمہارے ہاتھوں سے آسمان کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔ اس میں انسان کے لیے یہ پیغام ہے کہ بے شک وہ زمینی ہے لیکن اسے بلند پروازی کا خیال رہنا چاہیے اور ترقی کرتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے رہنا چاہیے۔

خاقانی

وہ صاحبِ تحفہ العراقین
اربابِ نظر کا قرۃ العین

معانی: خاقانی فارسی کا ایک مشہور شاعر اور حکیم ۔ تحفتہ العراقین: خاقانی کی ایک مشہور فارسی مثنوی کا نام ہے ۔ جس میں اس نے اپنے سفرِ حج کے حالات لکھے ہیں ۔ قرۃ العین: آنکھوں کی ٹھنڈک، مقبول، ہر دلعزیز ۔
مطلب: مشہور فارسی مثنوی تحفتہ العراقین کا مصنف جو صحیح نظر رکھنے والوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یا ان میں مقبول ہے اور جس کی حکمت، دانش یا عقل و فکر پردوں کو چاک کرنے والی ہے ۔

ہے پردہ شگاف اس کا ادراک
پردے ہیں تمام چاک در چاک

معانی: پردہ شگاف: پردوں کو چاک کرنے والی ۔ ادراک: عقل، حکمت ۔ چاک در چاک: تار تار، پھٹے ہوئے ۔ صاحب: مالک، یہاں مصنف ۔
مطلب: اس نے ان پردوں کو جو نظر انسانی اور حقیقت کے درمیان ہوتے ہیں اپنے افکار و خیالات سے تار تار کر دیا ہے جسکے نتیجہ میں اہل نظر ان پردوں کے پیچھے جو کچھ ہے اسے دیکھ رہے ہیں ۔

خاموش ہے عالمِ معانی
کہتا نہیں حرفِ لن ترانی

معانی: عالم معانی: معانی یا حقیقت کو جاننے والا ۔ حرف لن ترانی کہنا: شیخی بگھارنا، باتیں بنانا ۔

مطلب: معانی یا حقیقت کا عالم (جاننے والا، علم والا) خاموش رہتا ہے اور خواہ مخواہ شیخی نہیں بگھارتا ۔ خالی ڈھول آواز دیتے ہیں ۔ خاقانی نے بھی ڈینگیں نہیں ماریں اس سے پوچھنا پڑے گا ۔ کیا پوچھنا پڑے گا، یہ اگلے شعر میں ہے ۔

پوچھ اس سے یہ خاکداں ہے کیا چیز

ہنگامۂ این و آں ہے کیا چیز

معانی: خاکدان: کوڑا پھینکنے کی جگہ، مراد دنیا ۔ ہنگامہ این وآں: یہ وہ کا ہنگامہ، طرح طرح کے ہنگامے یا شور ۔

مطلب: اس شاعر بنام فضل الدین خاقانی سے پوچھ کہ یہ دنیا کیا ہے اور اس میں جو طرح طرح کے ہنگامے برپا رہتے ہیں اور طرح طرح کا شور و غل رہتا ہے وہ سب کیا ہے ۔

وہ محرم عالمِ مکافات

اک بات میں کہہ گیا ہے سو بات

معانی: محرم: جاننے والا ۔ عالم مکافات: وہ جہان جہاں ادلے کا بدلا مل جاتا ہے ۔

مطلب: خاقانی وہ شاعر اور حکیم ہے جو اس دنیا کا اچھی طرح جاننے اور اس کو اچھی طرح سمجھنے والا ہے ۔ اس نے ایک بات کی جس میں سو باتیں آ جاتی ہیں وہ بات اگلے شعر میں ہے ۔

خود بوئے چنیں جہاں تواں برد

کابلیس بماند و ابوالبشر مرد

مطلب: ایسی دنیا کی خبر لینی چاہیے جس میں ابلیس زندہ اور انسان مر چکا ہے یعنی اس کا مطیع ہو گیا ہے ۔ اس دنیا کو چونکہ اوپر کے شعروں میں کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ ذلیل، مردار وغیرہ کیا گیا ہے اس لیے خاقانی اپنے اس فارسی شعر میں کہتا ہے کہ دنیا کو سمجھنا

مشکل نہیں ۔ اس جہان کی بو خود ہی ناک تک پہنچ جاتی ہے ۔ دنیا کا رویہ اور اس کے واقعات اس کی بدبو پہچاننے کے لیے کافی ہیں ۔ کیا دنیا کی ذلت اور بدبودار شے ہونے کا آپ اس سے اندازہ نہیں کر سکتے کہ آدم تو مر گیا ہے اور شیطان ابھی تک زندہ ہے جو اپنی شیطنت پھیلانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑ رہا ۔ اور دنیا کو نیکی اور خدا شناسی کا گھر بننے سے روکنے کے لیے اپنی یلغار شیطانی سے اسے شیطانی گھر بنائے ہوئے ہے ۔ اہل حقیقت اسی لیے ایسی دنیا سے نفرت کرتے ہیں جہاں سے یزداں تو غائب ہو اور اسمین اہرمن پھل پھول رہا ہو ۔

رومی

غلط نگر ہے تری چشمِ نیم باز اب تک
ترا وجود ترے واسطے ہے راز اب تک

معانی: معانی: مولانا جلال الدین رومی جو مشہور مثنوی کے مصنف، اعلیٰ پایہ کے شاعر اور بزرگ گزرے ہیں علامہ انہیں اپنا روحانی راہنما تسلیم کرتے ہیں، مرشد مانتے ہیں ۔ غلط نگر: غلط دیکھنے والی ۔ چشمِ نیم باز: آدھی کھلی ہوئی آنکھ ۔ وجود: ہستی ۔ راز: بھید ۔
مطلب: اے شخص اگر تیری آنکھیں پوری طرح کھلی ہوئی ہوں اور حقیقت کو دیکھنے کی اہل ہوں تو تجھ پر سب بھید ظاہر ہو سکتے ہیں لیکن تیری آنکھ تو ادھ کھلی ہے اس لیے وہ غلط زاویوں سے اشیا کو دیکھتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ تجھے اب تک کسی چیز کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکی یہاں تک کہ خود تجھ پر یہ بھی منکشف نہیں ہو سکا کہ تیری اپنی ہستی کیا ہے جس کے لیے اپنی ہستی ایک راز بنی ہوئی ہو وہ دوسری اشیا کے راز کیسے جان سکتا ہے ۔

ترا نیاز نہیں آشنائے ناز اب تک
کہ ہے قیام سے خالی تری نماز اب تک

معانی: نیاز: عاجز ۔ نیازی: خاکساری، عاجزی اپنانے والا ۔ ناز: نخرہ، ادا ۔ قیام سے خالی نماز: نماز کا ایک رکن قیام یعنی کھڑے ہونا بھی ہے ۔ یہاں مراد ہے کہ تو غیر خدا کے سامنے جھکا رہتا ہے اور سینہ تان کر اس کا مقابلہ نہیں کرتا ۔
مطلب: تو نے ابھی تک غیر خدا کے آگے یا دنیا کی طاغوتی طاقتوں کے آگے جھکنا سیکھا ہے ۔ ان کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہونے کا سبق حاصل نہیں کیا ۔ نیاز کے ناز سے آشنا نہ ہونے سے یہی مراد ہے کہ تم میں عجز ہے استغنا نہیں ہے ۔ اس کی صورت تو ایسی ہے کہ نماز کے ارکان میں سجدہ، رکوع وغیرہ تو ہو لیکن اس میں سے قیام کا رکن غائب ہو ۔

گستہ تار ہے تیری خودی کا ساز اب تک
کہ تو ہے نغمہَ رومی سے بے نیاز اب تک

معانی: گستہ تار: ٹوٹے ہوئے تار ۔ نغمہ رومی: رومی کی شاعری اور افکار ۔

مطلب: اے مخاطب تیری خودی ایک ایسا راز ہے جس کے تار ٹوٹے ہوئے ہیں جس میں سے کوئی نغمہ نہیں نکل سکتا ۔ مراد ہے کہ تو خودی سے بالکل بیگانہ ہے اور اس کی وجہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تو مولانا روم کی شاعری اور افکار سے بے پروا ہے ۔ اگر تو نے مولانا کی مثنوی معنوی پڑھی ہوتی اور اس کے اثرات قبول کیے ہوتے تو تو کبھی بھی خودی سے ناآشنا نہ رہتا ۔

جدت

دیکھے تو زمانے کو اگر اپنی نظر سے
افلاک منور ہوں ترے نورِ سحر سے

معانی: جدت: نیاپن ۔ افلاک: فلک کی جمع، آسمان ۔ نور سحر: صبح کی روشنی ۔
مطلب: تو چونکہ اپنی خودی سے ناآشنا ہے اس لیے تو زمانے کو دوسروں کی نظر سے دیکھتا ہے اسی لیے تجھے اس میں کوئی نیاپن نظر نہیں آتا ۔ اگر تو خود آشنا ہو کر اپنی نظر سے زمانے کو دیکھے تو یقین رکھ کہ آسمان اس صبح کی روشنی سے جسے تو نے اپنی نظر کے زاویے سے دیکھا ہو گا روشن ہو جائے گا اور یہ تیرا زمانہ تجھے نیا نظر آئے گا ۔

خورشید کرے کسبِ ضیا تیرے شرر سے
ظاہر تری تقدیر ہو سیمائے قمر سے

معانی: خورشید: سورج ۔ کسب ضیا: روشنی حاصل کرنا ۔ شرر: چنگاری ۔ سیمائے قمر: چاند کی پیشانی ۔
مطلب: اگر تو خود آشنا اور خودی آشنا ہو کر اپنی نظر سے جہان کو دیکھے اور غیر کی نظر سے نہ دیکھے تو تو دیکھے گا کہ تیری نظر کی اس چنگاری سے سورج روشنی حاصل کرے گا اور تیری قسمت چاند کی پیشانی سے ظاہر ہو گی یعنی یہ سب تیری مرضی کے تابع ہوں گے ۔

دریا متلاطم ہوں تری موجِ گہر سے
شرمندہ ہو فطرت ترے اعجازِ ہنر سے

معانی: متلاطم ہوں : طوفان آ جائے، ہلچل پیدا ہو جائے ۔ موج گہر: موتی کی لہر ۔ اعجاز ہنر: جن کی انوکھی شان ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال نے پہلے شعر کی طرح خود آشنا اور خودی آشنا نظر کے متعلق مزید بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ موتی کی

ایک ایسی لہر ہے جس سے دریاؤں میں طوفان آجائے اور اس نظر سے جو انوکھا فن تو پیدا کرے گا قدرت اس کے سامنے شرمندہ ہو گی کہ ایسا فن تو میں بھی پیدا نہیں کر سکتی ۔

اغیار کے افکار و تخیل کی گدائی
کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی

معانی : اغیار: غیر کی جمع ۔ فکار: خیالات ۔ تخیل کی گدائی: غیروں کے افکار کی بھیک مانگنا ۔ رسائی: پہنچ ۔

مطلب: اس آخری شعر میں شاعر نے پہلے تین اشعار کا نچوڑ بیان کیا ہے کہ جب تک آدمی کی اپنی خودی تک پہنچ نہیں ہو گی یعنی وہ خود آشنا نہیں ہو گا اور جب تک وہ غیروں کے خیالات کی بھیک مانگتا رہے گا اور اپنے خودی آشنا خیالات سے زمانے کو نہیں دیکھے گا زمانے میں اس کے لیے نیا پن پیدا نہیں ہو سکتا ۔ شاعر کے نزدیک جدت یعنی نیا پن کے لیے اپنی خودی تک رسائی ضروری ہے اور غیروں کے افکار و خیالات پر جینا چھوڑنا لازمی ہے ۔

مرزا بیدل

ہے حقیقت یا مری چشمِ غلط بیں کا فساد
یہ زمیں، یہ دشت، یہ کہسار، یہ چرخِ کبود

معانی: بیدل: تخلص مرزا عبدالقادر نام، مغلوں کے آخری دور کے مشہور تصوف گو فارسی شاعر تھے اور برصغیر کے مشہور شہر عظیم آباد کے رہنے والے تھے ۔ اسی لیے انہیں بیدل عظیم آبادی بھی کہتے ہیں ۔ چشم غلط بیں : غلط دیکھنے والی آنکھ ۔ فساد: خرابی ۔ کہسار: پہاڑوں کا سلسلہ ۔ چرخ کبود: نیلا آسمان ۔

مطلب: حکما یا فلسفیوں میں یہ بحث دیر سے چل رہی ہے کہ جو کچھ ہمیں نظر آتا ہے وہ حقیقت میں موجود ہے بھی یا نہیں ہے ۔ علامہ نے اسی فلسفیانہ موضوع کو اس نظم کے پہلے دو شعروں میں بیان کیا ہے ۔ اور آخری دو شعروں میں مرزا بیدل کی زبان سے اس کا حل بتایا ہے ۔ اس شعر میں علامہ یہی کہتے ہیں کہ یہ زمین، یہ بیابان، یہ پہاڑوں کا سلسلہ ، یہ نیلا آسمان غرض کہ پوری کائنات جس کو کہ ہم دیکھتے ہیں یہ واقعی موجود ہے یا صرف میری غلط دیکھنے والی نگاہ کی خرابی ہے کہ وہ اسے حقیقت سمجھ رہی ہے ۔

کوئی کہتا ہے نہیں، کوئی کہتا ہے کہ ہے
کیا خبر! ہے یا نہیں ہے تیری دنیا کا وجود

معانی: وجود: موجود ہونا ۔

مطلب: مفکروں میں سے کوئی تو یہ کہتا ہے کہ یہ کائنات اپنی جملہ اشیا سمیت حقیقت میں موجود ہے اور کوئی یہ کہتا ہے کہ دیکھنے میں یہ موجود تو ہے لیکن اس کا موجود ہونا میری نظر کا محتاج ہے اس لیے اے شخص کیا خبر ہے کہ یہ دنیا جس میں تو رہتا ہے واقعی موجود ہے یا صرف ہماری نظر کا دھوکا ہے ۔

میرزا بیدل نے کس خوبی سے کھولی یہ گرہ
اہلِ حکمت پر بہت مشکل رہی جس کی کشود

معانی: گرہ: گانٹھ، مشکل ۔ اہل حکمت: مفکر، فلسفی ۔ کشود: کھولنا ۔

مطلب: علامہ کہتے ہیں کہ اس پیچیدہ اور اختلافی مسئلہ کو جس کا مذکورہ بالا شعروں میں ذکر ہوا ہے اور جس کا کھولنا مفکروں پر بڑا مشکل رہا ہے دیکھیے مرزا عبدالقادر بیدل نے اس مشکل کو کس خوش اسلوبی کے ساتھ حل کر دیا ہے ۔

دل اگر می داشت وسعت بے نشاں بود ایں چمن
رنگِ مے بیروں نشست از بسکہ مینا تنگ بود

مطلب: دل اگر اتنا کھلا ہوتا تو یہ دنیا کا چمن موجود ہی نہ ہوتا ۔ اگرچہ شراب کی صراحی کا منہ تنگ تھا مگر اس کا رنگ شیشے میں سے باہر نظر آنے لگا ۔ یہ مرزا کا فارسی شعر ہے جس کے لفظی معنی یہ بنتے ہیں کہ اگر دل وسعت رکھتا تو یہ چمن یا کائنات بے نشان یا غیر موجود نظر آتی ۔ ہوا یوں ہے کہ چونکہ صراحی تنگ تھی اس لیے اس میں جو شراب ڈالی گئی وہ یا اس کا رنگ صراحی سے باہر آگیا ۔ خمریات کی ان علامات سے مرزا نے یہ بتایا ہے ہمارا دل چونکہ تنگ تھا اس لیے اس میں خدا کی تمام تجلیات نہیں سما سکیں اور جو دل کی صراحی سے باہر رہ گئیں وہ دنیا کا نشان بن گئیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا جو بھی نشان ہمیں نظر آتا ہے وہ خدا کی ان تجلیات کا پرتو ہے جو دل میں نہیں سما سکیں ۔

جلال و جمال

مرے لیے ہے فقط زورِ حیدری کافی
ترے نصیب فلاطوں کی تیزیِ ادراک

معانی: جلال و جمال: شکوہ اور خوبصورتی ۔ زورِ حیدری: حضرت علی کی طاقت، فقر کی طاقت، روح کی طاقت ۔ فلاطوں کی تیزی ادراک: قدیم یونانی فلسفی افلاطون کی فکر یا عقل کی تیزی ۔

مطلب: اس نظم میں میری اور تیری کی دو علامتوں میں دو الگ الگ اور متضاد موضوعات کو سمجھایا گیا ہے ۔ میری علامت سے وہ شخص مراد ہے جو خود آشنا اور خودی آشنا ہے اور تیری علامت سے وہ شخص مراد ہے جو خود ناآشنا اور خودی ناآشنا ہے ۔ اس پس منظر میں علامہ کہتے ہیں کہ مجھے تو حضرت علی کے بازووَں کی طاقت ہی کافی ہے اور تو افلاطون کی فکر کی تیزی کا غلام ہے حالانکہ جہاں روحانی طاقت پہنچاتی ہے وہاں فکر طاقت نہیں پہنچاتی ۔

مری نظر میں یہی ہے جمالِ زیبائی
کہ سربسجدہ ہیں قوت کے سامنے افلاک

معانی: جمال زیبائی: زینت کی خوبصورتی ۔ سربسجدہ: سجدے میں گرنا ۔ افلاک: فلک کی جمع، آسمان ۔ قوت: طاقت ۔

مطلب: علامہ نے اس نظم میں جلال کو جمال پر ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ جلال کے بغیر جمال کوئی شے نہیں ۔ اس شعر میں انھوں نے کہا ہے کہ میں اس خوبصورتی کو حسن کی زینت سمجھتا ہوں جس میں قوت بھی ہو کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ قوت کے سامنے آسمان بھی سر جھکا دیتے ہیں ۔ صرف دلبری چاہے وہ حسن کی کتنی انتہا پر کیوں نہ ہو آسمانوں کو سجدہ ریز ہونے پر مجبور نہیں کر سکتی ۔

نہ ہو جلال تو حسن و جمال بے تاثیر
نرا نفس ہے اگر نغمہ ہو نہ آتش ناک

معانی: نرا نفس: صرف سانس ۔ نغمہ : راگ ۔ آتشناک: آگ کی سی حرارت رکھنے والا ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ نے اس سے پہلے کے شعر کے مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا ہے کہ اگر جلال نہ ہو تو حسن اور جمال بے اثر ہے ۔ اس کے ثبوت میں علامہ مثل یہ لائے ہیں کہ اگر موسیقار کے نغمے میں آگ کی سی حرارت موجود نہ ہو تو اس کا نغمہ یا راگ صرف ایک بے اثر سانس کی حیثیت رکھے گا ۔ اثر اس وقت ہو گا جب اس کے نغمے کے حسن میں جلال کی کیفیت بھی ہو گی ۔

مجھے سزا کے لیے بھی نہیں قبول وہ آگ
کہ جس کا شعلہ نہ ہو تند و سرکش و بے باک

معانی: تند: تیز۔ سرکش: سر اٹھانے والے ۔ بے باک: بے خوف ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ نے جمال پر جلال کی فوقیت ثابت کرنے کے لیے ایک انوکھی ہی مثال دی ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر مجھے کسی گناہ کی پاداش میں آگ میں بھی ڈال دیا جائے تو میں ایسی آگ کو کبھی قبول نہیں کروں گا جس کے شعلے تند و تیز اور بھڑکیلے نہ ہوں ۔ یعنی آگ بھی وہ پسند کروں گا جس میں جلال کی کیفیت ہو ۔ اس نظم کے اشعار سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ جہاں جلال ہو گا اس میں جمال بھی موجود ہوتا ہے لیکن جہاں جمال وہاں جلال کا ہونا ضروری نہیں ۔ اس لیے اصل چیز جلال ہے جمال نہیں ۔ جمال بے جلال بے کار ہے ۔

مصور

کس درجہ یہاں عام ہوئی مرگِ تخیّل
ہندی بھی فرنگی کا مقلد، عجمی بھی

معانی: مصور: تصویری بنانے والا ۔ مرگ تخیل: خیالات کی موت ۔ ہندی: ہندوستان کا رہنے والا ۔ فرنگی: یورپ کا رہنے والا، انگریز ۔ عجمی: ایران کا رہنے والا ۔ مقلد: پیروی کرنے والا ۔
مطلب: یوں تو علامہ اقبال نے اہل مشرق کے ہر شعبہ زندگی میں اہل مغرب کی پیروی کرنے کی بات کی ہے لیکن اس نظم میں مصوری یا تصویر کشی میں اہل مغرب کی پیروی کی خرابیوں کو بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ مشرق میں افکار و خیالات پر غالباً موت چھا چکی ہے کہ ان میں سے چاہے کوئی ہندی ہو اور چاہے کوئی ایرانی ہو تخیلات و افکار میں اہل مغرب کی ہی پیروی کر رہا ہے ۔ یہاں تک کہ مصوری میں بھی اس نے مغربی مصوروں کی تقلید کو اچھا سمجھا ہے ۔

مجھ کو تو یہی غم ہے کہ اس دور کہ بہزاد
کھو بیٹھے ہیں مشرق کا سرورِ ازلی بھی

معانی: بہزاد: قدیم ایران کا ایک مصور ۔ سرور ازلی: ازلی خوشی اور مستی ۔
مطلب: علامہ دوسرے میدانوں کی طرح مصوری میں بھی اہل مشرق کی تقلید دیکھ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے تو یہ غم کھا رہا ہے کہ اس زمانے کے مشرق کے بہزاد یعنی اعلیٰ مصور مغربی مصوروں کی پیروی میں ان کا مقام تو حاصل نہ کر سکے لیکن وہ ازلی خوشی اور مستی جو ان میں مشرقی پن کی وجہ سے موجود تھی اسے بھی ختم کر بیٹھے ہیں ۔

معلوم ہیں اے مردِ ہنر تیرے کمالات
صنعت تجھے آتی ہے پرانی بھی نئی بھی

معانی: اے مشرق کے مرد ہنر یعنی مصوری کے فن کو جاننے والے مجھے تیرے اوصاف کمالی کا علم ہے کہ تو مصوری کی پرانی صنعت سے بھی یا فن سے بھی واقف ہے اور مصوری کے نئے ہنر سے بھی آشنا ہے لیکن جو کچھ تجھے کرنا چاہیئے اس کا ذکر اگلے شعر میں موجود ہے ۔

فطرت کو دکھایا بھی ہے، دیکھا بھی ہے تو نے
آئینہ فطرت میں دکھا اپنی خودی بھی

معانی: آئینہ فطرت: قدرت کا شیشہ ۔

مطلب: میں جانتا ہوں کہ اے مشرقی مصور تو نے فطرت کو دیکھا بھی ہے اور اپنی تصویروں میں اس فطرت کے نقشے بھی کھینچے ہیں لیکن بات تب بنے گی جب تو فطرت کے شیشے میں اپنی خودی یا خود شناسی کا چہرہ دیکھے گا اور غیروں خصوصاً اہل مغرب کی مصوری کی تقلید کو چھوڑ کر اس میں اپنے خیالات و افکار کے رنگ بھرے گا ۔

سرودِ حلال

کھل تو جاتا ہے مغنی کے بم و زیر سے دل
نہ رہا زندہ و پایندہ تو کیا دل کی کشود

معانی: سرود حلال: جائز موسیقی یا راگ، وہ موسیقی جو شرعاً حلال ہو حرام نہ ہو ۔ مغنی: گانے والا ۔ بم وزیر: اونچ نیچ ۔ پائندہ: ہمیشہ رہنے والا ۔ دل کی کشود: دل کا شگفتہ ہونا ۔

مطلب: کسی گانے والے کے سر تال کی اونچ نیچ سے دل میں شگفتگی اور کشادگی تو ضرور پیدا ہو جاتی ہے لیکن اگر یہ اثر وقتی ہو اور ہمیشہ کے لیے زندہ اور قائم رہنے والا نہ ہو تو دل کی ایسی شگفتگی بے معنی ہے ۔

ہے ابھی سینہَ افلاک میں پنہاں وہ نوا
جس کی گرمی سے پگھل جائے ستاروں کا وجود

معانی: سینہ افلاک: آسمانوں کا سینہ ۔ پنہاں: چھپا ہوا ۔ نوا: آواز ۔ وجود: جسم ۔ افلاک: فلک کی جمع، آسمان ۔

مطلب: شاعر کا خیال ہے کہ ابھی تک ایسا نغمہ جس سے دل کی صحیح کشود ہو اس کی آواز کہیں آسمان کے سینے میں چھپی ہوئی ہے ۔ یہ آواز وہ آواز ہے کہ جب کسی کے سینے سے نکلے تو ستاروں کے جسم بھی پگھل جائیں ۔ موسیقی کی ایسی نوا تو جائز ہے لیکن جس سے اس کے الٹ دل افسردہ ہو جائز نہیں ہے ۔

جس کی تاثیر سے آدم ہو غم و خوف سے پاک
اور پیدا ہو ایازی سے مقامِ محمود

معانی: ایازی: ایاز سلطان محمود کا غلام تھا یہاں مراد غلامی ۔ مقام محمود: سلطان محمود غزنوی کا مرتبہ، یہاں مراد ہے حکمرانی اور سلطانی ۔

مطلب: شاعر کے نزدیک وہ نغمہ جو جائز ہے اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کو سن کر آدمی غم اور خوف سے آزاد ہو کر اس کی تاثیر کی لہر میں بہہ جائے اور سب کچھ بھول جائے ۔ اس کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ غلاموں کے اندر ایسا جذبہ اور ہمت پیدا ہو کہ وہ سلطانی اور حکمرانی کے خواب دیکھنے لگیں ۔ اگر نغمے کی تاثیر یہ ہو کہ اس کو سن کر آدمی غفلت میں چلا جائے تو یہ سرود حلال نہیں ہے ۔

مہ و انجم کا یہ حیرت کدہ باقی نہ رہے
تو رہے اور ترا زمزمہ لاموجود

معانی: مہ و انجم: چاند اور تارے ۔ حیرت کدہ: حیرانی کا گھر ۔ زمزمہ لاموجود: اللہ کے سوا کسی اور کے موجود نہ ہونے کا راگ ۔

مطلب: وہ نغمہ جو شاعر کے نزدیک ابھی آسمان کے سینے میں چھپا ہوا ہے اس کا ایک اور وصف یہ بتایا گیا ہے کہ اس کو سن کر سننے والے کے سامنے یا ذہن میں چاند اور تاروں کا یہ حیرانی کا گھر باقی نہ رہے یعنی سننے والا دنیا اور مافیہا سے بے خبر ہو جائے ۔ سب کچھ مٹ کر صرف سننے والے کا اپنا وجود اور وہ توحید کا نغمہ باقی رہ جائے ۔ جس کی بنا پر اللہ کے سوا ہر دوسری چیز لا یعنی نہیں ہو جاتی ۔

جس کو مشروع سمجھتے ہیں فقیہانِ خودی
منتظر ہے کسی مطرب کا ابھی تک وہ سرود

معانی: مشروع سمجھنا: شرع کے نزدیک جائز سمجھنا ۔ فقیہانِ خودی: خودی کے عالم ۔ مطرب: گانے والا ۔ سرود: راگ ۔

مطلب: ایسا راگ جس کے اوصاف مذکورہ بالا شعروں میں بیان ہوئے ہیں اور جن کو خودی کے عالم شرع کے مطابق جائز سمجھتے ہیں وہ ابھی تک اس انتظار میں ہے کہ کوئی گانے والا پیدا ہو اور اسے گائے ۔

سرودِ حرام

نہ میرے ذکر میں ہے صوفیوں کا سوز و سرور

نہ میرا فکر ہے پیمانۂ ثواب و عذاب

معانی: ذکر: اللہ کو یاد کرنا ۔ فکر: اللہ اس کی کائنات اور اپنے متعلق غور کرنا ۔ سرود حرام: ناجائز موسیقی، راگ ۔ سوز: جلن، تپش ۔ سرور: مستی ۔پیمانہ: ناپ، آلہ ۔

مطلب: شاعر اپنی بات کرتا ہوا ایک خاص طبقے کی نمائندگی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں جو اللہ کا ذکر کرتا ہوں اس میں صوفیوں جیسی تپش اور مستی موجود نہیں ہے ۔ اور میری فکر بھی ثواب اور عذاب کا پیمانہ لیے ہوئے نہیں ہے ۔یعنی اس کے ذریعے بھی میں یہ فیصلہ نہیں دے سکتا کہ یہ بات ثواب میں داخل ہے اور یہ بات عذاب میں داخل ہے یہ کام تو صوفیاء اور فقہا کا ہے ۔

خدا کرے کہ اسے اتفاق ہو مجھ سے

فقیہِ شہر کہ ہے محرمِ حدیث و کتاب

معانی: فقیہ شہر: شہر کا عالم دین ۔ محرم حدیث و کتاب: قرآن اور حدیث کا جاننے والا ۔

مطلب: شاعر نے پہلے شعر میں اگرچہ خود کو صوفیا اور علما کے ذکر و فکر کی دنیا سے الگ رکھا ہے اس لیے وہ شہر کے عالم دین اور قرآن و حدیث جاننے والے کے متعلق جو عام طور پر مختلف مسائل پر دینی فیصلے دیتے ہیں کہتا ہے کہ اللہ کرے۔جو بات میں کہنے والا ہوں اس سے وہ اتفاق کر لیں ۔ شاعر نے جو بات کہی ہے وہ اگلے شعر میں موجود ہے ۔

اگر نوا میں ہے پوشیدہ موت کا پیغام

حرام میری نگاہوں میں نائے و چنگ و رباب

معانی: نوا: آواز، یہاں مراد ہے راگ ۔ نائے ، چنگ ، رباب: یہ سازوں کی مختلف قسمیں ہیں ۔

مطلب: شاعر کہتا ہے کہ اگر گانے والے کا راگ یا سازندے کا ساز زندگی کے بجائے موت کا پیغام دے تو چاہے وہ راگ بانسری پر ہو یا چنگ اور رباب پر ہو میری نگاہ میں حرام ہے جو راگ افراد کو غفلت سے نکالنے کی بجائے غفلت کی نیند سلا دے ۔ زندگی کے قریب لے جانے کی بجائے موت کے قریب لے جائے وہ جائز نہیں ہے ۔

فوارہ

یہ آبجو کی روانی ، یہ ہم کنارِیِ خاک

مری نگاہ میں ناخوب ہے یہ نظارہ

معانی: آبجو: ندی ۔ روانی: بہاوَ۔ ہمکناری خاک: مٹی کے ساتھ رہنا ۔ ناخوب ہے: اچھا نہیں ہے ۔

مطلب: اس نظم میں شاعر نے آدمی کی اندرونی قوت کا ذکر ندی اور فوارہ کی علامتوں سے سمجھایا ہے ۔ ندی میدان میں بہتی رہتی ہے جب کہ فوارہ کی ساخت ایسی ہوتی ہے کہ وہ اپنے اندر کے زور سے پانی کو اوپر اچھالتا ہے ۔ اسی بات کو اس نظم کے دونوں شعروں میں بیان کیا ہے ۔ اس شعر میں کہا گیا ہے کہ ندی کو دیکھو وہ بہتی ضرور ہے لیکن مٹی کے کناروں میں بہتی چلی جاتی ہے ۔ اور مٹی سے بلند اٹھنا اس کے نصیب میں نہیں ہے ۔ اس بنا پر ندی کا یہ نظارہ میری نگاہ میں اچھا نہیں ہے

اُدھر نہ دیکھ، اِدھر دیکھ اے جوانِ عزیز

بلند زورِ دروں سے ہوا ہے فوارہ

معانی: زور دروں : اندر کا زور ۔ جوان عزیز: قسمتی یا پیارے نوجوان ۔

مطلب: اس شعر میں نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے اقبال کہتے ہیں کہ اے میرے پیارے جوانوں تم ندی اور اس کے بہاوَ کو نہ دیکھو اور اس کے نظارے کو دیکھ کر خوش نہ ہو بلکہ دوسری طرف فوارے کو دیکھو کہ اس کے اندر ایسا زور ہے کہ وہ اس روز سے پانی کو اوپر کی طرف اچھالتا ہے اور مٹی سے کہیں اوپر لے جاتا ہے ۔ اس سے تمہیں بھی سبق سیکھنا چاہیے کہ اصل چیز تمہارے اندر کی طاقت ہے جس کو پیدا کر کے تم بھی مٹی سے بلند ہو سکتے ہو اور غلامی سے نکل کر آزادی کی سانس لے سکتے ہو ۔

شاعر

مشرق کے نیستاں میں ہے محتاجِ نفس نے
شاعر! ترے سینے میں نفس ہے کہ نہیں ہے

معانی: نیستاں : سرکنڈوں کا جنگل، بانسوں کا جنگل ۔ نفس: سانس ۔ نے: بانس کا ایک ٹکڑا، بنسری ۔
مطلب: مشرق کے نیستاں میں جو بانس کا ٹکڑا یا بنسری ہے وہ کسی کے سانس کی محتاج ہے ۔ اقبال مشرق کے خصوصاً برصغیر کے شاعر سے پوچھتے ہیں کہ کیا تیرے پاس ایسا سانس ہے کہ جس کی پھونک سے یہ بانسری لے نکال سکے ۔ مراد یہ ہے کہ مشرق غلامی میں جکڑا ہوا ہے ۔ غفلت کی نیند سویا ہوا ہے ۔ اے شاعر تو اپنی شاعری کے ذریعے اسے بیدار کر سکتا ہے لیکن معلوم نہیں تیرے پاس بیدار کرنے والا شاعری کا جوہر موجود ہے یا نہیں ہے ۔ اس ہے اور نہیں ہے مطلب یہی نکلتا کہ نہیں ہے ۔ مشرق کا شاعر بھی غلام کی شراب پی کر مست ہے ۔ اور ایسی کر رہا ہے جس سے اقوام بیدار ہونے کی بجائے اور سو جائیں ۔

تاثیر غلامی سے خودی جس کی ہوئی نرم
اچھی نہیں اس قوم کے حق میں عجمی لے

معانی: اے شاعر جس قوم کی خودی غلامی کے اثر کی وجہ سے نرم ہو چکی ہو یعنی اس میں خود شناسی کا مادہ موجود نہ ہو اور اس میں آزادی کی خواہش ختم ہو چکی اس قوم کے حق میں وہ غیر عربی لے جو تو بانسری سے نکال رہا ہے یا اپنی شاعری کے ذریعے قوم کے کانوں تک پہنچا رہا ہے مناسب نہیں ہے ۔ اس سے تو غلام قوم تاثیر غلامی میں اور پختہ ہو جائے گی ۔ تیرے لیے ضروری ہے کہ تو غیر عربی کے بجائے عربی اور حجازی لے اختیار کرے اور درس اسلامی دے کر قوم کو بیدار کرے ۔

شیشے کی صراحی ہو کہ مٹی کا سبو ہو
شمشیر کی مانند ہو تیزی میں تری مے

مطلب: اس سے کوئی غرض نہیں کہ تیری شراب شیشے کی صراحی میں ہے یا مٹی کے پیالے یا مٹکے میں ہے ۔ غرض اس سے ہے کہ جو شراب اس میں ہے وہ اپنی تندی اور تیزی میں تلوار کی کاٹ کی مانند ہو ۔ شاعری میں ایک تو الفاظ ہوتے ہیں اور دوسرے معانی یا بہ الفاظ دیگر ایک طرز اور ادائیگی ہوتی ہے اور دوسرے موضوعات اور مضامین ۔ اقبال کہتے ہیں کہ انداز بیان کا اچھا ہونا بھی اگرچہ شاعری میں ضروری ہے لیکن اصل ضرورت مضامین کے اچھے ہونے کی ہے ۔ اے شاعر تیری شاعری کے مضامین افراد و اقوام میں شرف آدمیت پیدا کرنے اور ان کو غلامی سے آزاد کرنے کے لیے ہونے چاہیں ۔ چاہے ان کے طرز کوئی اختیار کر لی جائے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ۔

ایسی کوئی دنیا نہیں افلاک کے نیچے
بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تختِ جم و کے

معانی: افلاک: فلک کی جمع، آسمان ۔ بے معرکہ: جنگ یا کوشش کے بغیر ۔ تخت جم و کے: جم اور کے کا تخت یعنی ایران کے ان مشہور بادشاہوں کا تخت یعنی عروج اور ترقی اور مقام بلند ۔
مطلب: شاعر کہتا ہے کہ میں نے آسمان کے نیچے ایسی کوئی دنیا نہیں دیکھی جہاں کوئی فرد یا کوئی جماعت بغیر حالات سے مقابلہ کیے اور بغیر تگ و دو اور کوشش کے کامیاب ہوئی ہو یا بلندی پر پہنچی ہو ۔

ہر لحظہ نیا طور، نئی برقِ تجلی
اللہ کرے مرحلہَ شوق نہ ہو طے

معانی: ہر لحظہ: ہر لمحہ ۔ طور: وادی سینا کا ایک پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام جایا کرتے تھے ۔ برق تجلی: جلوے کی بجلی ۔ مرحلہ شوق: عشق کا فاصلہ یا منزل ۔
مطلب: حضرت موسیٰ علیہ السلام جس کوہ طور پر اللہ سے ہمکلام ہونے کے لیے جاتے تھے وہ پہاڑ تو دنیا میں صرف ایک ہی ہے اور اس پہاڑ پر اللہ تعالیٰ کے نور کے جس جلوے کی بجلی حضرت موسیٰ پر گری تھی وہ بھی صرف ایک مرتبہ ہی گری ہے لیکن عشق

کی منزل تک کے سفر میں ایک نہیں کئی طور آتے ہیں ۔ جلوے کی ایک بجلی نہیں کئی بجلیاں گرتی ہیں اور عاشق کو ہر نئے طور پر اور ہر نئی بجلی گرنے پر ایک نیا مزہ آتا ہے ۔ اسی لیے وہ اللہ سے دعا کرتا ہے کہ عشق کا یہ سفر کبھی ختم نہ ہو۔

شعرِ عجم

ہے شعرِ عجم گرچہ طرب ناک و دل آویز
اس شعر سے ہوتی نہیں شمشیر خودی تیز

معانی: شعرِ عجم: ایرانی یا غیر عربی شاعری ۔ طرب ناک: نغمہ ریز، پر سرور ۔ دل آویز: دل کو لبھانے والا ۔ شمشیر خودی: خود آگاہی کی تلوار ۔

مطلب: علامہ نے اس نظم میں مسلمان ملکوں خصوصاً برصغیر کے شاعروں کی شاعری کو پیش نظر رکھا ہے ۔ اس شعر میں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ ہمارے عہد حاضر کے شاعروں کی شاعری بڑی پر سرور اور دل کو لبھانے والے ہوتی ہے لیکن یہ حجاز اور حرم سے بے تعلق ہونے کی وجہ سے قاری کے دلوں میں عشق کی حرارت پیدا نہیں کرتی اور اس سے پڑھنے والے کی خود آگاہی اور خود شناسی کی تلوار تیز نہیں ہوتی بلکہ کند ہی رہتی ہے ۔

افسردہ اگر اس کی نوا سے ہو گلستاں
بہتر ہے کہ خاموش رہے مرغِ سحر خیز

معانی: افسردہ ہونا: بجھ جانا، پژمردہ ہو جانا ۔ نوا: آواز ۔ مرغ سحر خیز: علی الصبح اٹھ کر چہچہانے والا پرندہ ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ نے باغ، پرندے اور اس کے چہچہانے کی علامتوں سے عجمی شعرا کی شاعری کی بے اثری کا ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر علی الصبح اٹھ کر پرندہ باغ میں چہچہاتا ہے اور اس کے چہچہانے سے باغ کی ہر شے پر پژمردگی چھا جاتی ہے تو اس سے بہتر یہ ہے کہ وہ نغمہ ریز ہی نہ ہو ۔ اگر کسی شاعر کی شاعری سے قاری کی زندگی کا دیا جلنے کی بجائے بجھ جائے اور اس کی خیالات و افکار کا چراغ بے نور ہو کر رہ جائے تو ایسی شاعری سے بہتر یہ ہے کہ شاعر خاموش رہے اور ایسی شاعری سے پرہیز کرے ۔

وہ ضربت اگر کوہ شکن بھی ہو تو کیا ہے
جس سے متزلزل نہ ہوئی دولتِ پرویز

معانی: متزلزل ہونا: زلزلہ پیدا ہونا ۔ دولت پرویز: ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کی حکومت ۔ ضرب: چوٹ، وار ۔ کوہ شکن: پہاڑ توڑنے والی ۔

مطلب: اگر کسی کا وار پہاڑ کو بھی توڑ ڈالے تو اس سے کیا حاصل ہو گا ۔ مزا تو جب ہے کہ اس کے وار سے خسرو پرویز جیسے بادشاہ کی عظیم سلطنت میں زلزلہ آ جائے ۔ عجمی شاعروں کی شاعری سے اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں جب تک وہ مشرق کی سوئی ہوئی قوموں کو بیدار کرنے والی، ان کو غلامی سے آزاد کرانے والی اور ان کے حاکموں کی حاکمیت ختم کرنے والی شاعری نہ ہو ۔

اقبال یہ ہے خارہ تراشی کا زمانہ
از ہر چہ بآئینہ نماید بہ پرہیز

معانی: خارا تراش: پتھر توڑنا، سخت محنت کرنا ۔

مطلب: اے اقبال یہ دور پتھر توڑنے یعنی سخت محنت اور مشقت کرنے کا دور ہے ۔ ہمارے شاعر ہمیں مشکلات سے ٹکرانے کی بجائے ہمیں محنت سے کترانے کا سبق سکھاتے ہیں اور جذبات سفلی کا بھڑکا کر ہمارے اندر زندگی کی لو کو بجھاتے ہیں یہ شاعری میں ہمیں جو کچھ دکھاتے ہیں ہمیں اس سے بچنا چاہیے ۔

ہنروانِ ہند

عشق و مستی کا جنازہ ہے تخیل ان کا
ان کے اندیشۂ تاریک میں قوموں کے مزار

معانی: ہنروانِ ہند: برصغیر کے فنکار ۔ اندیشۂ تاریک: سیاہ فکر، بھیانک سوچ ۔

مطلب: اس نظم میں علامہ اقبال نے برصغیر کے ادیبوں ، شاعروں ، مصوروں ، موسیقاروں ، سنگ تراشوں اور دوسری قسم کے جملہ اہل فن کے متعلق کہا ہے کہ ان کی تخلیقات میں جو تخیل ہوتا ہے اس سے پڑھنے والے اور دیکھنے والے کے اندر عشق اور مستی کا جوہر ختم ہو جاتا ہے اور اس کے جذبات مردہ اور افسردہ ہو جاتے ہیں ۔ ان ہنرمندوں اور فنکاروں کے خیالات و افکار کی بھیانک تاریکی سے قومیں مر جاتی ہیں اورر وہ زندہ مزاروں کی صورت میں باقی رہ جاتی ہیں ۔

موت کی نقش گری ان کے صنم خانوں میں
زندگی سے ہنران برہمنوں کا بیزار

معانی: نقش گری: تصویر کشی ۔ صنم خانوں : بت خانوں ۔ برہمن: ہندووَں کا پیشوا، بتوں کو پوجنے والا ۔

مطلب: برصغیر کے ہنرمندوں کی مزید صفت بیان کرتے ہوئے علامہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے ہنر سے ایسے بت خانے بناتے ہیں جن میں زندگی کی نہیں موت کی تصویریں آویزاں ہوں اور ان بتوں کے برہمنوں یعنی ان ہنرمندوں کے ہنر سے زندگی بیزار اور موت ان پر فریفتہ نظر آتی ہے ان کے جملہ فن پاروں میں افسردگی پائی جاتی ہے اور زندگی کی کوئی لہر نظر نہیں آتی ۔

چشمِ آدم سے چھپاتے ہیں مقاماتِ بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ ، بدن کو بیدار

معانی: چشم آدم: آدمی کی آنکھ ۔ مقامات بلند: اونچے مقامات ۔ خوابیدہ کرتے ہیں سلاتے ہیں ۔

مطلب: مذکورہ بالا شعروں میں جن ہنرمندوں کا ذکر آیا ہے ان پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے علامہ اقبال کہتے ہیں کہ ان کا کام یہ ہے کہ یہ آدمی کی نگاہوں سے آدمیت اور انسانیت کے اعلیٰ وارفع مقامات کو چھپاتے ہیں اور ان میں حیوانی و سفلی جذبات بھڑکاتے ہیں ۔ یہ اپنے فن پاروں کے پڑھنے والو اور دیکھنے والوں کے بدنوں کو تو جگا دیتے ہیں اور ان میں حیوانی اور جنسی جذبات و خیالات تو پیدا کر دیتے ہیں لیکن ان کی روحوں کو سلا دیتے ہیں اور انہیں بے روح بدنوں والے آدمی بنا کر چھوڑ دیتے ہیں ۔

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ! بے چاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

معانی: صورت گر: مصور ۔ اعصاب: عصب کی جمع یعنی رگ اور پٹھے ۔

مطلب: اس آخری شعر میں علامہ نے برصغیر کے مصوروں، شاعروں اور افسانہ نگاروں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ایسے فن پارے تخلیق کرتے ہیں جن میں عورت اور اس سے متعلق سفلی جذبات کا ضرور ذکر ہوتا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ عورت اور جنسی و سفلی جذبات ان کے رگ و ریشہ میں سما گئے ہیں ۔ اور اس کے سوا انہیں کسی اور موضوع پر سوچنے کی توفیق ہی نہیں ہے ۔ اس سلسلے میں اگر ہم دور جدید کی ترقی پسند تحریک کو دیکھیں تو اس سے متعلقہ جملہ فن کاروں کا یہی حال ہے ۔ حتیٰ کہ انھوں نے کارل مارکس کی بے دینی اور فرائیڈ کی جنسیات کو بھی عام کرنے سے پرہیز نہیں کیا ۔

مردِ بزرگ

اس کی نفرت بھی عمیق اس کی محبت بھی عمیق
قہر بھی اس کا ہے اللہ کے بندوں پہ شفیق

معانی: مردِ بزرگ: بڑا آدمی، وہ آدمی جو اللہ کے نزدیک بڑا ہے جو قوم کا بزرگ ہے ۔ عمیق: گہرا ۔ قہر: سختی ۔ شفیق: مہربان

مطلب: اس نظم میں اقبال نے اس شخص کا ذکر کیا ہے جو اللہ کے نزدیک بڑا ہے ۔ یہ اقبال کا مرد مومن بھی ہو سکتا ہے اور اللہ کا کوئی ولی بھی ۔ علامہ کہتے ہیں کہ ایسے شخص کی نفرت بھی گہری ہوتی ہے اور اس کی محبت بھی گہری ہوتی ہے ۔ نفرت باطل سے اور بری چیزوں سے ۔ اور محبت حق سے اور اچھی چیزوں سے ۔ ایسے شخص کو اگر اللہ کے بندوں پر سختی کرتے ہوئے دیکھیں گے تو دراصل اس میں بھی مہربانی کا جذبہ چھپا ہوا ہوتا ہے ۔ وہ سختی بندوں پر ظلم کرنے کے لیے نہیں کرتا بلکہ اس کو راہ راست پر رکھنے کے لیے کرتا ہے ۔ یہ حقیقت میں سختی نہیں ان پر احسان اور مہربانی ہے ۔

پرورش پاتا ہے تقلید کی تاریکی میں
ہے مگر اس کی طبیعت کا تقاضا تخلیق

معانی: تقلید: پیروی ۔ تخلیق: نئی چیز پیدا کرنا ۔ تقاضا ہے: ضرورت ہے ۔

مطلب: یہ مرد بزرگ اگرچہ اپنے عہد کی پیروی کے ماحول میں پھلتا پھولتا ہے لیکن وہ اس پیروی کے اندھیرے میں اپنے آپ کو گم کرنے کی بجائے نئی راہیں تلاش کرتا ہے ۔ اور یہ نئی راہیں پیدا کرنا اس کے سرشت اور مزاج کی عین ضرورت ہے ۔

انجمن میں بھی میسر رہی خلوت اس کو
شمعِ محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق

معانی: انجمن: محفل ۔ میسر رہنا: حاصل ہونا ۔ خلوت: تنہائی ۔ رفیق: دوست ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ نے محفل اور شمع کی علامتوں سے اپنا مقصد ادا کیا ہے اور کہا ہے کہ جس طرح محفل کے اندر شمع حاضرین مجلس سے جدا ہوتی ہے لیکن سب کو روشنی پہنچاتی ہے اسی طرح اللہ کا برگزیدہ بندہ بھی مجلس میں ہوتا ہوا سب کا دوست بھی ہوتا ہے اور سب سے الگ اور تنہا بھی ہوتا ہے ۔ ہاتھ اس کا کام میں اور دل اس کا خدا کی یاد میں لگا رہتا ہے

مثلِ خورشیدِ سحر فکر کی تابانی میں
بات میں سادہ و آزادہ، معانی میں دقیق

معانی: مثل خورشید سحر: صبح کے سورج کی مانند ۔ فکر کی تابانی: فکر کی چمک دمک ۔ آزادی: آزاد ۔ دقیق: مشکل ۔

مطلب: اس شعر میں سورج اور اس کی روشنی کا استعارہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ کا بزرگ بندہ اپنی فکر کی چمک دمک میں صبح کے سورج کی مانند ہوتا ہے ۔ جس طرح صبح کے سورج کے طلوع ہونے سے تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اور ہر چیز بیدار ہو جاتی ہے اسی طرح مرد بزرگ کی فکر سے بھی باطل کی تاریکیاں اور غلامی کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں ۔ اس کی باتیں اگرچہ بہت سادہ ہوتی ہیں لیکن غور کیا جائے تو وہ معنوں میں یا سمجھنے کے اعتبار سے مشکل ہوتی ہیں ۔ یعنی اس کی سیدھی سادی باتوں میں بہت سے رمزیں پوشیدہ ہوتی ہیَ

اس کا اندازِ نظر اپنے زمانے سے جدا
اس کے احوال سے محرم نہیں پیرانِ طریق

معانی: اندازِ نظر: دیکھنے کا انداز ۔ احوال: حال کی جمع، حالات ۔ محرم: آشنا ۔ پیرانِ طریق: طریقت کے پیر مرشد ۔

مطلب: اس مرد بزرگ کے دیکھنے کا انداز دوسروں کے دیکھنے کے طریقے سے مختلف ہوتا ہے وہ صرف ظاہری نظروں سے ہی زمانے اور اس کے حالات کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ ان پر باطنی اور معنی خیز نظریں ڈالتا ہے اس کے جو روحانی حالات ہوتے ہیں وہ

ایسے ہوتے ہیں کہ جن سے اس دور کے پیشہ ور پیران طریقت یا ولایت کے میدان میں رسمی قدم رکھنے والے واقف نہیں ہوتے ہیں ۔

عالمِ نو

زندہ دل سے نہیں پوشیدہ ضمیرِ تقدیر
خواب میں دیکھتا ہے عالمِ نو کی تصویر

معانی: عالم نو: نیا جہان ۔ پوشیدہ: چھپی ہوئی ۔ ضمیر تقدیر: تقدیر کا باطن ۔ زندہ دل: وہ دل جو روحانی طور پر جی رہا ہو ۔

مطلب: جس شخص کا دل روحانی طور پر زندہ ہے اس سے تقدیر کا باطن چھپا ہوا نہیں ہے ۔ وہ اس کے رازوں کو خوب جانتا ہے ۔ صرف بیداری ہی میں نہیں بلکہ نیند کی حالت میں بھی وہ نئے نئے جہانوں کی تصویریں دیکھتا ہے ۔ وہ اپنے زمان میں مقید نہیں ہوتا بلکہ اس سے آگے بہت کچھ دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے ۔

اور جب بانگِ اذاں کرتی ہے بیدار اسے
کرتا ہے خواب میں دیکھی ہوئی دنیا تعمیر

معانی: بانگ: آوازن، اذان، نماز کے لیے پکار ۔ بیدار کرنا: جگانا ۔

مطلب: اللہ کا وہ بندہ جس کا دل روحانی طور پر زندہ ہوتا ہے وہ نیند کی حالت میں بھی سچے خواب دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ بعض اوقات خواب کی حالت میں اسے وہ کچھ دکھا دیتا ہے جو کچھ اسے کرنا ہوتا ہے ۔ اللہ کا ایسا بندہ جب صبح کی اذان سن کر جاگتا ہے تو جس دنیا کو اس نے خواب کی حالت میں دیکھا ہوتا ہے اس کو بنانے اور سنوارنے میں لگ جاتا ہے ۔

بدن اس تازہ جہاں کا ہے اسی کی کفِ خاک
رُوح اس تازہ جہاں کی ہے اسی کی تکبیر

معانی: کفِ خاکی: مٹی کی مٹھی ۔ تکبیر: اللہ اکبر کی صدا ۔

مطلب: یہ مردِ حق جو نئے جہان تعمیر کرتا ہے وہ ظاہری مٹی یا سنگ و خشت کے نہیں ہوتے بلکہ اس نئے جہان کا بدن اور اپنے دل زندہ کی مٹی سے پیدا کرتا ہے ۔ یہ جہان روحانی اور فکری ہوتا ہے اس جہان کے بدن میں جو روح ہوتی ہے وہ عام انسانی روح نہیں ہوتی بلکہ اللہ اکبر یعنی توحید کی روح موجود ہوتی ہے ۔ یہ ہے وہ عالم نو جو زندہ دل رکھنے والے لوگ پیدا کرتے ہیں ۔

ایجادِ معانی

ہر چند کہ ایجادِ معانی ہے خداداد
کوشش سے کہاں مردِ ہنر مند ہے آزاد

معانی: ایجادِ معانی: نئے معنی پیدا کرنا ۔ خداداد: خدا کا دیا ہوا ۔

مطلب: اگرچہ کسی لفظ یا چیز کے نئے معانی پیدا کرنا یا کوئی نیا فن پیدا کرنے کی صلاحیت کا ہونا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اہلیت کی وجہ سے ہوتا ہے لیکن ہنرمند اور فن کار شخص کوشش سے اس صلاحیت اور اہلیت کو مزید اجاگر کرتا ہے اور نئے نئے اسلوب اور معنی پیدا کرتا ہے ۔ وہ لکیر کا فقیر نہیں بنتا بلکہ ہر فن پارے میں اپنی کوشش سے نیا رنگ بھرتا ہے ۔

خونِ رگِ معمار کی گرمی سے ہے تعمیر
میخانۂ حافظ ہو کہ بتخانۂ بہزاد

معانی: خون رگ معمار: راج کے رگوں کا خون ۔ میخانہ حافظ: حافظ شیرازی جوکہ ایران کا ایک مشہور شاعر ہے کی شاعری کا مے خانہ ۔ بت خانہ بہزاد: بہزاد اسکی تصویروں کا بت خانہ یعنی مصوری ۔

مطلب: خواجہ حافظ شیرازی نے اگر اپنی خمریاتی شاعری سے مے خانہ سجایا ہے اور اپنے مضامین و معانی کو شراب، جام، سبو، مے مغ وغیرہ کے علامات سے تعبیر کیا ہے یا بہزاد نے اپنی تصویروں سے بت خانہ سجایا ہے یعنی اعلیٰ مصوری کی ہے تو یہ محض اس لیے ممکن ہو سکا ہے کہ ان معماروں کی رگوں میں گرم خون دوڑتا ہے ۔ یعنی عشق اور اخلاص کی گرمی کے وہ حامل تھے اگر ایسا نہ ہوتا اور ان کی رگیں عشق اور اخلاص کی حرارت سے خالی ہوتیں اور وہ عظیم مے خانہ حافظ اور بت خانہ بہزاد جو آج ہم دیکھتے ہیں کبھی تعمیر نہ ہوتا ۔ مراد یہ ہے کہ فن میں نئے معانی، نئی چیز مستقل قدر و قیمت پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ فن کار کے دل میں عشق کا جوش اور اخلاص کا ہوش موجود ہو ۔

بے محنتِ پیہم کوئی جوہر نہیں کھلتا
روشن شررِ تیشہ سے ہے خانۂ فرہاد

معانی: بے محنت پیہم: بغیر لگاتار جدوجہد کے ۔ جوہر نہیں کھلتا: اصلیت ظاہر نہیں ہوتی ۔ شررتیشہ: تیشہ کی چنگاری ۔ خانہ فرہاد: فرہاد کا گھر، فرہاد ایران کا ایک شخص تھا جو شیریں نامی ایک حسینہ پر عاشق تھا، تیشہ: شیریں کو حاصل کرنے کے لیے فرہاد کا تیشہ جو اس نے پہاڑ کھودنے کے لیے بنایا تھا ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ نے خسرو پرویز، فرہاد اور شیریں کے قصے کو پس منظر میں رکھتے ہوئے بیان کیا ہے کہ جس طرح فرہاد نے شیریں کو حاصل کرنے کے لیے خسرو پرویز کے فریب میں آکر تیشے سے پہاڑ کو چیر کر دودھ کی نہر نکالنے کی ٹھان لی تھی اسی طرح بغیر مسلسل محنت کے اور بغیر بڑی سے بڑی مہم سر کرنے کے ارادے کے کسی بھی فن کار کی اصلیت ظاہر نہیں ہو سکتی ۔ جس طرح فرہاد کا گھر اس کے پتھروں پر تیشہ چلانے کی بنا پر نکلتی ہوئی چنگاریوں سے روشن ہوا ہے اور اس کی شہرت بطور کوہ کن آج تک موجود ہے اسی طرح وہ فن کار جو مسلسل محنت کر کے تیشہ فرہاد کی طرح چنگاریاں پیدا کرتا ہے اس کا فن اعلیٰ فن ہوتا ہے ۔

موسیقی

وہ نغمہ سردیِ خونِ غزل سرا کی دلیل
کہ جس کو سن کے ترا چہرہ تابناک نہیں

معانی: غزل سرا: غزل گانے والا ۔ تابناک: روشن ۔
مطلب: وہ غزل گانے والا کہ جس کی غزل کو سن کر سننے والے کے چہرے پر اس کے اندرونی جذبات کی گرمی کی روشنی ظاہر نہ ہو تو سمجھئے کہ اس غزل گانے والے کا خون سرد ہے ۔ وہ غزل جو دل کی گہرائی اور پارے جوش و جذبہ عشق کے ساتھ نہ گائی جائے وہ سننے والے کے جذبات کو ہی نہیں خون کو بھی سرد کر دیتی ہے ۔ موسیقی وہ ہونی چاہیے جس سے سننے والے کے دل میں حرارت پیدا ہو اور اس حرارت کی چمک دمک اس کے چہرے سے بھی ظاہر ہو ۔

نوا کو کرتا ہے موجِ نفس سے زہر آلود
وہ نے نواز کہ جس کا ضمیر پاک نہیں

معانی: نوا: آواز ۔ موجِ نفس: سانس کی لہر ۔ زہر آلود: زہر سے بھرا ہوا ۔ نے نواز: بانسری بجانے والا ۔ ضمیر: دل، اندرون ۔
مطلب: جس طرح شعر کو نغمے کے روپ میں ڈھالنے کے لیے گانے والے کے خون کا گرم ہونا ضروری ہے اسی طرح بانسری بجانے والا یا کوئی اور ساز بجانے والا یا کوئی موسیقار اگر اپنے اندروں اور دل کے اعتبار سے پاکیزہ نہیں ہے تو اس کے ساز کی آواز جو وہ اپنی سانسوں یا پھونک مارنے کے ذریعے سے نکالے گا، سننے والے کے خون میں زہر بھر دے گی ۔ اس لیے ضروری ہے کہ موسیقار پاک ضمیر ہو اور خلوص اور عشق کے خمیر سے بنا ہوا ہو ۔

پھرا میں مشرق و مغرب کے لالہ زاروں میں
کسی چمن میں گریبانِ لالہ چاک نہیں

معانی: لالہ زار: وہ باغ جہاں لالے کے پھول اگتے ہیں ۔ لالے کے پھول کو علامہ نے عشق کی علامت کے طور پر استعمال کیا ہے ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ نے لالے کے پھول کی علامت سے مضمون ادا کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے مشرق اور مغرب کے وہ سارے لالہ زار دیکھے ہیں جہاں موسیقار اور گانے والے اپنی نوا سے دوسروں کو بہلاتے ہیں ۔ میں نے دیکھا ہے کہ ان کی نوا سے کسی ایک لالے کے پھول کا گریبان بھی چاک نہیں ہوا یعنی اس میں مستی اور جنون کی کیفیت پیدا نہیں ہوئی ۔ اس کا سبب صرف اور صرف یہ ہے کہ آج کل کے موسیقار چاہے وہ شعر گانے والے ہو یا ساز بجانے والے ہوں اپنے اندر عشق کی گرمی اور اخلاص کی حرارت نہیں دیکھتے ۔ ان کی نواؤں کو سن کر کسی کے دل میں سوز پیدا نہیں ہوتا بلکہ الٹے دل سرد ہو جاتے ہیں ایسی موسیقی سے بچنا لازمی ہے ۔

ذوقِ نظر

خودی بلند تھی اس خوں گرفتہ چینی کی
کہا غریب نے جلّاد سے دمِ تعزیر

معانی: خوں گرفتہ: قتل کے لائق ۔ دمِ تعزیر: سزا دینے کے وقت ۔
مطلب: اقبال نے اس نظم میں ایک ایسے چینی کا واقعہ بیان کیا ہے جو کسی جرم کی پاداش میں قتل کیا جانے والا تھا ۔ اقبال کہتے ہیں کہ جب اس غریب چینی کو جلاد کے سامنے سزا دینے اور قتل کرنے کے لیے لایا گیا ۔

ٹھہر ٹھہر کہ بہت دل کشا ہے یہ منظر
ذرا میں دیکھ تو لوں تابناکیِ شمشیر

معانی: دل کشا: دل کو کھول دینے والا ۔ تابناکیِ شمشیر: تلوار کی چمک دمک ۔
مطلب: تو وہ جلاد سے کہنے لگا کہ ذرا ٹھہر جا ۔ مجھے یہ قتل ہونے کا منظر بڑا دل کو کشادہ کرنے والا یا دل پسند معلوم ہوتا ہے ۔ قتل کرنے سے پہلے ذرا مجھے وہ تلوار دکھا جس سے تو مجھے قتل کرے گا تاکہ میں اس کی چمک دیکھ لوں اور پھر مجھے بے شک قتل کر دینا ۔ موت کے دہانے پر کھڑے ہوئے اس چینی کی صبر آمیز اور دلچسپ باتیں بتا رہی ہیں کہ وہ بہت حوصلے والا تھا ۔ موت کا اس کو کوئی خوف نہیں تھا ۔ علامہ کہتے ہیں کہ اس کا سبب میری نظر میں یہ ہے کہ اس چینی کا جذبہ خودی بہت بلند تھا اور وہ نظر کی لذت سے آشنا تھا ۔

شعر

میں شعر کے اسرار سے محرم نہیں لیکن
یہ نکتہ ہے، تاریخِ امم جس کی ہے تفصیل

معانی: اسرار: سر کی جمع، بھید ۔ محرم: واقف ۔ نکتہ: باریک بات ۔ تاریخ امم: قوموں کی تاریخ ۔
مطلب: پہلے شعر میں انکساری کے طور پر علامہ کہتے ہیں کہ شعر کے بھیدوں سے میں واقف تو نہیں ہوں مگر مجھ پر قوموں کی تاریخ پڑھنے سے شعر و شاعری کا یہ باریک نکتہ اور اس کی تفصیل واضح ہوئی ہے کہ جو شعر یا شاعری اپنے اندر ہمیشہ کی زندگی کا پیغام رکھتی ہے اس شاعری کی دو ہی صفتیں ہیں ۔

وہ شعر کہ پیغامِ حیاتِ ابدی ہے
یا نغمۂ جبریل ہے یا بانگِ اسرافیل

معانی: حیات ابدی: ہمیشہ کی زندگی ۔ نغمہ جبریل: جبریل فرشتے کا نغمہ جو پاکیزہ ہوتا ہے ۔ بانگِ اسرافیل: اسرافیل فرشتے کی آواز جو مردوں کو زندہ کرتی ہے ۔
مطلب: پہلی صفت یہ ہے کہ وہ حضرت جبریل علیہ السلام کے نغمہ یا وحی کی طرح پاکیزہ ہوتی ہے ۔ اور اس کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن صور پھونک کر مردوں کو جگانے والے اسرافیل فرشتے کی آواز کی طرح مردہ قوموں کو زندہ کرنے، سوئی ہوئی قوموں کو جگانے اور غلام قوموں کو آزادی کا احساس دلانے والی ہوتی ہے ۔

رقص و موسیقی

شعر سے روشن ہے جانِ جبرئیل و اہرمن
رقص و موسیقی سے ہے سوز و سرورِ انجمن

معانی: اہرمن: شیطان ۔ رقص: ناچ ۔ موسیقی: راگ ۔ سوز و سرورد انجمن: محفل کی تپش اور کیف ۔
مطلب: اس نظم میں علامہ نے ناچ اور راگ کے اچھے اور برے دونوں پہلو سامنے رکھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ شعر سے سننے والے میں جبرائیلی جان یا فرشتوں کا سا جذبہ بھی پیدا ہو سکتا ہے ۔ اور اس سے شعر سننے والا شیطان خصلتوں کا حامل بھی ہو سکتا ہے ۔ یہی صورت حال ناچ اور راگ کی ہے کہ اس سے محفل میں تپش بھی پیدا ہو سکتی ہے اور عیش کے جذبات بھی ابھر سکتے ہیں ۔

فاش یوں کرتا ہے اک چینی حکیم اسرارِ فن
شعر گویا روحِ موسیقی ہے رقص اس کا ہے بدن

معانی: فاش کرنا: ظاہر کرنا ۔ چینی حکیم: چین کا ایک مفکر ۔ رقص اس کا بدن: ناچ اس کا بدن ہے یعنی چینی فلسفی کے بقول ناچ سے شاعری کا حسن اجاگر ہوتا ہے ۔
مطلب: فرق شاعری رقص اور موسیقی کے مقاصد اور انداز اظہار میں ہے ۔ چین کے ایک مفکر نے فن کے بھیدوں کو اس طرح فاش کیا ہے کہ اس کے نزدیک شاعری یا شعر موسیقی کی روح ہے اور رقص اس کا بدن ہے ۔ کیونکہ شعر گائیکی کی چیز ہے جس کا بدن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور ناچ کا تعلق بدن کے ساتھ ہے ۔ اگر ان دونوں فنون کے بدن اور ان کی روح صحیح ہے تو یہ فنون بھی صحیح ہیں اگر اس کے برعکس ہیں تو دونوں ہی غلط ہیں ۔

ضبط

طریقِ اہلِ دنیا ہے گلہ شکوہ زمانے کا
نہیں ہے زخم کھا کر آہ کرنا شانِ درویشی

معانی: طریق اہل دنیا: دنیاداروں کا طریقہ ۔ گلہ شکوہ زمانے کا: یعنی زمانے کا برا بھلا کہنا ۔ شانِ درویشی: درویش کی شان ۔
مطلب: جو لوگ دنیا دار ہیں ان کا طریقہ یہ ہے کہ وہ زمانے کا شکوہ اور شکایت کرتے رہتے ہیں ۔ لیکن جو درویش لوگ ہیں وہ زمانے کے زخم کھا کر بھی آہ نہیں کرتے اور اسے خدا کی رضا سمجھتے ہوئے اسے برداشت کرتے ہیں ۔

یہ نکتہ پیرِ دانا نے مجھے خلوت میں سمجھایا
کہ ہے ضبطِ فغاں شیری ، فغاں روباہی و میشی

معانی: ضبط: روکنا ۔ ضبطِ فغاں : آہ وزاری کو روکنا ۔ شیری : بہادری ۔ روباہی و میشی: لومڑیوں اور بھیڑوں جیسا طریقہ ۔
مطلب: مجھے ایک دانشمند بزرگ نے تنہائی میں یہ باریک بات سمجھائی کہ مصیبت کے وقت فریاد کو ضبط کر لینا اور مصیبت پر آہ و فریاد نہ کرنا شیروں کی خصلت ہے اور ایسے موقع پر آہ و فریاد کرنا اور مصیبت کو برداشت نہ کرنا، لومڑی اور بھیڑ کی طرح کی مکاری اور بزدلی ہے ۔

رقص

چھوڑ یورپ کے لیے رقصِ بدن کے خم و پیچ
روح کے رقص میں ہے ضربِ کلیم اللہی

معانی: رقص: ناچ ۔ خم و پیچ: بل ۔ ضرب کلیم اللہی: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ضرب ۔
مطلب: علامہ نے اس نظم میں بتایا ہے کہ رقص (ناچ) دو قسم کا ہے ایک رقص تو وہ ہے جس میں رقص کرنے والے کا جسم تو ناچتا ہے لیکن اس کی روح ساکت رہتی ہے ۔ دوسرا رقص وہ ہے جس میں روح ناچتی ہے اور روح کے ناچنے کی وجہ سے اس کا بدن بھی ازخود روح کی حرکات کے تابع ناچتا ہے ۔ اس کو صوفیانہ اصلاح میں وجد اور تو جد کی کیفیت بھی بتایا جاتا ہے ۔ علامہ کہتے ہیں کہ ایسا رقص جس کا تعلق صرف جسم کو بل دینے سے ہے اور جس میں روح دب جاتی ہے ایسے رقص کو تو صرف یورپ والوں کے لیے چھوڑ دے کیونکہ وہاں ہی اسی قسم کا رقص مقبول ہے ۔

صلہ اُس رقص کا ہے تشنگیِ کام و دہن
صلہِ اس رقص کا درویشی و شاہنشاہی

معانی: صلہ: بدلہ، معاوضہ ۔ تشنگی کام و دہن: منہ اور حلق کی پیاس ۔ درویشی و شاہنشاہی: درویش اور بادشاہی یعنی عظمت اور بلندی ۔

مطلب: تو اے مرد مسلمان اس رقص کی ریس اور پیروی نہ کر تو اس کے برعکس روح کا رقص اختیار کر کیونکہ اس رقص میں حضرت موسیٰ کے عصا کی چوٹ کا عصر ہے ۔ یہ وہ عصا تھا جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین پر مارا تو چشمے پھوٹ پڑے ۔ دریا کے پانی پر مارا تو دریا کا پانی دو ٹکڑے ہو گیا اور اس نے راہ دے دی ۔ جب کہ بدن کے رقص میں کوئی بھی رحمانی صفت نہیں ہے ۔ یہ صرف شیطانی صفات کا حامل ہے ۔ اس کا نتیجہ رقص کرنے والے کے حلق اور منہ کی پیاس ہے یعنی اس میں شراب پینے یا

جنسیات سے تسکین حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ۔ اس کے مقابلے میں وہ رقص جس میں حضرت موسیٰ کے عصا جیسی ضرب ہو اس کا نتیجہ درویشی اور شہنشاہی ہے ۔ ایسا رقص کرنے والا عام طور پر وہ درویش ہوتا ہے جو شہنشاہوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتا ۔

اشتراکیت

قوموں کی روش سے مجھے ہوتا ہے یہ معلوم
بے سود نہیں رُوس کی یہ گرمیِ رفتار

معانی: اشتراکیت: کمیونزم، کارل مارکس یہودی کا دیا ہوا اقتصادی نظام جو دین ور اخلاق سے عاری ہے اور مساوات کے غیر فطری اور غیر انسانی سبق کا حامل ہے مطلب: روش: طریقہ ۔ بے سود: بے فائدہ ۔ روس: یورپ کے ایک ملک کا نام ۔ گرمی رفتار: چال میں تیزی یعنی تیز ترقی، جوش بھرا طریقہ کار ۔

مطلب: ایک جرمن یہودی نے جس کا نام کارل مارکس تھا اپنی فکر شیطانی سے دنیا کے سامنے ایک ایسا بے دین اور بے اخلاق سیا سی اور اقتصادی نظام رکھا جو عام طور پر کمیونزم کے نام سے جانا جاتا ہے ۔ اس نظام میں سب کچھ سرکاری ملکیت میں لے لیا جاتا ہے اور مزدوروں اور کسانوں کو یہ فریب دے کر کہ اس نظام میں ان کے لیے بہتری ہے لوٹا جاتا ہے ۔ اس شعر میں علامہ اس پس منظر میں کہتے ہیں کہ کارل مارکس کی اشتراکیت کے جس نظام کو لینن نے یہ جبر روش میں نافذ کیا تھا بعض دوسری قوموں کے طور طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی روس کی ترقی کے اس نئے انداز کو بے فائدہ نہیں سمجھتیں اور اپنے ہاں بھی اس نظام کو راءج کرنے کے لیے تیار ہیں ۔

اندیشہ ہوا شوخیِ افکار پہ مجبور
فرسودہ طریقوں سے زمانہ ہوا بیزار

معانی: اندیشہ: انسانوں کے سوچنے کا انداز ۔ شوخی افکار: خیالات کی شوخی ۔ فرسودہ: گھٹیا، گھسا پٹا، پرانا ۔

مطلب: اشتراکی نظام کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی سوچ کا انداز اور ان کے خیالات کے طریقوں نے انہیں شوخی پر مجبور کر دیا

ہے اور وہ پرانے سیاسی اور اقتصادی طور طریقے سے چاہے وہ ان کے لیے فائدہ والے ہی کیوں نہ ہوں اکتائے ہوئے نظر آتے ہیں اور اشتراکی نظام کو اس کی خرابیوں کے باوجود قبول کرنے پر تلے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ۔

انساں کی ہوس نے جنھیں رکھا تھا چھپا کر
کھلتے نظر آتے ہیں بتدریج وہ اسرار

معانی: ہوس: شیطانی آرزو ۔ بتدریج: آہستہ آہستہ ۔ اسرار: سر کی جمع، بھید ۔
مطلب: انسانوں نے اپنی جن شیطانی خواہشات کو اخلاق و دین یا کسی اور وجہ سے اپنے سینوں میں دبا رکھا تھا اور وہ ان پر عمل کرنے سے ڈرتے تھے اشتراکی نظام کی ہوس کارانہ حیثیت کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ وہ شیطانی بھید اب وہ ان کو آہستہ آہستہ اور تسلسل کے ساتھ عمل میں لا رہے ہیں ۔

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدّتِ کردار

معانی: قرآن میں غوطہ زن ہو: قرآن کے معانی اور مطالب غور سے اور اچھی طرح سمجھ ۔ جدت کردار: عمل کا نیا پن ۔
مطلب: اشتراکیت کی خرابیوں کو دیکھ کر علامہ اقبال سوچتے ہیں کہ کہیں مسلمان بھی بعض دوسری قوموں خصوصاً روس کی طرح اشتراکی نظام حکومت کو پسند نہ کرنے لگیں اس لیے وہ انہیں خبردار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم کارل مارکس کی کتاب بنام سرمایہ پڑھ کر اس کے ہوس کارانہ اور غیر فطری خیالات سے متاثر نہ ہو جانا بلکہ تمہارے پاس قرآن کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی آخری الہامی کتاب ہے وہ ایک وسیع سمندر کی طرح ہے اس کے اندر غوطہ لگانا اور جو کچھ اس نے سیاسی اور اقتصادی نظام کے متعلق بتایا ہے اس کو پڑھ کر اس پر عمل کرنا تا کہ اللہ تمہیں عمل کا نیا جذبہ عطا کرے اور تم اشتراکیت کے چنگ میں نہ پھنس جاوَ۔

وہ حرفِ قُل العفو میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار

معانی: قل العفو: قرآن مجید کی ایک آیت کی طرف اشارہ ہے جس کے معنی ہے اے نبی ﷺ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں ۔ تم کہہ دو قل العفو یعنی تمہاری جائز ضرورتوں سے جو کچھ بھی زیادہ ہے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دو ۔ پوشیدہ: چھپی ہوئی ۔ نمودار: ظاہر ۔

مطلب: علامہ نے اس آخری شعر میں مسلمان کو قرآن پڑھ کر نظام اقتصادیات کو سمجھنے اور سمجھانے کا جو طریقہ استعمال کیا ہے اس کے لیے قل العفو (اپنی جائز ضرورت سے جو کچھ زیادہ ہے خرچ کر دو) کی طرف اشارہ کیا ہے اور امید رکھی ہے کہ شاید اس دور میں غلط نظریات سے تنگ آ کر لوگ صحیح فکر کی تلاش میں قرآن اور اسلام کی طرف رجوع کریں اور اس حقیقت کو ظاہر کرتے ہوئے جو قل العفو والی آیت میں موجود ہے دنیا کے سامنے اسلامی نظام اور اقتصادیات کا وہ تصور پیش کریں جس سے تقریباً بارہ تیرہ سو سال انسانی فلاح کا کام کیا ہے ۔ اور آج ہم انگریزی اور مغربی تہذیب و تمدن اور افکار سیاسیات و اقتصادیات کی بنا پر اسے بھول چکے ہیں اور اشتراکیت جیسی مصیبت میں گرفتار ہیں ۔

کارل مارکس کی آواز

یہ علم و حکمت کی مہرہ بازی یہ بحث و تکرار کی نمائش
نہیں ہے دُنیا کو اب گوارا پرانے افکار کی نمائش

معانی: مہرہ بازی: لفظی معانی ہیں مہروں سے کھیلنا لیکن مراد عیاری اور مکاری ہے ۔ گوارا نہیں : پسند نہیں ۔
مطلب: یہودی کارل مارکس نے جو اشتراکیت کا بانی ہے عہد حاضر کے ان سیاسی اور معاشی مفکروں سے خطاب کرتے ہوئے جو سرمایہ دارای کے حامل ہیں اور اشتراکیت کے خلاف ہیں کہا ہے کہ میرے نظام اشتراکیت کے خلاف اور سرمایہ دارانہ نظام کے حق میں تم جتنی بھی علم کی اور حکمت کی باتیں کرتے ہو یہ دراصل تمہاری عیاری اور مکاری کی باتیں ہیں اور اس سلسلے میں تم جو بحث و تکرار بھی کرتے ہو وہ دل سے نہیں بلکہ محض اپنی نمود کے لیے کرتے ہو ۔ سمجھ رکھو تمہاری یہ مکاری کسی کام نہیں آئے گی کیونکہ دنیا والوں کو اب سرمایہ دارانہ قسم کے پرانے خیالات کی نمائش سے کوئی سروکار نہیں رہا ۔

تری کتابوں میں اے حکیمِ معاش رکھا ہی کیا ہے آخر
خطوطِ خمدار کی نمائش مریز و کجدار کی نمائش

معانی: حکیم معاش: معاشیات کا مفکر ۔ خطوط خمدار: ٹیڑھے خط ۔ مریز و کجدار: لفظی معانی نہ گرا اور ٹیڑھا رکھ ۔ مراد ہے کسی کی جھولی میں سب کچھ ڈالنے کی کوشش کرنا لیکن کچھ نہ ڈالنا ۔
مطلب: اے معاشیات کے وہ مفکر جو اشتراکیت کے مقابلے سرمایہ دارانہ نظام کی حمایت کر رہا ہے تو نے اپنی کتابوں میں جو کچھ لکھا ہے وہ سوائے اس کے کیا ہے کہ اس میں کچھ ٹیڑھی لکیریں اور جو مضمون ہے وہ کچھ اس انداز کو لیے ہوئے ہے کہ کسی کی جھولی میں سب کچھ ڈالنے کا ارادہ ظاہر کرنا لیکن ڈالنا کچھ بھی نہیں ۔ یعنی تم اپنی کتابوں میں غریبوں ، مزدوروں اور کسانوں کی ہمدردی

کا دعویٰ تو کرتے ہو لیکن عملاً ان کے لیے کچھ کرنے کا طریقہ نہ بتاتے ہو نہ نافذ کرتے ہو اس کے مقابلے میں مجھے دیکھو میں نے اپنی کتاب بنام سرمایہ میں مزدوروں کی جھولی کو خالی نہیں رکھا ۔

جہانِ مغرب کے بتکدوں میں ، کلیساؤں میں ، مدرسوں میں

ہوس کی خونریزیاں چھپاتی ہے عقلِ عیار کی نمائش

معانی: ہوس کی خونریزیاں : شیطانی خواہشات کے ایسے ہتھکنڈے جو غریبوں کا خون بہاتے ہیں ۔ عقل عیار: مکار عقل ۔

مطلب: کارل مارکس سرمایہ دارانہ نظام کا پرچار کرنے والوں کو کہتا ہے کہ کیا تم نے یورپ کے بت کدوں ، گرجوں اور مدرسوں کو نہیں دیکھا کہ وہاں کے سرمایہ دار لوگ دولت حاصل کرنے کے لیے اور غریبوں اور مزدوروں کا خون چوسنے کے لیے مکار عقل کے ذریعے ایسے ایسے حربے استعمال کرتے ہیں کہ جس سے سرمایہ دارانہ نظام واقعی بھلا معلوم ہوتا ہے ۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے ۔ علامہ نے اس سے پہلی نظم بہ عنوان اشتراکیت میں اشتراکی نظام معاش کی برائی دکھائی تھی اور زیرِ بحث نظم میں کارل مارکس کے خیالات کے ذریعے سرمایہ دارانہ نظام کی خرابیوں اور مکاریوں کو ظاہر کیا ہے جن سے پتہ چلتا ہے کہ نہ کارل مارکس کا اشتراکی نظام انسان کی بھلائی کے لیے ہے اور نہ یورپ والوں کا سرمایہ دارانہ نظام ۔ اگر کوئی نظام امیر و غریب کے تفرقے اور چپقلش کو ختم کرتا ہے اور ہر چھوٹے بڑے طبقہ کی بھلائی کا علم بردار ہے تو وہ صرف قرآن اور اسلام کا معاشی نظام ہے ۔

انقلاب

نہ ایشیا میں نہ یورپ میں سوز و سازِ حیات
خودی کی موت ہے یہ اور وہ ضمیر کی موت

معانی: سوز وسازحیات: زندگی میں عشق کی حرارت اور اس کی کیفیات کا لطف ۔ ضمیر: دل یا انسان کا باطن ۔
مطلب: علامہ کہتے ہیں میں نے ایشیا کے ملکوں کو بھی دیکھا ہے اور یورپ کے ملکوں میں بھی پھرا ہوں دونوں جگہ مجھے تو کسی کی زندگی میں عشق کی حرارت اور اس کی کیفیات کا لطف نظر نہیں آیا ۔ میں نے ایشیا میں دیکھا ہے کہ لوگ غلامی کی وجہ سے اپنی شناخت اور معرفت پر موت طاری کر چکے ہیں ۔ یورپ والوں کو دیکھا ہے کہ وہ آزاد تو ہیں لیکن ان کی مادر پدر آزادی کی بنا پر ان کے دل مردہ اور ان کے باطن سیاہ ہو چکے ہیں اور ہر طرف بے دینی اور خدا ناآشنائی کا دور دورہ ہے ۔ ان حالات میں زندگی کے سوز و ساز کی نہ ایشیا والوں سے کوئی امید رکھی جا سکتی ہے اور نہ یورپ والوں سے ۔

دلوں میں ولولہَ انقلاب ہے پیدا
قریب آگئی شاید جہانِ پیر کی موت

معانی: ولولہ انقلاب: تبدیلی کا جوش ۔ جہان پیر: بوڑھا جہان یعنی پرانی دنیا ۔
مطلب: ایشیا اور یورپ میں سوز و ساز حیات کے نہ ہونے کا یہ نتیجہ نکل رہا ہے کہ زندگی کی صحیح منزل پر پہنچنے والے لوگوں کے دلوں میں تبدیلی کا ایک جوش پیدا ہو رہا ہے اور وہ ایک نئے جہان کی پیدائش کی امید رکھے ہوئے ہیں جس سے کہ اس پرانی دنیا کی موت یقینی ہے ۔ معلوم ہوتا ہے لوگ پھر سے سوز و ساز زندگی کی تلاش میں نکلنے کے لیے بے تاب ہیں ۔ یہ سرمایہ حیات نہیں نہ اشتراکی نظام میں ملے گا اور نہ سرمایہ دارانہ نظام میں بلکہ خدا کے نظام میں ملے گا جس کا دوسرا نام اسلام ہے ۔ اور یہی حقیقی انقلاب ہو گا جس میں یورپ اور ایشیا دونوں جگہوں کے لوگوں کی فلاح کا سامان موجود ہو گا ۔

خوشامد

میں کارِ جہاں سے نہیں آگاہ، ولیکن
اربابِ نظر سے نہیں پوشیدہ کوئی راز

معانی: خوشامد: چاپلوسی ۔ کارجہاں: جہان کے کام ۔ اربابِ نظر: اہل نظر ۔
مطلب: اس نظم میں عام خوشامد کی بات نہیں ہے بلکہ سیاسی خوشامدیوں کی بات کی ہے ۔ جب انگریز نے برصغیر کے باشندوں کی رائے کے ذریعے صوبائی اور مرکزی اسمبلیاں منتخب کرائیں تو بطور رکن کامیاب ہونے پر بیشتر اشخاص انگریزی حکومت کی خوشامد کرنے لگے کہ ہمیں وزیر بنایا جائے یا کوئی اور مرتبہ دیا جائے ۔ یہ نظم اسی پس منظر میں لکھی گئی ہے ۔ پہلے شعر میں علامہ کہتے ہیں کہ ان سیاست دانوں اور وزارت کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والوں کی طرح اگرچہ میں دنیا اور اسکے کاروبار کو اچھی طرح نہیں جانتا لیکن صاحب نظر ہونے کے اعتبار سے کارجہاں کے اور ان لوگوں کے ارادوں کے چھپے ہوئے راز مجھ پر ظاہر ہیں اور میں یہ جانتا ہوں کہ یہ کیوں حاکموں کی خوشامد کر رہے ہیں ۔

کر تو بھی حکومت کے وزیروں کی خوشامد
دستور نیا اور نئے دور کا آغاز

مطلب: جب انگریز آقاؤں کی خوشاہد کر کے اسمبلیوں کے بعض رکن وزیر بن گئے تو ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے جو اپنا دنیاوی کام نکالنے کے لیے ان وزیروں کی خوشامد کرنے میں لگ گئے ۔ اس شعر میں علامہ نے طنز کے طور پر کہا ہے کہ اے شخص تجھے بھی اگر دنیا میں کامیاب ہونا ہے تو تو بھی ان وزیروں کی خوشامد کر کیونکہ اب نیا آئین نافذ ہونے کی وجہ سے ایک نئے زمانے کا آغاز ہو گیا ہے جہاں کام خوشامد سے نکالے جاتے ہیں اور اہل اور نا اہل میں تمیز روا نہیں رکھی جاتی ۔

معلوم نہیں ہے یہ خوشامد کہ حقیقت
کہہ دے کوئی اُلو کو اگر رات کا شہباز

معانی: اُلو: ایک پرندہ جو رات کو باہر نکلتا ہے ۔ شہباز: بڑا باز ۔ خوشامد: چاپلوسی ۔

مطلب: اس شعر میں بھی خوشامد کی اصلیت کو طنزیہ پیرائے میں بیان کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اُلو کو (جو بے وقوف بھی سمجھا جاتا ہے اور رات کے اندھیرے میں باہر نکلتا ہے) رات کا شہباز (بلند پرواز، بے نیاز اور درویش طبع جانور) کہہ دے تو کیا یہ خوشامد ہوگی یا کچھ اور ۔ حقیقت میں یہی خوشامد ہے کہ لوگ اپنا کام نکالنے کے لیے الووَں کو شہباز کا درجہ دے دیتے ہیں اور یہ بات آج کے سیاسی دور میں تو عروج پر ہے ۔

مناصِب

ہوا ہے بندۂ مومن فسونیِ فرنگ
اسی سبب سے قلندر کی آنکھ ہے نم ناک

معانی: مناصب: منصب کی جمع، عہدے ۔ فسونی فرنگ: جس پر فرنگیوں کا جادو چل چکا ہے ۔ قلندر: بے نیاز درویش ۔ نمناک: آنسوؤں سے بھری ہوئی ۔

مطلب: اس نظم میں برصغیر کے اس دور کا ذکر ہے جب یہاں فرنگیوں کی حکومت تھی لیکن اس میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ آج کے آزاد پاکستان کے لوگوں پر بھی صادق آتا ہے بلکہ اس سے زیادہ شرم ناک حد تک صادق آرہا ہے ۔ پہلے شعر میں علامہ کہتے ہیں کہ بندۂ مومن آج اپنے مفادات اور ذاتی اغراض کے لیے ایمان کو بیچ کر انگریزوں کے جادو کا شکار ہوگیا ہے اور عہدوں اور ملازمتوں کے لالچ میں اپنی خوداری بیچ چکا ہے ۔ یہ بات دیکھ کر مجھ جیسے قلندر بے نیاز درویش کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ہیں ۔

ترے بلند مناصب کی خیر ہو یارب
کہ ان کے واسطے تو نے کیا خودی کو ہلاک

مطلب: پہلے مصرعے سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ شاعر نے خدا کے عہدۂ بلند ہونے کی خیر مانگی ہے لیکن ایسا نہیں ہے ۔ اسلوب کو چھوڑ کر اگر معنی پر غور کریں تو یہ ایک طنزیہ دعا ان لوگوں کے لیے ہے جنھوں نے انگریز کی خوشامد کر کے بڑے عہدے حاصل کر لیے ہیں ۔ علامہ طنزیہ طور پر کہتے ہیں کہ اہلیت سے قطع نظر خوشامد کر کے اور دوسرے ذراءع استعمال کر کے تم نے جو بڑے بڑے عہدے حاصل کر لیے ہیں اب خدا تمہارے ان عہدوں کی خیر رکھے کیونکہ تم نے یہ عہدے بہت بڑی قیمت ادا کر کے لیے ہیں اور وہ قیمت یہ ہے کہ تم نے ایمان کو بھی پیش نظر نہیں رکھا اور اپنی خود آگاہی اور خود شناسی کی صفت کو بھی موت کی نیند سلایا ہے پھر جا کر تمہیں یہ عہدے حاصل ہوئے ہیں ۔

مگر یہ بات چھپائے سے چھپ نہیں سکتی
سمجھ گئی ہے اسے ہر طبیعتِ چالاک

معانی: طبعتِ چالاک: چالاک طبیعت ۔
مطلب: ہر چالاک طبیعت رکھنے والے اور بیدار مغز شخص کی نگاہ سے یہ بات چھپائے بھی چھپ نہیں سکتی اور اس پر روز روشن کی طرح واضح ہے ۔

شریک حکم غلاموں کو کر نہیں سکتے
خریدتے ہیں فقط ان کا جوہرِ ادراک

معانی: شریک حکم: حکومت میں شامل ۔ جوہر ادراک: سمجھنے کی خوبی ۔
مطلب: کہ انگریزوں نے برصغیر کی غلام قوم کو حکومت میں محض اپنی حکمت کے کل پرزوں کے طور پر استعمال کرنے کے لیے شریک کیا ہے اور ان کے ایمان اور ان کی خودی کے عوض عہدے دے کر ان کی عقل اور دانش کے موتی خریدے ہیں یعنی ان کے دل و دماغ سے اپنی حکومت کی مشینری کو چلانے کا کام لیا ہے ۔

یورپ اور یہود

یہ عیشِ فراواں، یہ حکومت، یہ تجارت
دل سینۂ بے نور میں محرومِ تسلی

معانی: عیش فراواں: بہت زیادہ عیش و عشرت ۔ محروم تسلی: اطمینان سے بے بہرہ ۔

مطلب: ایک وقت تھا جب عیسائیوں اور یہودیوں میں بہت بغض اور دشمنی تھی لیکن مسلمانوں کے خلاف گٹھ جوڑ کرنے کے لیے عیسائیوں نے دشمنی کو چھوڑ کر یہودیوں کے لیے دل کو نرم کر لیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ ہزاروں سال سے غلام اور خدا کے غضب کی ماری ہوئی قوم اپنی چالاکی اور مکاری سے سارے یورپ پر اس طرح چھا گئی ہے کہ بظاہر وہاں عیسائی حکمران ہیں لیکن حقیقت میں ہر کام کی باگ دوڑ یہودیوں کے ہاتھ میں ہے ۔ اس پہلے شعر میں علامہ کہتے ہیں کہ جدید ترقی کی وجہ سے اگرچہ سارے یورپ میں عیش فراواں ہے یورپی اقوام دوسری قوموں پر حکومت بھی کر رہی ہیں اور دنیا کی ساری تجارت بھی ان کے ہاتھ میں ہے لیکن اہل یورپ کے سینے ایمان ، صداقت اور انسانیت کے نور سے محروم ہو چکے ہیں اور باوجود ساری ترقی اور ہر قسم کی سہولت کے ان کے دل اطمینان سے محروم ہیں ۔

تاریک ہے افرنگ مشینوں کے دھوئیں سے
یہ وادیِ ایمن نہیں شایانِ تجلی

معانی: افرنگ: یورپی اقوام ۔ وادی ایمن: وہ وادی جہاں حضرت موسیٰ کو خدا کی تجلی نصیب ہوئی تھی ۔

مطلب: جب سے یورپ والوں کو بھاپ کی طاقت کا علم ہوا ہے انھوں نے اپنے ملکوں میں ہر طرف اور ہر طرح کے کارخانے لگا لیے ہیں جن کی مشینیں کوئلے سے بننے والی بھاپ کے ذریعے چلتی ہیں اور ان کارخانوں کی چمنیوں سے جو دھواں نکلتا ہے اس نے یورپ کے ملکوں کے بیشتر شہروں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے ۔ اس تناظر میں علامہ کہتے ہیں کی یورپ والے جو دھوئیں کی

تاریکی کے ساتھ ساتھ دل اور سینے کی تاریکی میں ڈوب چکے ہیں ۔ ان کے ملک اس قابل نہیں رہے کہ وہاں اس تجلی کا ظہور ہو جو وادی سینا میں حضرت موسیٰ پر ہوا تھا ۔ مراد یہ ہے کہ اہل یورپ خدا سے اور دین سے دور ہو چکے ہیں اور صرف مادی ترقی کے پیچھے لگ گئے ہیں ۔

ہے نزع کی حالت میں یہ تہذیبِ جواں مرگ
شاید ہوں کلیسا کے یہودی متولی

معانی: نزع کی حالت : مرنے کے قریب ۔ تہذیب جوانمرگ: جوانی ہی میں مر جانے والی تہذیب ۔ کلیسا: گرجا ۔ متولی: نگران، محافظ، انتظام کرنے والے ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ یورپ کی تہذیب اپنے جوانی ہی کے عالم میں مرنے کے قریب پہنچ گئی ہے ۔ عیسائیوں اور ان کے مذہب کی اصلیت اس تہذیب کی وجہ سے ختم ہو چکی ہے اور صرف گرجے عیسائی مذہب کی نشان دہی کے لیے باقی موجود ہیں ۔ اور جس تیزی سے یہودی باوجود اقلیت ہونے کے اپنی چالاکی، عیاری، مکاری اورر دولت کے بل بوتے پر پورے یورپ پر چھا رہے ہیں کچھ عجب نہیں کہ وہ عیسائیوں کے گرجوں کو بھی خرید لیں اور اس طرح عیسائی قوم ایک مادہ پرست قوم کی حیثیت سے تو زندہ رہے لیکن عیسائیوں کی اصلیت کے اعتبار سے مر جائے ۔ اقبال کی یہ پیشن گوئی سچ ثابت ہو چکی ہے ۔ یہودی نہ صرف سارے یورپ کی تجارت اور حکومت پر چھا چکے ہیں بلکہ امریکی ممالک میں بھی تجارت اور حکومت کی اصل باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہے ۔ عیسائیوں کو مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کے ساتھ یہ گٹھ جوڑ بہت مہنگا پڑا ہے اور وہ مسلمانوں کو تباہ کرانے کے ساتھ ساتھ خود کو بھی یہودیوں کے ہاتھوں تباہ کرا چکے ہیں ۔

نفسیاتِ غلامی

شاعر بھی ہیں پیدا علما بھی، حکما بھی
خالی نہیں قوموں کی غلامی کا زمانہ

معانی: شاعر بھی ہیں پیدا: شاعر بھی موجود ہیں ۔ حکما: حکیم کی جمع، شعور والے ۔
مطلب: علامہ نے اس نظم میں غلاموں کی اس ذہنیت کی بات کی ہے جو غلامی کے دور کی وجہ سے ان میں پیدا ہو جاتی ہے ۔ یہاں ان کے نزدیک برصغیر کے لوگوں کی وہ غلامی ہے جو انگریزی حکومت کے زمانے میں تھی ۔ اپنے پہلے شعر میں علامہ کہتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ غلامی کے زمانے میں غلام قوموں میں شاعر بھی پیدا ہوتے ہیں اور علما اور مفکر بھی لیکن ان کی شاعری ان کے علم اور ان کی حکمت کا مقصودہ وہ نہیں ہوتا جو ان جیسے آزاد قوموں کے لوگوں کا ہوتا ہے ۔ ان کا جو مقصد ہوتا ہے اسے اقبال نے اگلے دو شعروں میں بیان کیا ہے ۔

مقصد ہے ان اللہ کے بندوں کا مگر ایک
ہر ایک ہے گو شرحِ معانی میں یگانہ

معانی: شرح معانی: معانی کی وضاحت کرنا ۔ یگانہ: بے مثل اور یکتا ۔
مطلب: غلام قوموں میں جیسا کہ پہلے شعر میں کہا گیا ہے شاعر بھی پیدا ہوتے ہیں اور عالم اور حکیم بھی اور ان میں ہر کوئی اپنے علم کی شرح کرنے میں درجہ کمال پر بھی پہنچا ہوا ہوتا ہے اور اپنے اپنے میدان میں یکتا اور بے مثل بھی ہوتا ہے ۔

بہتر ہے کہ شیروں کو سکھا دیں رمِ آہو
باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ

معانی: رم آہو: ہرنوں کی دوڑ، بزدلی ۔

مطلب: لیکن اللہ کے ان بندوں کا صرف ایک کام ہوتا ہے اور وہ یہ کہ اپنی شاعری اپنے علم اور اپنی حکمت کے ذریعے اپنی قوم کے شیروں کو ہرنوں کی طرح بزدلی سے بھاگنا سکھا دیں ۔ اور یہ کام وہ اس حد تک سرانجام دیں کہ نہ شیر باقی رہے اور نہ ان کی شیری کی کہانیاں باقی رہیں ۔ سب کو ہرنوں کی طرح کا بزدل بنا دیا جائے ۔ مراد یہ ہے کہ بہادری کا سبق دینے کی بجائے اپنی قوم کے لوگوں کو بزدلی کا درس دیا جائے تاکہ وہ غلامی میں اور زیادہ پختہ ہو جائیں ۔

کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضامند
تاویل مسائل کو بناتے ہیں بہانہ

معانی: تاویل مسائل: مسئلوں کے اصل معانی کو چھوڑ کر اپنے معانی پیدا کرنا ۔

مطلب: غلام قوموں کے علما، حکما، شاعر اور دوسرے ہنر منداور فنکار یعنی دینی فنی اور علمی قسم کے مسئلوں کے من گھڑت معنی پیدا کرتے ہیں اور ان غلط معانی کو بہانہ بنا کر اپنی قوم کے غلام لوگوں کو غلامی قبول کرنے پر مزید رضا مند کرتے ہیں اور یہ سب کچھ وہ اپنے مفادات و اغراض کے پیش نظر اور اپنے حکمران آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے کرتے ہیں ۔ علامہ نے اسی رویے اور مزاج کو غلامی کی ذہنیت کہا ہے ۔

بلشویک روس

روشِ قضائے الہٰی کی ہے عجیب و غریب
خبر نہیں کہ ضمیرِ جہاں میں ہے کیا بات

معانی: بلشویک روس: کمیونسٹ روس ۔ وہ روس جس میں کارل مارکس یہودی کا نظام اشتراکیت نافذ ہے ۔ روش: طریقہ ۔ قضائے الہٰی : اللہ کی طرف سے قضا وقدر ۔ ضمیر جہاں : جہاں کا دل ۔
مطلب: قضا وقدر (جو اللہ کی جانب سے ہوتی ہے) کا طریقہ بھی عجیب و غریب ہے سمجھ میں نہیں آرہا کہ جہان کے دل میں کیا بات پوشیدہ ہے اور اس نے روس کو کس باطنی مقصد کے تحت بلشویک یا کمیونسٹ یا اشتراکی ملک بنا دیا ہے ۔

ہوئے ہیں کسرِ چلیپا کے واسطے مامور
وہی کہ حفظِ چلیپا کو جانتے تھے نجات

معانی: چلیپا: سولی، صلیبب، عیسائیت کی علامت ۔ حفظ چلیپا: صلیب کی حفاظت ۔ نجات: چھٹکارا ۔ کسر چلیپا: صلیب کیو ختم کرنا، عیسائیت کو ختم کرنا ۔ مامور ہوئے ہیں : مقرر ہوئے ہیں ۔
مطلب: یوں تو یورپ کے سارے ممالک اور ان کے عیسائی اسلام کے مخالف رہے ہیں لیکن روس کے بادشاہ جو زار کہلاتے تھے عیسائیت کی حفاظت اور مسلمانوں کی دشمنی میں پیش پیش تھے لیکن قضا وقدر نے دیکھیے کیا کیا روس کے ان عیسائیوں کو جو صلیب کی حفاظت کو اپنی دنیا اور آخرت کے لیے چھٹکارا کا باعث سمجھتے تھے ۔ قضا وقدر نے ان کو ہی صلیب کے مٹانے پر مقرر کر دیا ہے کیونکہ جس اشتراکیت کو روسیوں نے اپنے ملک میں نافذ کیا ہے اس کی بنیاد بے دینی، لا مذہبیت اور لا خدا پر ہے ۔

یہ وحی دہریت رُوس پر ہوئی نازل
کہ توڑ ڈال کلیسائیوں کے لات و منات

معانی: وحی: اللہ کا پیغام ۔ دہریت: بے دینی ۔ کلیسائیوں کے لات و منات: گرجا والوں کے یعنی عیسائیوں کے گرجوں میں رکھے ہوئے بت ۔ حضرت عیسیٰ اور مریم کے بت بھی گرجوں میں اسی طرح ہوتے ہیں جس طرح کبھی کعبے میں لات و منات نامی بت رکھے ہوئے تھے ۔

مطلب: علامہ کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے روس کے ملک پر اشتراکیت کی شکل میں بے دینی اور لا خدا کا جو پیغام اترا ہے اس نے گرجا والوں کے بت توڑ دیئے ہیں اور ہر طرف دہریت (لادینیت) کا دور دورہ ہوگیا ہے ۔ قضا و قدر کا شاید روس میں کمیونزم نافذ کرنے کا یہی مقصد ہو

آج اور کل

وہ کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
جو آج خود افروز و جگر سوز نہیں ہے

معانی: آج اور کل: زمانہ حال اور مستقبل ۔ غم و عیش: غم اور خوشی ۔ خود افروز: خود ترقی کرنے والا ۔ جگر سوز: جگر جلانے والے یعنی سخت محنت کرنے والا ۔

مطلب: اس نظم میں علامہ نے بتایا ہے کہ مستقبل کی عظمت کا وہ حق دار ہے جس کا زمانہ حال درست ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ شخص مستقبل کے غم اور خوشی پر کوئی حق نہیں رکھتا جس نے زمانہ حال میں اپنی قابلیت کے جوہر نہ دکھائے ہوں اور جگر نہ جلایا ہو یعنی دل سوزی سے محنت نہ کی ہو۔ فرد کی طرح یہ بات جماعت یا قوم پر بھی صادق آتی ہے ۔

وہ قوم نہیں لائق ہنگامہَ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے

معانی: لائق ہنگامہ فردا: مستقبل کے ہنگاموں کے لائق ۔ تقدیر: قسمت ۔ امروز: آج، یعنی زمانہ حال ۔

مطلب: وہ قوم بھی مستقبل کے ہنگاموں میں شریک ہونے کے لائق نہیں ہے جس کی قسمت میں آج یا زمانہ حال کی جدوجہد اور محنت نہیں ہے ۔ یعنی صرف وہ فرد یا قوم آئندہ کی باگ دوڑ سنبھالنے کے لائق ہوتی ہے جس نے زمانہ حال کو بے کار نہ گزارا ہو اور خوب محنت کی ہو۔

مشرق

مری نوا سے گریبانِ لالہ چاک ہوا
نسیمِ صبح چمن کی تلاش میں ہے ابھی

معانی: نوا: آواز، یعنی شاعری ۔ گریبان لالہ: سرخ رنگ کے لالے کے پھول کا گریبان، عشق سے بھرپور نوجوان ۔ چاک ہوا: پھٹ گیا ۔ نسیم صبح: صبح کی نرم اور لطیف ہوا ۔

مطلب: علامہ کہتے ہیں کہ میری آواز سے لالہ کے پھولوں کے گریبان چاک ہو گئے ہیں یعنی میری آواز اور میرے پیغام پر کان دھرنے والے بہت سے عاشق پیدا ہو گئے ہیں لیکن دوسری طرف صبح کی نرم و لطیف ہوا ابھی تک کسی باغ کی تلاش میں ہے کہ وہاں جائے اور کسی غنچے کو کھلائے یا کسی لالہ کے پھول کا دامن چاک کرے ۔ مراد یہ ہے کہ میرے سوا اور لوگ میرے کام میں شریک نہیں ہیں اور اہل مشرق کو خصوصاً مسلمانوں کو غفلت کی نیند سے نہیں جگا رہے ۔

نہ مصطفی نہ رضا شاہ میں نمود اس کی
کہ روحِ شرق بدن کی تلاش میں ہے ابھی

معانی: مصطفی: جدید ترکی کا بانی جس کا پورا نام مصطفی کمال پاشا ہے ۔ رضا شاہ: جدید ایران کا بادشاہ ۔ نمود: ظہور ۔ روح شرق: مشرق کی روح ۔

مطلب: علامہ کہتے ہیں کہ مجھے ترکی کے مصطفی کمال پاشا اور ایران کے رضا شاہ پہلوی سے امید تھی کہ وہ میری طرح لوگوں میں سوز پیدا کر کے مشرق کی قسمت بدلیں گے لیکن افسوس ہے اس بات کا ظہور ان میں نہیں ہوا اور مشرق کی روح ابھی کسی ایسے جسم کی تلاش میں ہے جس میں داخل ہو کر وہ اپنا مقصد حاصل کر سکے یعنی ابھی تک مشرق میں ایسا کوئی شخص نظر نہیں آتا جو میری شاعری کو حقیقت کا روپ دے کر اہل مشرق کو عروج کی اس منزل پر لے جا سکے جس کا میں خواہش مند ہوں ۔

مری خودی بھی سزا کی ہے مستحق لیکن
زمانہ دار و رسن کی تلاش میں ہے ابھی

معانی: مستحق: لائق، قابل ۔ دار و رسن: سولی اور رسی یعنی موت کا سامان ۔

مطلب: علامہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی شاعری میں خودی کا درس دے کر جس طرح مشرق کے لوگوں کو جگانا چاہا تھا وہ کام تو نہ ہو سکا البتہ اس کے برعکس مشرق کے دشمنوں نے چاہے وہ خود مشرق کے اندر ہوں یا مغرب میں ہوں میری خودی کو اور اس کے پیغام کو قبول کرنے کی بجائے اسے سزا دینے کے لائق سمجھا ہوا ہے اور وہ میری خودی کے پیغام کو موت کی نیند سلانے کے لیے موت کے سازوسامان کی تلاش میں ہیں ۔ مراد یہ ہے کہ لوگوں نے میری خودی کے پیغام کو صحیح طور پر نہیں سمجھا اور اس ناسمجھی کے سبب میرے اور میرے پیغامات کے خلاف ہیں اور جو کچھ میں کہتا ہوں اس لیے اس کے الٹ ہو رہا ہے ۔

سیاست افرنگ

تری حریف ہے یارب سیاستِ افرنگ
مگر ہیں اس کے پجاری فقط امیر و رئیس

معانی: سیاست افرنگ: اہل مغرب کی سیاست ۔ حریف: مدمقابل ۔ رئیس: دولت مند ۔
مطلب: یا اللہ یہ عجیب بات ہے کہ اہل مغرب اپنی سیاست کو تیرا یعنی تیرے دیئے ہوئے سیاسی نظام کا مدمقابل سمجھتے ہیں اور تیری قدرتوں کی طرح اپنی سیاست کو بھی قادر سمجھتے ہیں اور اسکے ذریعے وہ جو چاہتے ہیں دنیا میں کرتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ تجھے پوجنے والے تو امیر بھی ہوتے ہیں اور غریب بھی ہوتے ہیں لیکن فرنگی سیاست کے پجاری سب کے سب امیر ہوتے ہیں جو غریبوں کی بالکل پرواہ نہیں کرتے ۔

بنایا ایک ہی ابلیس آگ سے تو نے
بنائے خاک سے اس نے دو صد ہزار ابلیس

معانی: ابلیس: شیطان ۔ دو صدا ہزار: یعنی بہت زیادہ ۔
مطلب: اے خدا تو نے تو صرف ایک شیطان پیدا کیا تھا جس کا جسم آگ سے بنا ہوا تھا لیکن اہل مغرب کی سیاست نے ہزاروں خاکی ابلیس پیدا کر دیئے ہیں ۔ جہاں جہاں بھی ان کی سیاست پہنچی ہے اس نے شیطنت اور شیطان کو عام کر دیا ہے ۔

خواجگی

دورِ حاضر ہے حقیقت میں وہی عہدِ قدیم
اہل سجادہ ہیں یا اہلِ سیاست ہیں امام

معانی: خواجگی: خواجہ ہونا یعنی کسی کو اپنا مالک بنانا ۔ آقائی ۔ عہد قدیم: پرانا زمانہ ۔ اہل سجادہ: پیری کی گدیوں کے مالک ۔
مطلب: جہاں تک لوگوں کے ذہن وقلب اور جسم وروح پر حکمرانی یا آقائی کا تعلق ہے ۔ علامہ کہتے ہیں کہ اس میں پرانے اور نئے زمانے میں کوئی فرق نہیں ہے ۔ پرانے زمانے کی طرح آج کے زمانے میں بھی دراصل لوگوں پر وہی لوگ حکومت کر رہے ہیں جو پیری کی بڑی بڑی گدیوں کے مالک ہیں یا سیاسی میدان کے پیشوا ہیں ۔

اس میں پیری کی کرامت ہے نہ میری کا ہے زور
سیکڑوں صدیوں سے خوگر ہیں غلامی کے عوام

معانی: میری: امیری ۔ خوگر: عادی ۔
مطلب: یہ جوگدیوں کے مالک یا سیاسی وڈیرے لوگوں پر حکومت کرتے ہیں اس میں نہ توپیروں کا کوئی اعجاز ہے اور نہ امیروں کی کسی قسم کا کرشمہ ہے بلکہ بات یہ ہے کہ خود لوگ ہی سیکڑوں سالوں سے غلامی کے عادی ہیں ۔ اس وجہ سے پیروں ، امیروں اور وڈیروں کے لیے ان پر حکومت کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی ۔ جب تک عوام میں آزادی کا شعورپیدا نہیں ہو گا یہ لوگ ان کے آقا بن کر ان پر اسی طرح چھائے رہیں گے ۔

خواجگی میں کوئی مشکل نہیں رہتی باقی
پختہ ہو جاتے ہیں جب خوئے غلامی میں غلام

معانی: خوئے غلامی: غلامی کی عادت ۔ پختہ ہونا: پکا ہونا ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ نے غلامی اور آقائی کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب غلام لوگ غلامی کی عادت میں پکے ہو جائیں اور غلامی کا مزہ ان کی رگ رگ میں بس جائے تو پھر ایسے لوگوں پر آقائی کرنا ان پر حکمرانی کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے ۔

غلاموں کے لیے

حکمتِ مشرق و مغرب نے سکھایا ہے مجھے
ایک نکتہ کہ غلاموں کے لیے ہے اکسیر

معانی: حکمت مشرق و مغرب: مشرق اور مغرب کی فکر یا فلسفہ ۔ نکتہ: باریک بات ۔ اکسیر: تانبے یا مٹی کو سونا بنانا، مراد فائدہ مند ہونا ۔
مطلب: علامہ کہتے ہیں کہ میں نے مشرق اور مغرب کے فلسفہ اور فکر پر غور کیا ہے مجھے تو اس سب کچھ سے صرف ایک باریک بات ہاتھ آئی ہے جو غلاموں کے لیے وہی کام کر سکتی ہے جو کام تانبے کو سونا بنانے کے لیے کوئی اس پر عمل کرتا ہے ۔ وہ باریک بات کیا ہے اس کا ذکر اگلے شعروں میں آتا ہے ۔

دین ہو، فلسفہ ہو، فقر ہو، سلطانی ہو
ہوتے ہیں پختہ عقاید کی بنا پر تعمیر

معانی: دین: مذہب ۔ فلسفہ: فکر ۔ فقر درویشی ۔ سلطانی: شاہی ۔پختہ عقائد: پکے عقائد یا پکا یقین اور ایمان ۔ بنا پر تعمیر ہوتے ہیں: بنیاد پر بنائے جاتے ہیں ۔
مطلب: وہ باریک بات جو غلاموں کو آزادی کی نعمت سے مالا مال کر سکتی ہے اس کی بنیاد آزادی پر غلاموں کے پختہ یقین پر ہے ۔ علامہ کہتے ہیں کہ مذہب ہو، یا فلسفہ ہو درویشی ہو یا شاہی ہو ان سب کی عمارتیں ایمان اور یقین کے پکے ہونے پر رکھی گئی ہیں ۔ جب تک یقین اور ایمان پکا نہ ہو یہ عمارتیں تعمیر نہیں ہو سکتیں ۔

حرف اس قوم کا بے سوز، عمل زار و زبوں
ہو گیا پختہ عقاید سے تہی جس کا ضمیر

معانی: حرف: بات ۔ زاروزبوں : ذلیل و خوار ۔ تہی: خالی ۔ ضمیر: دل ۔

مطلب: جس قوم کا دل پکے عقائد یا یقین اور ایمان سے خالی ہوتا ہے اس قوم کی بات بغیر سوز کے، اور اس قوم کا عمل ذلیل و خوار یعنی بے نتیجہ ہوتا ہے ۔ نظم کے تینوں شعروں کا بنیادی مضمون یہی ہے کہ چاہے زندگی کا کوئی میدان کیوں نہ ہو یقین اور ایمان کا پختہ ہونا ضروری ہے اگر کوئی غلام فرد یا غلام قوم بھی آزادی کا پختہ یقین اپنے اندر پیدا کر لے تو وہ بھی غلامی سے چھٹکارا حاصل کر سکتی ہے ۔

اہلِ مصر سے

خود ابوالہول نے یہ نکتہ سکھایا مجھ کو
وہ ابوالہول کہ ہے صاحبِ اَسرارِ قدیم

معانی: ابوالہول: ملک مصر میں دار لحکومت قاہرہ کے نزدیک صحرا میں جہاں فرعونوں کے اہرام (مقبرے) بنے ہوئے ہیں ان کے قریب کی چٹان کو تراش کر ایک بہت بڑا بت بنایا ہوا ہے جس کا دھڑ شیر کا ہے اور چہرہ آدمی کا ۔ صاحب اسرار قدیم: پرانے بھیدوں کا مالک ۔ نکتہ: باریک بات ۔

مطلب: ظاہر ہے بت تو بے زبان ہوتا ہے اقبال نے اپنے شاعرانہ خیال سے یہ بات بتائی ہے کہ جب میں نے ابوالہول کو دیکھا جو پرانے بھیدوں کا مالک ہے اس نے مجھے یہ باریک بات بتائی ہے اس باریک بات کا ذکر اگلے شعر میں ہے ۔

دفعتاً جس سے بدل جاتی ہے تقدیرِ امم
ہے وہ قوت کہ حریف اس کی نہیں عقلِ حکیم

معانی: دفعتہ: اچانک ۔ تقدیر امم: امتوں کی قسمت ۔ حریف: مدمقابل ۔ عقل حکیم: فلسفی کا فکر ۔

مطلب: وہ نکتہ یا باریک بات یہ ہے کہ جس چیز سے امتوں کی قسمت فوراً بدل جاتی ہے وہ چیز قوت یا طاقت ہے جس کے مدمقابل فلسفی کی فکر بھی نہیں ہو سکتی ۔ فلسفی اچھی باتیں تو ضرور کرتا رہے گا لیکن تقدیر کے بدلنے کے لیے صرف باتیں نہیں عمل بھی چاہیے اور اس معاملے میں عمل طاقت ہے البتہ طاقت کس قسم کی ہو یہ جواب طلب بات ہے ۔ اس کا جواب اگلے شعر میں موجود ہے ۔

ہر زمانے میں دِگرگوں ہے طبیعت اس کی
کبھی شمشیرِ محمد کبھی چوبِ کلیم

معانی: دگرگوں: مختلف۔ شمشیر محمد: نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی تلوار۔ چوب کلیم: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لکڑی عصا۔

مطلب: جس قوت کا دوسرے شعر میں ذکر کیا ہے اس سے متعلق علامہ کہتے ہیں کہ ہر زمانے میں موقع و محل کے مطابق اور حالات و واقعات کے پیش نظر اس کا مزاج یعنی صورت بدلتی رہتی ہے۔ جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں جو کفار مکہ نے بانی اسلام حضرت محمد ﷺ کے لیے پیدا کر دیئے تھے تو پھر محمدی تلوار کی طاقت کی ضرورت ہے یعنی ایسی تلوار جو انصاف اور حق کو قائم کرنے کے لیے چلائی جائے نہ کہ ظلم اور بربریت کے لیے۔ جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں جو فرعون مصر نے بنی اسرائیل کے لیے پیدا کر دیئے تھے تو پھر طاقت تلوار کا نام نہیں عصائے موسیٰ کا نام ہے جس کے ذریعے اور جس کے معجزات سے بنی اسرائیل کی قسمت بدل گئی اور فرعون غرق دریا ہو گیا۔

ابی سینیا

(18 اگست 1935ء)

یورپ کے کرگسوں کو نہیں ہے ابھی خبر
ہے کتنی زہرناک ابی سینیا کی لاش
ہونے کو ہے یہ مردۂ دیرینہ قاش قاش

معانی: ابی سینیا: یہ شمالی افریقہ کا ایک ملک ہے جس کا جدید نام ایتھوپیا اور قدیم نام حبشہ ہے ۔ کرگس: گدھ ۔ زہرناک: زہر بھری ۔ مردۂ دیرینہ: پرانا مردہ ۔ قاش قاش: ٹکڑے ٹکڑے ۔

مطلب: مسلمانوں نے اس احسان کے بدلے میں کہ ابتدائی زمانے میں ہجرت کر کے حبشہ پہنچنے والے مسلمانوں کو حبشہ کے بادشاہ نے پناہ دی تھی اور ان کی حفاظت کی تھی ۔ حبشہ پر اپنی چودہ سو سالہ تاریخ میں حملہ نہیں کیا حالانکہ انھوں نے شمالی افریقہ کے سارے ملکوں کو ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک فتح کر لیا لیکن 1935 میں اس وقت کے اٹلی کے آمر مطلق مسولینی نے حبشہ پر حملہ کر دیا حالانکہ وہ ایک عیسائی ملک تھا اور بادشاہ بھی وہاں کا عیسائی تھا ۔ یہ بات اقبال کو سخت ناگوار گزری جس سے متاثر ہو کر انھوں نے ابی سینا کے عنوان سے یہ نظم لکھی اور اس پہلے شعر میں کہا کہ یورپ کے گدھوں کو ابھی تک یہ خبر نہیں ہے کہ جس ابی سینیا کی لاش کا گوشت کھا کر وہ اپنا پیٹ بھرنا چاہتے ہیں وہ لاش کتنی زہر سے بھری ہوئی ہے ۔ یہ سچ ہے کہ مسولینی کے حملے سے ابی سینیا کا ملک فتح ہو کر ایک مردہ لاش کی طرح ہو جائے گا اور یہ دنیا کا سب سے پرانی بادشاہت رکھنے والا ملک ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا لیکن اس کے گوشت کے زہر سے یورپ کے گدھ بھی نہیں بچیں گے ۔ چنانچہ بعد کے واقعات بتاتے ہیں کہ دوسری جنگ عظیم میں اٹلی اور مسولینی کا برا حال ہوا ۔ مسولینی کو تو خودکشی کرنا پڑی لیکن ابی سینیا جوں کا توں قائم ہے اگرچہ اس میں سے پرانی بادشاہت ختم ہو چکی ہے اور جمہوری طرز کی حکومت آگئی ہے ۔

تہذیب کا کمال ، شرافت کا ہے زوال
غارت گری جہاں میں ہے اقوام کی معاش
ہر گرگ کو ہے برّہَ معصوم کی تلاش

معانی: غارت گری: لوٹ مار ۔ معاش: روزی ۔ گرگ: بھیڑیا ۔ برہَ معصوم: معصوم بھیڑ بچہ ۔
مطلب: یورپ والوں کا صدیوں سے یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ دوسرے کمزور ملکوں کو فتح کر کے وہاں کے لوگوں کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیتے ہیں اور وہاں کے مال اور مادی وسائل کو اپنے لیے استعمال کر کے اپنی قوم کی روزی کا ذریعہ بناتے ہیں ۔ ظاہر میں تو یہ یورپی قومیں یہ کہتی ہیں کہ ہماری تہذیب عروج پر ہے اس لیے ہم دوسرے ممالک کو فتح کر کے وہاں اپنی تہذیب لے جاتے ہیں تاکہ وہ لوگ بھی مہذب ہو جائیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کے پردے میں وہ کمزور قوموں کو لوٹتے ہیں اس لیے ان کی تہذیب کو شرافت کا کمال نہیں زوال کہنا چاہیے ۔ ان میں سے ہر قوم کی مثال ایک ظالم بھیڑیے کی مانند ہے جو کسی نہ کسی بے گناہ بھیڑ کے بچے کو کھا جانے کی تلاش میں رہتا ہے ۔ یہی کام مسولینی نے ظالم بھیڑیے کی طرح ابی سینیا کی معصوم بھیڑ کے ساتھ کیا ہے ۔

اے وائے آبروئے کلیسا کا آئنہ
روما نے کر دیا سرِ بازار پاش پاش
پیرِ کلیسا! یہ حقیقت ہے دل خراش

معانی: اے وائے: افسوس ہے ۔ آبروئے کلیسا کا آئنہ: گرجا یا عیسائیت کی عزت کا آئینہ ۔ روما: ملک روم یا اٹلی ۔ پاش پاش: ٹکڑے ٹکڑے ۔ پیرِ کلیسا: گرجے کا بزرگ، پاپائے روم ۔ دل خراش: دل میں زخم کرنے والی ۔
مطلب: افسوس تو اس بات پر ہے کہ مسلمانوں نے تو صدیوں کے عروج میں ابی سینیا کو چھیڑا تک نہیں لیکن خود عیسائیوں نے اس ملک پر جو کہ عیسائی ملک ہے پر حملہ کر کے عیسائیت کی عزت کے شیشے کو سرعام ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے ۔ اے عیسائیوں کے

سربراہ یہ حقیقت دلوں کو زخمی کر دینے والی ہے لیکن اس سچائی نے تیرے دل کو نہ جانے چور چور کیوں نہ کیا اور تو نے مسولینی کو حبشہ پر حملہ کرنے سے منع کیوں نہ کیا۔

ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام

لاکر برہمنوں کو سیاست کے پیچ میں
زناریوں کو دیرِ کہن سے نکال دو

معانی: برہمن: ہندووَں کا پیشوا ۔ زنار: ایک دھاگہ جو ہندو خاص کر برہمن اپنی برہمنی اور ہندوپن ثابت کرنے کے لیے گلے اور کمر کے گرد باندھتے ہیں ۔ اسے جنیو بھی کہتے ہیں ۔ دیرِ کہن: پرانا مندر ۔
مطلب: یورپ کے سیاست دانوں نے تہذیب کے نام پر دنیا میں تین چار سو سال سے غارت گری کا جو بازار گرم کر رکھا ہے وہ دراصل شیطان کے چیلوں کی طرز کا کام ہے ۔ شیطان نے ان کو جو کچھ سکھایا ہے اس نظم میں اقبال نے اس کا پردہ فاش کر دیا ہے ۔ صرف مسلمانوں کو ہی نہیں ان یورپ کے شیطانی اقوام نے غیر مسلم قوموں کو بھی لوٹا اور غارت کیا ہے ۔ اس شعر میں برصغیر میں رہنے والے ہندووَں کی بات کی ہے ۔ شیطان اپنے سیاسی بیٹوں یا چیلوں کو کہتا ہے کہ ہندو مذہب کو بھی اور ہندووانہ روایات کو بھی ختم کر دو ۔ ہندووَں کے پیشواوَں یعنی برہمنوں کو اپنی سیاست کے داوَ پیچ میں اس طرح لاوَ کہ وہ اپنے پرانے مندروں سے نکل آئیں ۔ یعنی انہیں ترک کر دیں اور جو جنیو انھوں نے پہن رکھے ہیں ان کو توڑ ڈالیں اور وہ اپنی تہذیب و ثقافت کو چھوڑ کر یورپ کی شیطانی ثقافت کے زیر اثر آجائیں ۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو

معانی: فاکہ کش: فاقے کاٹنے والا، بھوکا رہنے والا ۔
مطلب: برصغیر کے ہندووَں کی بات اقبال نے اس لیے کرنا ضروری سمجھی تھی کہ یہ اس کا اپنا ملک تھا اب اس ملک کے مسلمانوں کا ذکر کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ اس ملک کے مسلمان اگرچہ غریب ہیں اور زیادہ تر بھوک کا شکار ہیں لیکن عشق محمد

مصطفی ﷺ میں سرشار ہیں اور اگر اسلام پر یا بانی اسلام پر کوئی آنچ آتی دیکھتے ہیں تو اپنی زندگیاں قربان کرنے سے بھی نہیں ڈرتے ۔ اس لیے ابلیس اپنے سیاسی فرزندوں سے کہہ رہا ہے کہ ان مسلمانوں کے بدنوں کو حضرت محمد مصطفی ﷺ کے عشق کی روح سے خالی کر دو تاکہ یہ موت سے ڈرنا شروع کر دیں اور اس طرح ان میں شیطانی روح داخل کرنے میں آسانی سے کامیاب ہو جائیں ۔

فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

معانی: فرنگی: یورپ والوں کے ۔ حجاز: عرب کا ایک علاقہ جہاں مکہ اور مدینہ کے شہر ہیں ۔ یمن: ایک ملک کا نام ہے جو عرب سے ملحقہ ہے ۔ تخیلات: خیالات، افکار، تصورات ۔

مطلب: برصغیر کے بعد علامہ ملک عرب کی بات کرتے ہیں جہاں سے اسلام کے سوتے پھوٹتے ہیں ۔ ابلیس اپنے سیاسی فرزندوں کو کہہ رہا ہے کہ ان عربوں کے اسلامی، دینی اور ثقافتی خیالات کو ان کے دلوں سے نکال کر ان کے قلب و ذہن میں اہل مغرب کی تہذیب و ثقافت کے خیالات بھر دو اور اس طرح سے اسلام کو اس ملک عرب سے جس میں حجاز اور یمن کے اسلامی تہذیب و تمدن والے علاقے بھی شامل ہیں دیس نکالا دے دو تاکہ عرب بھی اسلامی اقدار کو بھول جائیں ۔

افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج
ملّا کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو

معانی: کوہ و دمن: پہاڑ اور وادیاں ۔ افغانی: ملک افغانستان کے رہنے والے ۔ غیرت: خودداری ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ نے افغانستان کی بات کی ہے جہاں کے مسلمان دین کے معاملے میں بڑے غیرت مند ہیں اور اس غیرت دینی کا ان میں موجود ہونا ان ملاؤں کی دینی اور اسلامی تعلیم کی وجہ سے ہے جو ان کے علاقوں میں موجود ہیں اور جملہ افغان جن کے زیر اثر ہیں ۔ ان افغانیوں کو غیرت دین سے خالی کرنے کا علاج ابلیس نے یہ سوچا ہے کہ افغانستان کے پہاڑوں اور وادیوں

سے کسی نہ کسی طریقے سے ان ملاؤں کو باہر نکال دو۔ نہ یہ ملا وہاں ہوں گے نہ افغانیوں کو دینی غیرت سے آشنا کریں گے اور اس بنا پر نہ وہ ہمارے ابلیسی پروگرام کی مزاحمت کر سکیں گے ۔

اہلِ حرم سے ان کی روایات چھین لو
آہو کو مرغزارِ ختن سے نکال دو

معانی: اہل حرم: کعبے والے، جو لوگ مکہ مدینہ میں رہتے ہیں ۔ روایات: صدیوں کے طور طریقے ۔ آہو: ہرن ۔ مرغزار: سبزہ زار، چراگاہ ۔ ختن: وسط ایشیا کا ایک علاقہ جہاں وہ ہرن پیدا ہوتے ہیں جن کی ناف میں مشک ہوتی ہے ۔

مطلب: جس طرح ملک ختن کے سبزہ زاروں سے اگر مشک کے نافے بھرے ہرنوں کو نکال دیا جائے تو خوشبو وہاں کے علاقوں سے خود بخود ختم ہو جائے گی اسی طرح ابلیسی سیاست کے داوَپیچ جاننے والو تم حرم سے وہاں کے لوگوں سے ان کی پرانی، تہذیبی، ثقافتی اور اسلامی روایات چھین لو۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ دنیائے اسلام کو دین کی روایات سے آشنا کرانے والوں کے موجود نہ ہونے سے ساری اسلامی دنیا سے اسلام کی روح غائب ہو جائے گی اور مسلمان، نام کا مسلمان رہ جائے گا ۔

اقبال کے نَفَس سے ہے لالے کی آگ تیز
ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو

معانی: نفس: سانس، یہاں مراد شاعری ۔ لالہ: سرخ رنگ کا ایک پھول ہوتا ہے جس کا نصف اندرون سیاہ ہوتا ہے اقبال نے اسے عاشق کی علامت کے طور پر استعمال کیا ہے ۔ غزل سرا: غزل کہنے والا ۔

مطلب: ابلیس نے اپنے سیاسی چیلوں کو یہ بھی کہا ہے کہ اگر اپنی شیطانی روایات کو جاری کرنا ہے تو وہ شخص جس کا نام اقبال ہے اس کو بھی خاموش کر دو کیونکہ اس کی شاعری کے ذریعے دنیائے اسلام کے جو لالہ کی طرح کے عاشق مزاج مسلمان ہیں ان میں آگ کی سی تیزی پیدا ہو رہی ہے اور اس سے ہمارے شیطانی پروگرام کو خطرہ ہے ۔ بہتر ہے کہ اس چمن سے ایسے غزل گانے والے کو نکال دیا جائے ۔

جمیعتِ اقوامِ مشرق

پانی بھی مسخر ہے ، ہوا بھی ہے مسخر
کیا ہو جو نگاہِ فلکِ پیر بدل جائے

معانی: جمیعتِ اقوام مشرق: مشرقی قوموں کی جمیعت یعنی یو۔ این ۔ او۔ مسخر: تسخیر کیا گیا ۔ نگاہ پیر فلک: بوڑھے آسمان کی نظر ۔ فلک: آسمان ۔

مطلب: جس طرح دوسری جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد فاتح اقوام نے نیویارک میں ایک اقوام کی جمیعت بنائی ہے اسی طرح پہلی جنگ عظیم کے بعد بھی انہی فاتح اقوام نے اقوام کی ایک جمیعت بنائی تھی جس کا ہیڈکوارٹرز یورپ کے ملک سوءٹزرلینڈ کا دارلحکومت جنیوا ہے ۔ علامہ نے اس نظم کے پہلے شعر میں اس پہلی جمیعت اقوام کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی بانی اور اس پر قابض وہ یورپی قومیں ہیں جنھوں نے اپنی بحری اور فضائی قوت سے سمندر بھی تسخیر کر رکھے ہیں اور ہواؤں پر بھی ان کا قبضہ ہے بظاہر ان کی طاقت ختم ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اور یہ بوڑھا آسمان ان کے حق میں نظر آتا ہے لیکن کیا خبر ہے کہ کسی وقت اس بوڑھے آسمان کی نظریں ان سے پھر جائیں اور وہ کمزور ہو جائیں ۔

دیکھا ہے ملوکیتِ افرنگ نے جو خواب
ممکن ہے کہ اس خواب کی تعبیر بدل جائے

معانی: ملوکیت افرنگ: یورپ والوں کی شہنشاہی ۔

مطلب: اہل مغرب اپنی جمیعت اقوام بنا کر مشرق کی کمزور قوموں پر اپنی شہنشاہی نافذ کرنے اور اسے تقویت دینے کے جو خواب دیکھ رکھے ہیں اور مختلف ملکوں اور قوموں کی بندر بانٹ کے جو پروگرام بنا رکھے ہیں کیا خبر ہے کہ قسمت ان کے خوابوں کے نتیجے کو بدل دے اور ان کے پروگرام دھرے کے دھرے رہ جائیں ۔

طہران ہو گر عالمِ مشرق کا جنیوا
شاید کرہَ ارض کی تقدیر بدل جائے

معانی: طہران: ایران کا دار لحکومت ۔ جنیوا: یورپ کے ملک سوءٹزرلینڈ کا دار لحکومت ۔ کرہَ ارض: زمین کا خطہ ۔

مطلب: علامہ نے اوپر کے دو شعروں میں بوڑھے آسمان کی نگاہ کے بدل جانے اور اہل یورپ کے خوابوں کے نتیجے کے غلط ہو جانے کی جو بات کی ہے وہ محض اس واسطے کی ہے کہ اگر ان مغربی قوموں کی طرح جنھوں نے دنیا پر حکومت کا خواب دیکھنے کے لیے جمیعت اقوام بنا رکھی ہے مشرقی اقوام ان سے چھٹکارا صرف اسی صورت میں حاصل کرنے کے لیے ان کی جمیعت سے الگ ہو کر مشرقی قوموں کی ایک الگ جمیعت اقوام بنا لیں اور ایران کے دارالحکومت طہران کو اس کا مرکز ٹھہرا لیں تو اس طرح شاید اس زمین کے خطے کی تقدیر بدل جائے اور مشرقی اقوام اہل یورپ کے چنگل سے نکل آئیں اور آزاد اور ترقی یافتہ بن جائیں ۔

سلطانیِ جاوید

غواص تو فطرت نے بنایا ہے مجھے بھی
لیکن مجھے اعماقِ سیاست سے ہے پرہیز

معانی: سلطانی جاوید: ہمیشہ کی بادشاہی ۔ غواص: غوطہ خور، غوطہ لگانے والا ۔ اعماق سیاست: اعماق، عمق کی جمع مراد گہرائیاں یعنی سیاست کی گہرائیاں ۔ فطرت: قدرت ۔

مطلب: قدرت نے مجھے غوطہ لگانے والا تو ضرور بنایا ہے لیکن میں سیاست کے سمندر کی گہرائیوں میں غوطہ لگانے سے پرہیز ہی کرتا ہوں ۔

فطرت کو گوارا نہیں سلطانیِ جاوید
ہرچند کہ یہ شعبدہ بازی ہے دل آویز

معانی: گوارا: پسند ۔ شعبدہ بازی: جادوگری، دھوکے کا کھیل ۔ دل آویز: دل کو لبھانے والا ۔

مطلب : اگرچہ میں سیاست میں زیادہ دخل انداز نہیں ہوتا لیکن مجھ میں سیاسی بصیرت ضرور ہے اور اسی وجہ سے ہی قدرت نے مجھ پر یہ راز کھولا ہے کہ قدرت کو بادشاہی کی ہمیشگی یا ہمیشہ رہنا پسند نہیں ہے ۔ اگرچہ بادشاہوں اور بادشاہی کی جادوگری اور فریب کا کھیل بڑا دل لبھانے والا ہوتا ہے لیکن کسی بھی وقت یہ جادو ٹوٹ بھی جاتا ہے ۔ اور شاہی ختم بھی ہو جاتی ہے البتہ وہ لوگ ہمیشہ کی زندگی ضرور پا لیتے ہیں جو دنیا میں کچھ کام کر کے دکھاتے ہیں جیسا کہ اگلے شعر میں ظاہر ہے ۔

فرہاد کی خارا شکنی زندہ ہے اب تک
باقی نہیں دنیا میں ملوکیتِ پرویز

معنی: فرہاد: ایران کا ایک مشہور عاشق جو شیریں نامی حسینہ پر عاشق تھا ۔ خارا شکنی: سخت پتھر توڑنا یا پہاڑ کاٹنا ۔ ملوکیت پرویز: ایران کے مشہور بادشاہ خسرو پرویز کی پادشاہی، یہ وہی پرویز ہے جس نے فرہاد سے شیریں کو چھین لیا تھا ۔

مطلب: علامہ نے اوپر کے شعر میں کہا ہے کہ شاہی کو ہمیشگی نصیب نہیں البتہ کچھ کام کر کے دکھانے والوں کا نام ضرور ہمیشہ زندہ رہتا ہے ۔ اس کے ثبوت میں انھوں نے فرہاد کی مزدوری اور پرویز کی شاہی کا ذکر کیا ہے ۔ پرویز نے فرہاد سے کہا تھا کہ اگر وہ فلاں پہاڑ سے نہر نکال دے تو شیریں اس کو مل سکتی ہے ۔ وہ بے چارہ سخت پتھر یا پہاڑ کاٹتا ہوا ہی ختم ہوگیا لیکن اس کا نام بطور محنت کش اور بطور انوکھے مزدور کے آج تک زندہ ہے اور پرویز کی شاہی کو وہ زندگی دوام نصیب نہیں ہوئی ۔

جمہوریت

اس راز کو اک مردِ فرنگی نے کیا فاش
ہر چند کہ دانا اسے کھولا نہیں کرتے

معانی: مرد فرنگی: ایک یورپی مرد، اشارہ ہے ایک یورپی فلسفی سٹنٹل کی طرف ہے ۔ فاش: ظاہر ۔ دانا: عقل مند آدمی ۔ ہرچند: اگرچہ ۔ جمہوریت: ایسا نظام جس میں حکومت لوگوں کی رائے دہندگی سے منتخب کی جاتی ہے ۔

مطلب: اس بھید کو ایک سٹنٹل نامی یورپی فلسفی نے کھول کر بیان کر دیا ہے اگرچہ یورپی ہونے کے اعتبار سے وہاں کے اس مفکر یا دانش ور کو یہ بیان نہیں دینا چاہیے تھا کیونکہ یہ مغربی طرز جمہوریت نظام ان مغربیوں ہی نے ساری دنیا کو دیا ہے ۔

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

مطلب: اور وہ راز جو کھولا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جمہوریت ایک ایسی طرز حکومت کا نام ہے جس میں اگر پچاس فی صد سے زائد رکن ایک طرف ہو جائیں تو وہ حکومت بنا لیتے ہیں چاہے اوصاف کے لحاظ سے وہ شیطان فطرت ہی کیوں نہ ہوں ۔ اسی تناظر میں مزید یہ بات کہی گئی ہے کہ مغربی طرز کی جمہوریت ایک ایسا نظام ہے جس میں منتخب شدہ ارکان کو گنا جاتا ہے کہ کدھر زیادہ ہیں اور کدھر کم ہیں ۔ ان کی اصل سیرت کو ان کے کردار کو اور ان کے نظریے کو نہیں دیکھا جاتا اور ظاہر ہے کہ ایسا نظام حکومت اسلام تو کیا انسانیت ہی کی خلاف ہے ۔

یورپ اور سوریا

فرنگیوں کو عطا خاکِ سوریا نے کیا
نبی عفت و غم خواری و کم آزاری

معانی: سوریا: ملک شام کا دوسرا نام ۔ یہ ملک پہلے موجودہ ملک شام تک محدود نہ تھا بلکہ اس میں لبنان فلسطین اور اردن کے بعض علاقے بھی شامل تھے ۔ سوریا: ملک شام، آج کل اس کا نام سیریا ہے ۔ نبی عفت: پاک دامن اور پاکباز نبی ۔ غم خواری: دوسروں کا غم کھانا ۔ کم آزاری: دوسروں کو کم تکلیف پہنچانا ۔

مطلب: ملک شام یا سوریا میں چونکہ جنگ عظیم اول سے پہلے ملک فلسطین، لبنان اور اردن تک کے علاقے شامل تھے جہاں کئی پیغمبر ہوئے ہیں ۔ ان پیغمبروں میں سے علامہ نے پہلے شعر میں ایک ایسے پیغمبر کا ذکر کیا ہے جو پاک دامن اور پاکباز تھا ۔ دوسروں کو تکلیف نہ پہنچانے اور دوسروں کے غم میں شریک ہونے کا درس دیتا تھا ۔ اور یہ پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کے مذہب کے پیروکار تقریباً سارے یورپ والے ہیں ۔ علامہ نے اس تناظر میں یہ کہا ہے کہ ملک سیریا کی سرزمین نے تو یورپ والوں کو ایک ایسا پیغمبر نبی عطا کیا ہے جس کی صفات کا اوپر ذکر ہوا ہے ۔

صلہ فرنگ سے آیا ہے سوریا کے لیے
مے و قمار و ہجومِ زنانِ بازاری

معانی: اتنے بڑے احسان کے بدلے میں فرنگیوں نے ملک شام کے لوگوں کو شراب دی ہے، جوا کھیلنا سکھایا ہے اور عورتوں کو جسم فروشی پر آمادہ کیا ہے اور اب اس علاقے میں ایسی عورتوں کی جو جسم بیچتی ہیں بہتات اور کثرت ہے حالانکہ اتنے بڑے احسان کے بدلے میں کہ انھیں سیریا نے حضرت عیسیٰ جیسا نبی عطا کیا ہے بہتر اور اچھا صلہ دینا چاہیے تھا ۔

مسولینی

(اپنے مشرق اور مغربی حریفوں سے)

کیا زمانے سے نرالا ہے مسولینی کا جرم
بے محل بگڑا ہے معصومانِ یورپ کا مزاج

معانی: مسولینی اٹلی کا آمر حکمران تھا جس نے قدیم سلطنت روما کو پھر سے قائم کرنے کا خواب دیکھا تھا اور اس سلسلے میں اس نے کئی کمزور ملکوں پر جن میں ابی سینیا یا حبشہ بھی شامل ہے قبضہ کر لیا تھا ۔ مسولینی کے اس اقدام پر اس کے بعض مشرقی اور مغربی حریفوں یعنی مدمقابل یا دشمنوں نے بڑی لے دے کی تھی جس کے جواب میں مسولین نے جو کچھ کہا تھا اقبال نے اسے اس نظم میں منظوم کر دیا ہے ۔ بے محل: بغیر وجہ کے ۔ معصومان یورپ: یورپ کے بے گناہ لوگ، یہ طنزاً کہا ہے ۔
مطلب: جب اٹلی کے آمر مسولینی نے اپنی سلطنت کو وسیع کرنے کی خاطر بعض ملکوں پر چڑھائی کر کے ان کو فتح کر لیا تو اس کے مدمقابل مغرب کے چند سیاست دانوں اور حکومتوں نے اسے مجرم ٹھہرایا جس پر اس نے ان کو جواب دیا کہ میں نے کوئی انوکھا جرم نہیں کیا ۔ یہ جرم تو تم صدیوں سے کرتے آئے ہو ۔ اس لیے اے یورپ کے وہ لوگو جو خود کو بے گناہ سمجھتے ہو خواہ مخواہ مجھ سے مت بگڑو ۔

میں پھٹکتا ہوں تو چھلنی کو برا لگتا ہے کیوں
ہیں سبھی تہذیب کے اوزار تو چھلنی میں چھاج

معانی: چھلنی: جس میں آٹا چھانتے ہیں ۔ چھاج: جس میں گندم پھٹکتے ہیں ۔
مطلب: مسولینی اپنے اعتراض کرنے والوں کو جواب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ جو کام میں نے کیا ہے تم بھی کر چکے ہو اور تہذیب کے اوزار استعمال کر کے یعنی تہذیب پھیلانے کے بھیس میں دوسری قوموں اور ملکوں کو تم بھی فتح کر چکے ہو اس لیے تم میں اور

مجھ میں اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں ۔ ہاں اگر کوئی فرق ہو سکتا ہے تو وہ وسعت کا یا مقدار کا ہو سکتا ہے ۔ اس کو چھلنی اور چھاج کے الفاظ میں سمجھاتے ہوئے یہ کہا ہے کہ یہ فرق اتنا ہی ہو سکتا ہے کہ جیسے تم چھلنی ہو اور میں چھاج ۔ چھلنی میں دانے آرام سے نکل جاتے ہیں اور چھاج میں پھٹک پھٹک کر کے نکالنے پڑتے ہیں ۔ یعنی تم وہ کام چپکے سے اور ڈپلومیسی سے کر لیتے ہو ۔ میں نے ذرا کھل کر کیا ہے ۔ میرا پھٹکنا یا سلطنت کو وسعت دینا کیوں برا لگ رہا ہے ۔ جب کہ ہم دونوں ایک ہی تہذیب کے فریبی وار سے دوسرے ملکوں اور قوموں کو مفتوح کرتے ہیں ۔

میرے سودائے ملوکیت کو ٹھکراتے ہو تم
تم نے کیا توڑے نہیں کمزور قوموں کے زجاج

معانی: سودائے ملوکیت: بادشاہت کا جنوں ۔ زجاج: شیشے ۔

مطلب: میرے سر میں جو سلطنت روم کو وسیع کرنے اور رومیوں کی بادشاہت قائم کرنے کا جنوں چھایا ہوا ہے اس کو تم برا کہتے ہو ۔ کیا تم نے اپنی آہنی قوت سے دنیا کی کمزور قوموں کے شیشے نہیں توڑے ۔ اور ان کی قوت کے بل بوتے پر مفتوح و مغلوب نہیں کیا اور ان کو نہیں لوٹا ۔

یہ عجائب شعبدے کس کی ملوکیت کے ہیں
راجدھانی ہے مگر باقی نہ راجہ ہے ، نہ راج

معانی: عجائب: عجیب باتیں ۔ شعبدے: فریب کاریاں ، جادوگری ۔ راجدھانی: حکومت کا مرکز ۔ راجہ: بادشاہ ۔ راج: حکومت ۔

مطلب: یہ عجیب فریب کاریاں کس کی بادشاہت کی ہیں اور کس کے شاہانہ ہتھکنڈوں اور سحر سازی کا نتیجہ ہیں کہ دنیا کے ملکوں کے قدیم دارالحکومت تو موجود ہیں لیکن نہ وہاں کے بادشاہ باقی رہے اور نہ ان کی حکومت ۔ ان سب کو ملیامیٹ کر کے تم نے ان ملکوں کے دارالحکومتوں کو اپنی شہنشاہانہ حکومت میں شامل کر لیا ہے ۔

آل سیزر چوبِ نے کی آبیاری میں رہے
اور تم دنیا کے بنجر بھی نہ چھوڑو بے خراج

معانی: آل سیزر: سیزر کی اولاد، یعنی اٹلی کی قوم، اٹلی کو روم بھی کہتے ہیں ۔ سیزر قدیم روما کا مشہور جرنیل تھا ۔ مشہور ہے کہ سیزر بنسری بجایا کرتا تھا ۔ چوبِ نے: بانس کی لکڑی یا بانسری ۔ بنجر: بیابان ۔ بے خراج: بغیر تاوان اور محصول وصول کیے ۔

مطلب: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ سیزر کی قوم یعنی اٹلی والے سیزر کی طرح بنسری بجانے میں لگے رہیں اور تم دنیا کو اس طرح فتح کرتے ہو کہ آبادیاں تو کیا بیابانوں میں رہنے والوں سے بھی محصولات اور تاوان وصول کر کے اپنی قوم کو خوش حال کرتے رہو ۔ روم دانوں کو بھی حق پہنچتا ہے کہ وہ بھی تمہاری طرح علاقوں کو فتح کر کے اپنے آپ کو مفتوح علاقوں کے لوٹ مار سے خوشحال بنائیں ۔

تم نے لوٹے بے نوا صحرا نشینوں کے خیام
تم نے لوٹی کشت دہقاں، تم نے لوٹے تخت و تاج

معانی: بے نوا: غریب، بے مایہ ۔ صحرا نشین: صحرا میں رہنے والے ۔ خیام: خیمے ۔ کشت دہقاں: کسانوں کے کھیت ۔ تخت و تاج: بادشاہ اور ان کے تخت و تاج، یعنی ان کی شاہی اور ان کے لوازمات ۔

مطلب: تم نے تو صحراؤں میں رہنے والے غریب اور بے مایہ لوگوں کے خیموں تک بھی لوٹے ہیں ۔ تم نے تو کسانوں کی کھیتیاں بھی لوٹی ہیں ۔ تم نے تو مختلف ملکوں کی بادشاہوں کو بھی ختم کیا ہے ۔ اور خود باشاہ بن بیٹھے ہو ۔ اور اپنی قوم کو خوش حال کرنے اور دوسروں کو بے مایہ اور بے سرمایہ بنانے کے تم نے ہر قسم کے طریقے اپنائے ہیں ۔ مجھے طعنہ کیوں دیتے ہو ۔

پردہَ تہذیب میں غارت گری ، آدمی کشی
کل روا رکھی تھی تم نے، میں روا رکھتا ہوں آج

معانی : غارت گری: لوٹ مار ۔ آدم کشی: لوگوں کو قتل کرنا ۔ روا رکھنا: جائز سمجھنا ۔

مطلب: یہ بہانہ بنا کر کہ ہم تو دوسرے ملکوں کو فتح کر کے وہاں کے لوگوں تک اپنی تہذیب لے جانا چاہتے ہیں اور انہیں مہذب بنانا چاہتے ہیں ۔ تم نے مفتوح ممالک میں لوٹ مار بھی کی ہے اور وہاں کے لوگوں کو قتل بھی کیا ہے ۔ اگر یہ بات تمہارے لیے جائز ہے اور تم تین چار صدیوں سے اس لوٹ مار اور قتل و غارت میں لگے ہوئے ہو تو آج میں نے اگر کسی ملک کو فتح کر لیا ہے تو مجھے کیوں برا کہتے ہو ۔ میں بھی تو تمہاری طرح مفتوح علاقے کے لوگوں کو مہذب بنانے کے لیے یہ کاروائی کر رہا ہوں ۔

گلہ

معلوم کسے ہند کی تقدیر کہ اب تک
بے چارہ کسی تاج کا تابندہ نگیں ہے

معانی: گلہ: شکوہ، شکایت ۔ تاج: یہاں برطانوی تاج، برطانیہ کی بادشاہت مراد ہے ۔ تابندہ نگیں چمکتا ہوا موتی ۔
مطلب: ہندوستان کی قسمت میں کیا لکھا ہے کچھ معلوم نہیں ابھی تک وہ برطانوی شہنشاہ کے تاج کا چمکیلا موتی بنا ہوا ہے ۔ ہندوستان وسائل کے اعتبار سے جملہ برطانوی مفتوحہ علاقوں سے زیادہ خوش حال تھا ۔ اس لیے اسے برطانوی تاج کا تابندہ نگیں کہا گیا ہے ۔ اس کو لوگ سونے کی چڑیا کہتے تھے ۔ اس سونے کی چڑیا کا سونا انگریز اتار کر لے گئے اور باقی پروں والی بے چاری چڑیا رہ گئی ہے ۔ یعنی انگریز نے ہندوستان کو خوب لوٹا ہے اور اس لوٹ سے اپنے ملک تعمیر کیے ہیں ۔

دہقاں ہے کسی قبر کا اگلا ہوا مردہ
بوسیدہ کفن جس کا ابھی زیرِ زمیں ہے

معانی دہقاں کسان ۔ بوسیدہ: پرانا، پھٹا ہوا ۔ زیرِ زمیں : زمین کے نیچے ۔
مطلب: انگریزوں کی لوٹ مار کے نتیجے میں اہل ہند کا جو حال ہوا ان میں سے ایک طبقہ یعنی کسانوں کا ذکر کرتے ہوئے علامہ نے کہا ہے کہ کھیتوں میں محنت تو وہ کرتے ہیں اور ان کی فصلوں سے فائدہ انگریز حکمران اٹھاتے ہیں جس کے نتیجے میں فاقہ کشی کی بنا پر یہاں کا کسان یوں دکھائی دیتا ہے جیسے کسی قبر نے کوئی ایسا مردہ باہر پھینک دیا ہو جس کا پرانا اور پھٹا ہوا کفن ابھی تک زمین کے اندر موجود ہو تا کہ وہ اسے پھر اپنی لپیٹ میں لے لے ۔

جاں بھی گروِ غیر، بدن بھی گروِ غیر
افسوس کہ باقی نہ مکاں ہے نہ مکیں ہے

معانی: گرو غیر: غیروں کے پاس رہن رکھی ہوئی ۔ مکیں : مکان میں رہنے والا ۔

مطلب: انگریزوں کی لوٹ مار کے نتیجے میں اس وقت کے برصغیر کا ہر باشندہ سیاسی اور اقتصادی طور پر ان کے شکنجے میں جکڑا ہوا تھا ۔ یوں سمجھئے کہ یہاں کے باشندوں کے جسم اور ان کی جانیں انگریزوں کے پاس رہن رکھی ہوئی تھیں ۔ اس اعتبار سے بظاہر مکان اور مکان میں رہنے والے تو موجود تھے لیکن بباطن نہ مکان ان کے تھے اور نہ ان مکانوں میں رہنے والے اپنے آپ کے مالک تھے ۔ سب کچھ غلامی کے داوَ پر لگ چکا تھا ۔

یورپ کی غلامی پہ رضامند ہوا تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں ہے

معانی: یورپ : مراد انگریز ۔ گلہ : شکایت ۔ رضامند: راضی ۔

مطلب: علامہ نے برصغیر کے لوگوں کی غلامی اور انگریزوں کی آقائی کے سلسلے میں جو باتیں مذکورہ بالا شعروں میں کی ہیں ان کے متعلق ایک نیا ہی خیال دیا ہے اور وہ یہ کہ تم اگر اہل یورپ کی غلامی پر راضی نہ ہوتے تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ اپنے آقاؤں کو اس ملک سے باہر نہ پھینک دیتے اس لیے مجھے تو اے برصغیر کے غلامی پر راضی ہو جانے والے باشندو تم سے شکایت ہے کہ تم نے اپنے آقاؤں کے آگے ہتھیار ڈال دیے ہیں مجھے یورپ والوں سے کوئی شکایت نہیں ۔ شکایت ہے تو تم سے ہے کہ تم آزادی کے لیے جدوجہد نہیں کر رہے ۔

اِنتداب

کہاں فرشتۂ تہذیب کی ضرورت ہے
نہیں زمانۂ حاضر کو اس میں دُشواری

معانی: انتداب: نگہداری یا قائم مقامی ، اصلاح میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک حکومت کسی ملک کی انتظامی اصلاح کے پردے میں اس پر قبضہ جما لے اور لوگوں کو یہ تاثر دے کہ ہم تمہیں تہذیب سکھانے آئے ہیں جیسا کی یورپ کی قوموں نے ایشیا، افریقہ اور دوسرے ملکوں پر قبضہ جمانے کے لیے کیا ہے، آج اس کی باگ ڈور امریکہ کے ہاتھ میں جو حجاز مقدس پر قبضہ جمانے کی غرض سے بہت کچھ کر رہا ہے ۔

مطلب: یہ فیصلہ کرنا کہ تہذیب کے فرشتے کی کس ملک اور قوم کو ضرورت ہے تاکہ اسے مہذب بنایا جا سکے ۔ زمانہ حال میں جب کہ علوم و فنون ترقی کے اوج پر ہیں فیصلہ کرنا مشکل نہیں ہے لیکن یورپی قوموں نے کمزور قوموں کو فتح کرنے کے لیے تہذیب کا جو بہانہ بنایا ہے وہ بالکل غیر فطری اور غلط ہے ۔

جہاں قمار نہیں ، زن تنک لباس نہیں
جہاں حرام بتاتے ہیں شغلِ مے خواری

معانی: قمار: جوا ۔ زن: عورت ۔ تنک لباس: کم لباسی یا عریاں لباسی ۔ شغل مے خواری: شراب پینے کا شغل ۔

مطلب: اہل مغرب نے تہذیب کے نام پر کمزور ممالک کو فتح کرنے کے لیے جو فیصلہ دیا ہے وہ سراسر فطرت اور حقائق کے خلاف ہے ۔ وہ ان ملکوں میں تہذیب لے جانا چاہتے ہیں جو پہلے ہی مہذب ہیں لیکن یورپی اقوام کا اصل مقصد تو مغربی تہذیب کو لے جا کر ان ممالک کے باشندوں کو حیوان بنانا ہے ۔ اس شعر میں اور اس سے اگلے دو شعروں میں علامہ نے اہل مغرب کی اسی بدنیتی کے پس منظر میں یہ کہا ہے کہ وہ تہذیب ان ملکوں میں پھیلانا چاہتے ہیں جہاں کے لوگ ان کی طرح جوا کھیلنے والے نہیں

ہیں اور جہاں کی عورتیں عریاں لباسی کی وجہ سے بے حیا نہیں ہیں اور جہاں کے لوگ اہل یورپ کی طرح شراب پینے کو حلال نہیں بلکہ حرام سمجھتے ہیں ۔

بدن میں گرچہ ہے اک روحِ ناشکیب و عمیق
طریقۂ اب و جد سے نہیں ہے بیزاری

معانی: ناشکیب: بے صبر۔ عمیق: گہری ۔ طریقہ اب و جد: باپ دادا کا طریقہ ۔ بیزاری: اکتاہٹ ۔

مطلب : اہل مغرب انتداب (ملکوں کی انتظامی اور تہذیبی اصلاح) کے بہانے ایسے لوگوں میں اپنی لادین اور بے حیا تہذیب کو پھیلانا چاہتے ہیں جن کے جسموں میں گہری اور عشق کی بنا پر بے صبر روحیں موجود ہیں اور جو اپنے باپ دادا کے طریقوں سے اکتائے ہوئے نہیں ہیں بلکہ اپنی پرانی انسانی اقدار پر قائم ہیں ۔ وہ اقدار جن کی وجہ سے وہ ابھی تک انسان ہیں یورپ والوں کی طرح حیوان نہیں ہوئے ۔

جسور و زیرک و پُردم ہے بچۂ بدوی
نہیں ہے فیضِ مکاتب کا چشمۂ جاری

معانی: جسور: بہادر ۔ زیرک: دانا، عقل مند۔ پُردم: سانس سے پر یعنی توانا اور طاقتور۔ بچہ بدوی: عرب کے صحراؤں میں رہنے والوں کا بچہ ۔ فیض مکاتیب: درسگاہوں کا فیض ۔ چشمہ جاری: بہتا ہوا چشمہ ۔

مطلب: ذرا عرب کے بدوؤں کے بچوں کو دیکھیں کہ وہ بہادر بھی ہوتے ہیں اور دانا و توانا بھی ۔ یہ محض اس وجہ سے ہے کہ وہاں مغربی طرز کے غیر انسانی اقدار پھیلانے والے مدرسوں کے فیض کا پانی جاری نہیں ہوا ہے ۔ اگر انتداب کے بہانے یورپ والے وہاں بھی اپنے تعلیمی مدارس قائم کر دیں گے تو عربوں کے بچے بھی بہادری، دانائی اور توانائی سے خالی ہو کر اہل مغرب کی طرح بے حیا، جوا باز اور مے خوار بن جائیں گے ۔

نظورانِ فرنگی کا ہے یہی فتویٰ

وہ سرزمیں مدنیت سے ہے ابھی عاری

معانی: نظوران فرنگی: اہل مغرب کے دانشور ۔ فتویٰ: فیصلہ ۔ مدنیت: تہذیب وتمدن ۔ عاری: خالی ۔

مطلب: جن ملکوں میں مذکورہ بالا شعروں میں بتائی گئی انسان اقدار کی باتیں موجود ہیں اہل مغرب یا یورپی دانشوروں کا فیصلہ ہے کہ ان ملکوں کی سرزمین تہذیب وتمدن سے خالی ہے اور ہم ان کو تہذیب وتمدن سکھانے کے لیے ان کی انتظامی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں ۔

لا دین سیاست

جو بات حق ہو، وہ مجھ سے چھپی نہیں رہتی
خدا نے مجھ کو دیا ہے دلِ خبیر و بصیر

معانی: خبیر: خبر رکھنے والا ۔ بصیر: دیکھنے والا ۔ حق: سچ ۔
مطلب: علامہ کہتے ہیں کہ جو بات حق ہو یا سچ ہو وہ مجھ سے چھپی نہیں رہتی کیونکہ خدا نے مجھے ایک ایسا دل دیا ہے جو ہر بات کی خبر رکھنے والا بھی ہے اور ہر معاملہ اور ہر چیز کو دیکھنے والا بھی ہے ۔

مری نگاہ میں ہے یہ سیاست لا دیں
کنیزِ اہرمن و دُوں نہاد و مردہ ضمیر

معانی: سیاست لا دیں : بے دین سیاست ۔ کنیز اہرمن : شیطان کی لونڈی ۔ دوں نہاد: کمینہ خصلت ۔ مردہ ضمیر: مرا ہوا دل ۔
مطلب: میری نگاہ میں وہ بے دین سیاست جو اہل مغرب نے ہمیں سکھائی ہے شیطان کی لونڈی ہے کمینہ خصلت ہے اور اس کا اندرون یا دل مر چکا ہے ۔

ہوئی ہے ترکِ کلیسا سے حاکمی آزاد
فرنگیوں کی سیاست ہے دیوِ بے زنجیر

معانی: ترک کلیسا: گرجے کو یا عیسائی مذہب کو چھوڑنا ۔ حاکمی: حکومت ۔ دیو بے زنجیر: ایسا دیو جسے آزاد کر دیا گیا ہو ۔
مطلب: مغرب والوں نے، جو عیسائی مذہب کے پیرو کار ہیں اپنی حکومتوں یا سیاست کو عیسائیت یا مذہب سے الگ کر دیا ہے جس

کے نتیجے میں اہل یورپ کی سیاست ایک ایسے دیو کی مانند ہو گئی ہے جس کی زنجیریں کھول دی گئی ہوں اور وہ آزاد گھوم پھر رہا ہو یہی وجہ ہے کہ اہل مغرب کی زندگی کے ہر شعبہ میں شیطان کا عمل دخل ہے ۔

متاعِ غیر پہ ہوتی ہے جب نظر اس کی
تو ہیں ہراول لشکر کلیسیا کے سفیر

معانی: متاع غیر: دوسروں کی دولت ۔ ہراول لشکر: فوج کا اگلا دستہ ۔ کلیسا کے سفیر: گرجا کے سفیر یعنی عیسائی پادری ۔
مطلب: یہ عجیب بات ہے کہ جب لادین سیاست رکھنے والی مغربی قومیں دوسروں کی دولت پر نظر رکھتی ہیں یعنی دوسرے ملکوں کو فتح کرنا چاہتی ہیں تو اس کی فوج کے پہلے دستے کے طور پر عیسائی پادری پہنچ جاتے ہیں ۔ پہلے وہ تبلیغ سے میدان صاف کرتے ہیں اور لوگوں کو عیسائیت کی خوبیاں بتا کر اپنی طرف راغب کرتے ہیں اس کے بعد ان کے ملک کی فوجیں اس ہموار شدہ میدان پر آسانی سے قبضہ کر لیتی ہیں اور اپنی لامذہب سیاست کو عام کر دیتی ہیں ۔

دامِ تہذیب

اقبال کو شک اس کی شرافت میں نہیں ہے
ہر ملتِ مظلوم کا یورپ ہے خریدار

معانی: دام تہذیب: تہذیب کا جال ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال نے طنز کے طور پر کہا ہے کہ مجھے یورپ والوں کی شرافت پر کوئی شک نہیں ۔ وہ اس خصوصیت کی بنا پر دنیا کی ہر مظلوم قوم کے خریدار اور ہمدرد بن جاتے ہیں ۔ لیکن جب ان پر قابو پا لیتے ہیں تو یہی شریف لوگ مفتوحہ علاقوں میں شیطانی تہذیب پھیلا دیتے ہیں ۔

یہ پیرِ کلیسا کی کرامت ہے کہ اس نے
بجلی کے چراغوں سے منور کیے افکار

معانی: پیرِ کلیسا: عیسائی پادری ۔ کرامت: اعجاز ۔ منور: روشن ۔ افکار: خیالات ۔
مطلب: اسے عیسائی پادریوں کا اعجاز سمجھیں کہ انھوں نے مفتوحہ قوموں کے لوگوں کے خیالات کو بجلی کے چراغوں یعنی تہذیب جدید سے روشن کیا ہے ۔ اور ترقی کے بھیس میں عیسائیت بھی پھیلائی ہے اور لوگوں کے خیالات کو تبدیل کر کے تہذیب مغرب کا گرویدہ بھی بنایا ہے ۔

جلتا ہے مگر شام و فلسطیں پہ مرا دل
تدبیر سے کھلتا نہیں یہ عقدہَ دشوار

معانی: عقدہَ دشوار: مشکل گرہ ۔ تدبیر سے: عقل سے ۔

مطلب: فلسطین اور شام کے ملک پہلی جنگ عظیم سے پہلے سلطنت عثمانیہ کا حصہ تھے لیکن مغربی اقوام نے ترکوں کے خلاف مسلسل پراپیگنڈہ کر کے اور ان کو ظالم ثابت کر کے عربوں کو ترکوں سے آزاد ہونے کا مشورہ دیا لیکن جنگ عظیم میں ترکوں کی شکست کے بعد خود ان ملکوں پر قابض ہو گئے ۔ اس پس منظر میں علامہ کہتے ہیں کہ میرا دل شام اور فلسطین میں جو کچھ ہوا ہے اس پر جل رہا ہے ۔ یہ ایک ایسی مشکل گرہ ہے جس عقل کے ناخن سے نہیں کھولی جا سکتی کیونکہ اس میں سراسر دھوکہ اور فریب کا عمل دخل ہے ۔

ترکانِ جفا پیشہ ، کے پنجے سے نکل کر
بیچارے ہیں تہذیب کے پھندے میں گرفتار

معانی: ترکان جفا پیشہ: وہ ترک قوم جسے انگریز عربوں پر ظلم کرنے والا بتاتے ہیں ۔

مطلب: اقبال نے اس آخری شعر میں اہل مغرب کی زبان استعمال کرتے ہوئے کہا ہے کہ ترک تو عربوں پر ظلم کرنے والے تھے لیکن ہوا کیا ۔ پہلی جنگ عظیم میں عرب ترکوں سے آزاد ہونے کے لیے ان کے خلاف اٹھ تو کھڑے ہوئے لیکن جب ترک شکست کھا گئے تو انگریزوں اور فرانسیسیوں نے شام اور فلسطین پر اور عربوں کے دوسرے ممالک پر قبضہ کر لیا اور بے چارے عرب ترکوں کی حکمرانی سے نکل کر مغربی اقوام کی حکمرانی میں آ گئے اور انھوں نے اپنی حکمرانی کے بعد ان میں ایسی شیطانی تہذیب پھیلائی کہ نہ وہ سیاسی طور پر آزاد رہ سکے اور نہ تہذیبی طور پر ۔

نصیحت

اک لردِ فرنگی نے کہا اپنے پسر سے
منظر وہ طلب کر کہ تری آنکھ نہ ہو سیر

معانی: لرد: انگریز لفظ لارڈ کا اردو بنایا گیا ہے ۔ سیر ہونا: پر ہونا، بھر جانا ۔ پسر: بیٹا ۔ فرنگی: انگریز ۔
مطلب: ایک انگریز لارڈ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تو ایسے نظارہ کی تلاش کر کہ جس سے تیری آنکھ نہ بھرے اور دیکھنے کی آرزو باقی رہے
۔

بیچارے کے حق میں ہے یہی سب سے بڑا ظلم
برّے پہ اگر فاش کریں قاعدہَ شیر

معانی: برہ: بھیڑ کا بچہ ۔ فاش کریں : ظاہر کر دیں ۔ قاعدہَ شیر: شیر کے طور طریقے ۔
مطلب: اگر کسی بھیڑ کے بچے کو شیری کے طور طریقے بتا دیئے جائیں تو یہ اس بے چارے کے لیے بہت بڑے ظلم کی بات ہو گی ۔ دراصل فرنگی لارڈ یہ کہنا چاہتا ہے کہ غلاموں پر حکومت کے بھید ظاہر نہیں کرنے چاہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ غلام حاکمیت کے راز سمجھ کر آزاد ہونے کی کوشش کرے اورر ہماری جگہ وہ حکمران بن بیٹھے ۔ دراصل یہ حاکم کے حق میں ظلم ہو گا لیکن یہاں غلام کو راز نہ بتانے کی پالیسی کے تحت اس نے غلاموں کے حق میں ظلم کہہ دیا ہے تا کہ غلام آزاد ہونے اور حاکم بننے کی کوشش ہی نہ کریں ۔

سینے میں رہے رازِ ملوکانہ تو بہتر
کرتے نہیں محکوم کو تیغوں سے کبھی زیر

معانی: رازِ ملوکانہ: شاہانہ بھید ۔ تیغ: تلوار ۔ زیر کرنا: مغلوب کرنا یا ماتحت بنانا ۔

مطلب: فرنگی وڈیرہ اپنے بیٹے کو مزید یہ سمجھاتا ہے کہ شاہنشاہی یا حاکمیت کے بھید اپنے سینے میں چھپائے رکھنا بہتر ہے ۔ اور وہ بھید اس نے اگلے مصرعے میں اور اس کے بعد آنے والے دو شعروں میں بیان کر دیے ہیں ۔ وہ کہتا ہے کہ غلام لوگوں کو تلواروں کے ذریعے غلام رکھنے یا اپنا ماتحت رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ ان کو غلام رکھنے کا ایک طریقہ اور ہے جو تلوار سے بھی زیادہ کارگر ہے ۔ اور اس کا ذکر اگلے شعروں میں موجود ہے ۔

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے اسے پھیر

مطلب: غلاموں کو ہمیشہ کے لیے محکوم رکھنے کا جو طریقہ تلوار سے بڑھ کر کارگر ہے جو حاکم قوم کے سینے میں محفوظ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ان غلاموں کو ایسا نظام تعلیم دو کہ جس سے وہ اپنی شناخت کو بھول کر حاکموں کے طور طریقوں کو اپنا لیں ۔ اس طریقہ کار کو فرنگ لارڈ نے ایک ایسا تیزاب کہا ہے کہ جب غلام قوم کے لوگوں کی خودی اس میں ڈالی جائے گی تو وہ ایسی ملائم ہو جائے گی کہ حاکم اسے جس سمت پھیرنا چاہے وہ پھر جائے گی ۔

تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب
سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے اک ڈھیر

معانی: اکسیر: تانبے یا مٹی کو سونا بنانا ۔ ہمالہ: دنیا کا سب سے بلند پہاڑ جو ہندوستان کی شمالی سرحد کے ساتھ ساتھ کافی دور تک جاتا ہے ۔

مطلب: اور تعلیم کا یہ تیزاب ان غلاموں کے حق میں تانبے یا مٹی کو سونا بنانے کی بجائے اور الٹ کام کرے گا اور وہ یہ کہ وہ نظام تعلیم ان لوگوں کے مضبوط عقائد اور خود شناس شخصیتوں کے سونے کے ہمالہ کو مٹی کا ڈھیر بنا کر رکھ دے گا اور یہ بات پچھلی ڈیڑھ دو

صدی کے انگریزی نظام تعلیم کے حصول سے ثابت بھی ہو چکی ہے ۔ اور اس حد تک ثابت ہو چکی ہے کہ سیاسی آزادی کے باوجود برصغیر کے لوگ مغربی تہذیب، تمدن اور ثقافت کے رنگ میں ڈھل چکے ہیں اور ان کی اپنی آزادانہ شناخت ختم ہو چکی ہے ۔

ایک بحری قزاق اور سکندر

سکندر

صلہ تیرا تری زنجیر یا شمشیر ہے میری
کہ تیری رہزنی سے تنگ ہے دریا کی پہنائی

معانی: صلہ: بدلہ ۔ رہزنی: ڈکیتی، لوٹ مار ۔ پہنائی: وسعت ۔
مطلب: سکندر نے ایک ایسے سمندری لٹیرے کو جس نے سمندر کی وسعتوں میں اپنی لوٹ مار سے مسافروں میں ہلچل مچا رکھی تھی گرفتار ہونے پر اس کے سامنے پیش کیے جانے کے وقت کہا کہ بتا تیری سزا کیا ہے ۔ کیا میں تجھے زنجیر سے باندھوں یعنی قید کر دوں یا تلوار سے تیری گردن اڑا دوں

قزّاق

سکندر! حیف تو اس کو جوانمردی سمجھتا ہے
گوارا اس طرح کرتے ہیں ہم چشموں کی رسوائی

معانی: حیف: افسوس ۔ جوانمردی: بہادری ۔ گوارا کرنا: پسند کرنا، برداشت کرنا ۔
مطلب: لٹیرا جواب دیتا ہے کہ اے سکندر مجھے افسوس ہے کہ تو اپنے ہم رتبہ والوں کو یا اپنے پیشہ والوں کو ذلیل کرنا چاہتا ہے حالانکہ ہم دونوں لوٹ مار میں یکساں ہیں ۔

ترا پیشہ ہے سفاکی مرا پیشہ ہے سفاکی
کہ ہم قزاق ہیں دونوں تو میدانی میں دریائی

معانی: ہم رتبہ ہیں ۔ ہم پیشہ ہیں ۔

مطلب: تیرا پیشہ بھی لوٹ مار کرنا اور خون بہانا ہے اور میرا کام بھی یہی ہے ۔ ہم دونوں لٹیرے ہیں ۔ فرق صرف یہ ہے کہ تو میدانوں میں لوٹ مار کرتا ہے اور میں سمندروں میں لوٹ مار کرتا ہوں ۔ یاد رکھیں سکندر بہت بڑا فاتح تھا اور اس نے اپنی فتوحات کے دوران بہت سے ملکوں کو لوٹا تھا اور برباد کیا تھا ۔ اور بہت سے لوگوں کا خون بہایا تھا ۔

جمعیت اقوام

بیچاری کئی روز سے دم توڑ رہی ہے
ڈر ہے خبرِ بد نہ مرے منہ سے نکل جائے

معانی: قوموں کی انجمن: جس کا انگریزی نام یونائیٹڈ نیشنز آرگنائزیشن یا مخفف کے طور پر یو این او ہے ۔ اور یہ اس جمعیت اقوام کی بابت ہے جو پہلی جنگ عظیم کے بعد جنیوا میں اقوام ہوئی تھی ۔ دم توڑنا: مرنے کے قریب ۔ خبربد: بری خبر۔

مطلب: جمعیت اقوام جو دنیا بھر کے ملکوں کی بہتری کے لیے اہل مغرب نے بنائی تھی جب اپنی بے انصافیوں اور کرتوتوں کی وجہ سے ٹوٹنے کے قریب تھی تو اس پر علامہ نے کہا ہے کہ کئی روز سے یہ مرنے کے قریب ہے ۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ بری خبر کہ یہ مر گئی ہے میرے منہ سے نہ نکل جائے ۔

تقدیر تو مبرم نظر آتی ہے ولیکن
پیرانِ کلیسا کی دُعا یہ ہے کہ ٹل جائے

معانی: مبرم تقدیر: نہ ٹلنے والی تقدیر ۔ پیران کلیسا: گرجے کے پادری، عیسائیوں کے پیشوا ۔

مطلب: یہ بات کہ جمعیت اقوام مرنے والی ہے ایک اٹل تقدیر کی طرح ہے ۔ یعنی ایسی تقدیر کی طرح ہے جو ٹل نہیں سکتی اور جمعیت اقوام ضرور مر کر رہے گی ۔ اگرچہ عیسائی قوموں کے پادری دعا کر رہے ہیں کہ یہ تقدیر کسی طرح ٹل جائے ۔ عیسائی پادری اس لیے یہ دعا کر رہے ہیں کہ یہ جمعیت عیسائیوں کے فائدے کے لیے اور اہل مغرب کی مفاد میں تھی ۔

ممکن ہے کہ یہ داشتۂ پیرکِ افرنگ
ابلیس کے تعویذ سے کچھ روز سنبھل جائے

معانی: داشتہ : وہ عورت جو گھر میں بغیر نکاح کے رکھی ہوئی ہو، یہاں تحقیر کے طور پر کہا گیا ہے ۔ پیرک: پیر کے معنی بوڑھا، پیر میں تحقیر ہے، یعنی ذلیل و خوار بوڑھا ۔ افرنگ: اہل مغرب ۔ ابلیس: شیطان ۔ تعویذ: نقش جو بلاؤں کے توڑ کے لیے لکھا جاتا ہے، منتر ۔

مطلب: اس جمیعت اقوام کے ختم ہو جانے میں تو کوئی شک نہیں ۔ یہ ختم ہو کر رہے گی، چاہے عیسائیوں کے پیشوا اس کی زندگی کی دعائیں ہی کیوں نہ کرتے رہیں ۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ یہ شیطانی انجمن جسے شیطان نے اہل مغرب کے بے نکاح عورت کی مانند کہا ہے شیطان ہی کے دیے گئے کسی نقش سے یا منتر سے کچھ دیر اور نکال لے لیکن اس کا ختم ہونا اس کے بے انصافیوں اور کرتوتوں کی وجہ سے اس کا مقدر بن چکا ہے ۔

شام و فلسطین

رندانِ فرانسیں کا میخانہ سلامت
پر ہے مئے گل رنگ سے ہر شیشہ حلب کا

معانی: ملک شام اور ملک فلسطین پہلے سلطنت عثمانیہ کا حصہ تھے لیکن پہلی جنگ عظیم میں ترکوں اور جرمنوں کی شکست کے بعد شام پر فرانسیسیوں نے اور فلسطین پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا تھا ۔ رندان فرانسیں: فرانس کے رہنے والے شرابی ۔ میخانہ: شراب خانہ ۔ سلامت: قائم ۔ پر ہے بھرا ہوا ہے ۔ مے گلرنگ: گلاب کے رنگ کی شراب ۔ شیشہ: پیالہ، صراحی ۔ حلب: شام کا ایک شہر، یہ شہر شیشے بنانے کے لیے مشہور تھا ۔

مطلب: سلطنت عثمانیہ کے زمانے میں شام ایک بڑا ملک تھا جس میں فلسطین اور لبنان اور اردن کے کچھ حصے بھی شام تھے ۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد اسے تقسیم کر دیا گیا اور یہاں یورپ کے شرابی آ گئے ۔ اور انھوں نے ان ملکوں کے شہروں کو بھی شراب خانوں سے آشنا کر دیا اور لوگوں کو شراب اور بے حیائی پر لگا دیا ۔ ان حالات کو دیکھ کر علامہ طنز کے طور پر کہتے ہیں کہ فرانس کے شرابیوں کے شراب خانے سلامت رہیں جن کے شام میں آنے سے شام کے شہر بھی شراب خانوں میں تبدیل ہو گئے ہیں حلب کا وہ شہر جو پہلے شیشے بنانے میں مشہور تھا اب شراب کے شیشوں یعنی پیالوں اور صراحیوں کو بنانے لگا ہے اور شراب ان شرابیوں نے پورے ملک شام میں عام کر دی ہے ۔

ہے خاکِ فلسطین پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا

معانی: خاک فلسطیں: فلسطین کی سرزمین ۔ ہسپانیہ: یورپ کے ایک ملک جسے سپین بھی کہتے ہیں اور مسلمانوں کی حکمرانی کے دوران جس کا نام اندلس تھا ۔ یہاں مسلمانوں نے ساتھ آٹھ سو سال تک حکومت کی ہے جس کے بعد یورپ کے عیسائیوں نے ان کو

یا قتل کر دیا یا ملک سے مار بھگایا ۔

مطلب: اہل مغرب نے اس بات کو بہانہ بنا کر کہ کبھی فلسطین میں یہودی آباد تھے اور یہ یہودی کا ابتدائی گھر تھا جہاں سے وہ نکالے گئے ہیں فلسطین کو اسرائیل کے نام پر یہودیوں کو دے دیا گیا ہے ۔ اقبال کے زمانے میں ابھی یہ تجویز ہو رہی تھی اقبال کہتے ہیں کہ اس فارمولے کے تحت اسپین پر عربوں کا حق ہونا چاہیے کیونکہ عرب بھی وہاں سات آٹھ سو سال سے حکمران تھے اور وہاں کے صدیوں سے باشندے تھے اور ان کو بھی وہاں سے نکال دیا گیا یا عیسائی بنا لیا گیا ۔ اس لیے اسپین کا ملک عربوں کو دیا جانا چاہیے ۔

مقصد ہے ملوکیتِ انگلیس کا کچھ اور
قصہ نہیں نارنج کا یا شہد و رطب کا

معانی: ملوکیت انگلیس: انگریزی حکومت ۔ نارنج: سنگترے ۔ رطب: کھجور ۔

مطلب: انگریزی حکومت کا فلسطین میں یہودیوں کو بسانا اس لیے نہیں ہے کہ ان کے ذریعے یہاں کے سنگتروں ، شہد اور کھجوروں کی فصلوں سے فائدہ اٹھایا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ یہودیوں کو یہاں بسا کر ان کے ذریعے سارے عربوں میں پھوٹ ڈالی جائے اور جملہ ممالک اسلام کو ڈرایا اور دھمکایا جائے جیسا کہ اسرائیل بننے کے بعد ثابت ہو چکا ہے ۔ اور اہل مغرب یہودیوں کے ذریعے مسلمان ملکوں میں افراتفری پھیلانے کا ہر کام لے رہے ہیں ۔

سیاسی پیشوا

اُمید کیا ہے سیاست کے پیشواؤں سے
یہ خاک باز ہیں، رکھتے ہیں خاک سے پیوند

معانی: خاک باز: مٹی سے کھیلنے والے، پست خیالات والے ۔پیوند: تعلق ۔
مطلب: آج کل کے سیاست دان یا سیاسی میدان کے رہنماؤں سے اچھائی کی کیا امید رکھی جا سکتی ہے ۔ ان کے خیالات بھی پست ہیں اور یہ خود بھی پست ہیں ۔ بڑائی کا ان میں کوئی نشان نہیں ملتا ۔ یہ مٹی سے کھیلنے والے اور مٹی سے تعلق رکھنے والے ہیں ۔ بلندیوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں ۔

ہمیشہ مور و مگس پر نگاہ ہے ان کی
جہاں میں ہے صفتِ عنکبوت ان کی کمند

معانی: مور و مگس: چیونٹی اور مکھی ۔ صفت عنکبوت: مکڑی کے جال کی مانند ۔ کمند: رسی کا پھندا جو شکار کو پھنسانے کے لیے دیوار پر چڑھنے کے لیے پھینکا جاتا ہے ۔
مطلب: جس طرح مکڑی اپنے جالے میں بیٹھی اس انتظار میں رہتی ہے کہ کوئی چیونٹی یا مکھی اس کے جالے کے قریب آئے اور اسے پھانس لے اسی طرح یہ سیاست دان بھی لوگوں کو پھنسانے کے لیے اور اپنی اغراض اور مفادات کو پورا کرنے کے لیے کئی قسم کے گھٹیا طریقے استعمال کرتے رہتے ہیں اور ذلیل سے ذلیل فائدے کے لیے بھی اپنی کمندیں پھینکتے رہتے ہیں ۔

خوشا وہ قافلہ جس کے امیر کی ہے متاع
تخیلِ ملکوتی و جذبہ ہائے بلند

معانی: خوشا: خوش نصیب ۔ امیر: قافلہ راہنما ۔ متاع: دولت ۔ تخیل ملکوتی: فرشتوں کا سا تخیل ۔ جذبہ ہائے بلند: بلند جذبے ۔

مطلب: وہ قافلہ خوش نصیب ہے جس کا سالار فرشتوں جیسے خیالات اور بلند جذبات کی دولت رکھتا ہو اور جو کمینہ خصلتوں والا نہ ہو ۔ ایسا سیاست دان ہی قوم کو منزل تک پہنچا سکتا ہے اور جن سیاست دانوں اور ان کی کمینگی کا پہلے شعروں میں ذکر کیا گیا ہے وہ قوموں کو اصل راستے سے بھٹکا دیتے ہیں اور اپنے مفادات اور اغراض کو پورے کرتے رہتے ہیں ۔

نفسیاتِ غلامی

سخت باریک ہیں امراضِ امم کے اسباب
کھول کر کہیے تو کرتا ہے بیاں کوتاہی

معانی: نفسیاتِ غلامی: غلاموں کی ذہنی کیفیت، یہ عنوان اس کتاب میں دوسری دفعہ آیا ہے ۔ امراض امم: امتوں کی بیماریاں ۔ اسباب: سبب کی جمع، وجوہات ۔ بیاں کوتاہی کرتا ہے: بیان ساتھ نہیں دیتا ۔ سخت باریک: بہت ہی باریک ۔
مطلب: افراد کی طرح امتوں کے امراض بھی ہوتے ہیں ۔ علامہ کہتے ہیں کہ امتوں کی بیماریوں کے سبب بیان کرنا بڑا مشکل ہے کیونکہ یہ اسباب بال سے بھی زیادہ باریک ہوتے ہیں ۔ اگر کوئی شخص ان بیماریوں کو تفصیل سے بیان کرنا چاہے تو اس کا بیان اس کا ساتھ نہیں دے سکتا ۔

دینِ شیری میں غلاموں کے امام و شیوخ
دیکھتے ہیں فقط اک فلسفۂ روباہی

معانی: دین شیری: شیروں کا مذہب، آزاد لوگوں کا مسلک ۔ امام: پیشوا، رہنما ۔ شیوخ: سردار، پیر ۔ فلسفہ روباہی: لومڑی کا فلسفہ، بزدلی اور مکاری کا فلسفہ ۔
مطلب: قوموں کی بیماریوں میں سے ایک بڑی بیماری یہ ہے کہ جب کوئی قوم غلام ہو جاتی ہے اور اس میں غلامانہ ذہنیت پیدا ہو جاتی ہے تو وہ لومڑی کی مانند بزدل اور مکار بن جاتی ہے اور اس کو شیروں کے طور طریقے میں یا آزاد لوگوں کے مسلک میں بھی یہی بزدلی اور مکاری نظر آنے لگتی ہے ۔ غلاموں کے عوام کی بات تو چھوڑیئے ان کے پیشوا، راہنما، وڈیرے، سردار اور پیر بھی اسی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی قوم کو شیروں کے بجائے لومڑی بننے کا سبق دیتے رہتے ہیں ۔

ہو اگر قوتِ فرعون کی درپردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللہی

معانی: فرعون: قدیم مصر کا ایک بادشاہ جو خود کو خدا کہتا تھا اور جس کی ٹکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی تھی اورر وہ شکست کھا گیا تھا ۔ قوت: طاقت ۔ درپردہ: پوشیدہ طور پر ۔ مرید: مطیع ۔ کلیم اللہی: حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ اللہ سے کلام کیا کرتے تھے اس لیے ان کا لقب کلیم اللہ تھا اور ان کے طور طریقے کو کلیم اللہی کہتے ہیں ۔

مطلب: اگر کوئی موسیٰ صفت سردار، شیخ ، وڈیرہ یا پیر ظاہر میں فرعونی اور طاغوتی طاقت کے خلاف ہو لیکن پوشیدہ طور پر فرعون سے ملا ہوا ہو اور اپنے مفادات اور اغراض کی خاطر اس کا مطیع بن چکا ہو تو ایسی قوت ایسی سرداری، ایسی پیری چاہے وہ ظاہر میں کلیم اللہ کے طور طریقے کی مانند نظر کیوں نہ آتی ہو قوم کے حق میں لعنت ہے اور غلام قوموں کی بیماری میں سب سے بڑی بیماری یہ ہے کہ اس کے راہنما چاہے وہ کسی میدان میں کیوں نہ ہوں پوشیدہ طور پر غیر ملکی اور قوم کو غلام بنانے والے آقاؤں سے ملے ہوئے ہوتے ہیں جس سے پوری قوم غلامی کے شکنجے میں ایسی جکڑی جاتی ہے کہ نکل نہیں سکتی ۔

غلاموں کی نماز

(ترکی وفد ہلال احمر لاہور میں)

کہا مجاہد ترکی نے مجھ سے بعدِ نماز
طویل سجدہ ہیں کیوں اس قدر تمہارے امام

معانی: ترکی وفد ہلال احمر لاہور میں : ہلال احمر، سرخ ہلال، ہلال پہلے رات کے چاند کو کہتے ہیں ۔ عیسائیوں کی سرخ صلیب (ریڈ کراس کے مقابلے میں ترکوں نے مریضوں کی دیکھ بھال اور ضرورت مندوں کی امداد کے لیے سرخ ہلال (ریڈ کریسنٹ) کے نام سے ایک تنظیم قائم کی تھی جس کا وفد برصغیر کے مسلمانوں سے ملنے آیا ہوا تھا ۔ طویل: لمبا ۔ اس قدر: اتنے ۔ امام: نماز کا پیشوا ۔ ترکی: ایک مسلمان ملک کا نام، مجاہد: اللہ کی راہ میں جنگ کرنیوالا ۔

مطلب: ترکوں کی انجمن ہلال احمر کے وفد کے ارکان نے برصغیر کی کسی مسجد میں جب باجماعت نماز پڑھی تو نماز کی امامت کرانے والے پیش امام کو دیر تک سجدے میں گئے ہوئے دیکھ کر ایک ترکی مجاہد نے علامہ سے سوال کیا کہ تمہاری نمازوں کے امام اتنے لمبے سجدے کیوں کرتے ہیں ۔ حالانکہ تین دفعہ اس میں سبحان ربی الاعلی کہنے میں زیادہ دیر نہیں لگنی چاہیے ۔

وہ سادہ مردِ مجاہد، وہ مومنِ آزاد
خبر نہ تھی اسے کیا چیز ہے نمازِ غلام

مطلب: ترک جو کبھی کسی کے غلام نہیں رہے تھے علامہ کہتے ہیں کہ ترکی کے اس وفد کے ساتھ آنے والے مجاہدین (اللہ کی راہ میں لڑنے والوں) کو کیا معلوم تھا کہ نماز غلام کیا ہوتی ہے ۔ اگر خبر ہوتی تو وہ مرد مجاہد شاید یہ سوال نہ کرتا (یاد رہے اس وقت برصغیر انگریزوں کا غلام تھا) ۔

ہزار کام ہیں مردانِ حر کو دنیا میں
انھی کے ذوقِ عمل سے ہیں اُمتوں کے نظام

معانی: مردانِ حر: آزاد مرد ۔ ذوق عمل: عمل کی لذت ۔ امتوں : اقوام ۔ مقام: مرتبہ ۔
مطلب: جو لوگ آزاد ہوتے ہیں اور آزاد قوم کے فرد ہوتے ہیں انہیں نماز کے علاوہ اور ہزار کام بھی کرنے ہوتے ہیں کیونکہ قوموں کے مراتب عمل اور کام کرنے کی لذت سے حاصل ہوتے ہیں ۔ رزم ہو یا بزم، امن ہو یا جنگ ہر دور میں ان کے لیے ہزار قسم کی باتیں سوچنے اور کرنے کی ہوتی ہیں لیکن غلام ان ذمہ داریوں سے آزاد ہوتا ہے اور آقاؤں کی مرضی پر چلتا ہے ۔ خود بے حس اور بے ذوق عمل ہوتا ہے ۔

بدن غلام کا سوزِ عمل سے ہے محروم
کہ ہے مرور غلاموں کے روز و شب پہ حرام

معانی: سوز عمل: کام کرنے کی حرارت ۔ محروم: بے نصیب ۔ مرور: گزرنے کا عمل ۔ روز و شب: دن رات ۔
مطلب: غلاموں کا جسم کام کرنے یا عمل کی حرارت سے بے نصیب رہتا ہے ۔ سوائے غلامی کے اور اپنے آقاؤں کی مرضی میں ہاں سے ہاں ملانے کے اور انہیں کیا کام ہوتا ہے ۔ ان کی زندگیوں کے دن رات اس طرح نہیں گزرتے جس طرح آزاد لوگوں کے گزرتے ہیں بلکہ ان پر ان کے دن رات کا گزرنا ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کسی حرام چیز کا کھا لینا ۔ یعنی ان کے دن رات بے کار گزرتے ہیں ۔

طویل سجدہ اگر ہیں تو کیا تعجب ہے
ورائے سجدہ غریبوں کو اور کیا ہے کام

معانی: طویل سجدہ: لمبا سجدہ ۔ تعجب: عجیب ہو۔ ورائے سجدہ: سجدے کے سوا۔

مطلب: اگر برصغیر کے غلام مسلمانوں کے امام نماز میں لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں تو آزاد قوموں کے ترک مجاہدوں کو حیران نہیں ہونا چاہیے کیونکہ آزاد قوم کے لوگوں کے لیے تو ہزاروں سینکڑوں کام کرنے کو ہوتے ہیں ۔ ان بے چارے غلام قوم کے اماموں کو سوائے نماز پڑھانے اور ان میں لمبے سجدے کر کے وقت گزارنے کے اور کیا کام کرنا ہے

خدا نصیب کرے ہند کے اماموں کو
وہ سجدہ جس میں ہے ملت کی زندگی کا پیام

معانی: ملت: مسلمان قوم ۔ پیام: پیغام ۔ امام: نماز پڑھانے والا ۔

مطلب: علامہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ ہندوستان کے پیش اماموں کو نماز میں ایسے سجدے کرنے کی توفیق ہو جس میں طوالت بے شک نہ ہو لیکن زندگی کا پیغام ضرور ہو اور جب وہ سبحان ربی الاعلی (سب سے اعلیٰ رب کی پاکی کی بات کریں) تو قوم کو واقعی درس دیں کہ سب سے اعلیٰ اور ارفع جس کی غلامی کا شرف حاصل کرنا چاہیے خدا کی ذات ہے نہ کہ دنیا کے افراد اور اقوام ۔ اس لیے انہیں انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنی چاہیے ۔

فلسطینی عرب سے

زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ
میں جانتا ہوں وہ آتش ترے وجود میں ہے

معانی: سوز: حرارت ۔ فارغ: خالی ۔ آتش: آگ ۔ وجود: جسم ۔

مطلب: عربوں نے صحرائے عرب سے اٹھ کر ایمان کے زور پر اقوام عالم پر فتح یاب ہو کر مدت تک حکومت کی ہے ۔ آزادی کی حرارت عربوں کے گھٹی میں موجود ہے ۔ اس تناظر میں علامہ کہتے ہیں کہ فلسطین کے عربو! میں جانتا ہوں کہ تمہارے جسموں میں وہ آگ موجود ہے جس نے کبھی فارس اور روما کے تخت الٹ دیے تھے لیکن یہ تمہارے انگریز حاکم (جو پہلی جنگ عظیم میں ترکوں کی شکست کے بعد فلسطین پر قابض ہو گئے تھے اور انھوں نے وہاں یہودیوں کو اس لیے بسانا شروں کر دیا تھا کہ اس ملک فلسطین میں یہودیوں کی ایک آزاد ریاست اسرائیل کے نام سے قائم کی جائے گی) تمہاری تقریروں اور تحریروں اور مطالبوں سے تمہیں آزاد نہیں کریں گے اور یہودیوں کو تمہارے ملک میں لا کر بسانے سے باز نہیں آئیں گے تاوقتیکہ تم اسی سوز اور آگ سے کام نہ لو گے جو تمہاری سرشت میں موجود ہے ۔

تری دوا نہ جنیوا میں ہے، نہ لندن میں
فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے

معانی: دوا: علاج ۔ جنیوا: یورپ کے ایک ملک سوءٹزرلینڈ کا دارالحکومت جہاں اقوام متحدہ کا مرکز تھا ۔ لندن: انگریز حاکم کا دارلحکومت ۔ رگ جاں: جان کی رگ ۔ پنجہ یہود: یہودی کا پنجہ ۔

مطلب: تیرا علاج جہاد میں پوشیدہ ہے ۔ اپنے بدن کی حرارت کو عمل میں لا کر آزادی حاصل کرنے میں ہے نہ اس میں کہ تو جنیوا میں جا کر اقوام متحدہ سے فریاد کرے یا انگلستان میں جا کر انگریزوں کی منت کرے کہ وہ تمہارے ملک میں یہودیوں کو لانے اور لا کر بسانے

سے باز رہیں ۔ وہاں تمہاری بات کوئی نہیں سنے گا ۔ کیونکہ ان اہل مغرب کی جان کی رگ جو اقوام متحدہ بنائے بیٹھے ہیں یا انگریزوں کی جان کی رگ جو تمہارے ملک کے حاکم بنے ہوئے ہیں یہودیوں کے پنجے میں ہے ۔ کیونکہ یورپ کے سارے ملکوں خصوصاً مغربی ملکوں کی تجارت ، صنعت اور اقتصادیات پر یہودی قابض ہو چکے ہیں اس لیے انگریز وہ کچھ کریں گے اور اقوام متحدہ وہ کچھ کرے گی جو یہودی چاہیں گے ۔ اس لیے اقوام متحدہ یا انگلستان کے پیچھے دوڑنے کی بجائے اپنی خودداری سے کام لو اور اپنی جدوجہد کے سوز سے انگریزوں اور یہودیوں کو اپنے ملک سے باہر پھینک دو ۔

سنا ہے میں نے غلامی سے اُمتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذّتِ نمود میں ہے

معانی: نجات ۔ چھٹکارا ۔ خودی: خودشناسی، خودآگاہی ۔ لذت نمود: عمل میں لانے کی لذت ۔

مطلب: علامہ کہتے ہیں کہ میں نے تجربہ کار، اور بزرگ لوگوں سے یہ بات سن رکھی ہے کہ اگر کوئی غلام قوم غلامی سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہے تو اسے پہلے اپنے اندر اپنی خودی کو بیدار کرنا چاہیے اپنی خودآگاہی حاصل کر کے اپنی قوتوں اور صلاحیتوں سے آشنا ہونا چاہیے اور پھر ان کو عمل میں لا کر آقاؤں اور مالکوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا چاہیے ۔ اس میں آزادی کا راز پوشیدہ ہے ۔ اقوام متحدہ یا انگریزوں کے سامنے مطالبات پیش کرنے سے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا ۔

مشرق و مغرب

یہاں مرض کا سبب ہے غلامی و تقلید
وہاں مرض کا سبب ہے نظام جمہوری

معانی: یہاں: یعنی مشرق میں ۔ وہاں: یعنی مغرب میں ۔ مرض: بیماری ۔ تقلید: پیروی ۔ نظام جمہوری: ایسا سیاسی نظام جس میں بندوں کی منتخب شدہ حکومت بندوں پر ہوتی ہے اور خدا کی حاکمیت اس میں سے غائب کر دی جاتی ہے ۔
مطلب: علامہ کہتے ہیں کہ مشرق اور مغرب دونوں بیماریوں میں مبتلا ہیں ان سے لوگوں کی فلاح نہیں ہو سکتی ۔ مشرق کی بیماری یہ ہے کہ یہاں کی قومیں غلامی پر رضا مند ہیں اور زندگی کے ہر شعبہ میں اپنے آقاؤں کی پیروی کر رہی ہیں ۔ اور مغرب میں ایک ایسا جمہوری نظام قائم ہے جہاں خدا کی بادشاہت کی بجائے بندوں کی بادشاہت قائم کر دی گئی ہے ۔ اور اس کا نظام جمہوریت رکھ دیا گیا ہے جس کا مطلب ہے بندوں کی حکومت بندوں پر بندوں کی طرف سے انتخاب حکومت کے ذریعے ۔

نہ مشرق اس سے بری ہے، نہ مغرب اس سے بری
جہاں میں عام ہے قلب و نظر کی رنجوری

معانی: بری: نجات یافتہ، آزاد ۔ قلب و نظر کی رنجوری: دل اور نظر کی بیماری ۔
مطلب: مشرق میں اگر لوگ غلامی پر رضا مند ہیں اور اپنے آقاؤں کی تقلید کر رہے ہیں اور مغرب میں اگر بے خدا جمہوری نظام قائم ہے اور دونوں ان بیماریوں سے آزاد اور نجات یافتہ نہیں ہیں تو اس کا سبب صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ دونوں خطوں کے لوگوں کے دل اور نظر بیماری میں مبتلا ہیں ۔ نہ وہ صحیح دیکھتے ہیں اور نہ صحیح محسوس کرتے ہیں فقط شکم پروری اور تن زیبی میں لگے ہوئے ہیں دل کی قوت اور نظر کی صلاحیت کو بھول چکے ہیں ۔ اگر انکے اور دل و نظر بیدار ہو جائیں تو دونوں خطوں کی قوموں کی بیماریاں دور ہو جائیں ۔

نفسیاتِ حاکمی

(اصلاحات)

یہ مہر ہے بے مہری صیاد کا پردہ
آئی نہ مرے کام مری تازہ صفیری

معانی: نفسیاتِ حاکمی: حکومت کرنے کی ذہنیت ۔ اصلاحات: انگریزوں نے برصغیر کے لوگوں کو اصلاحات کے نام پر کچھ سیاسی مراعات دی تھیں جن کو یہاں کے لوگوں نے بڑا غنیمت سمجھا تھا حالانکہ وہ حاکموں کی اپنی حاکمیت کے عرصہ کو دراز کرنے ہی کی ایک اسکیم تھی ۔ مہر: محبت، مہربانی ۔ بے مہری: جفا، ظلم ۔ صیاد: شکاری ۔ پردہ: رازکی بات ۔ قفس: پنجرہ ۔ اسیر: قیدی ۔ کام نہ آئی: میرا کان نہ بنا سکی ۔ تازہ صفیری: تازہ نوا، نئی آواز، میرا کلام، میری شاعری ۔
مطلب: علامہ نے یہاں باغ، پرندہ، شکاری، پنجرہ اور پرندے کی آواز کی علامات سے حاکم قوم کی حاکمانہ ذہنیت کی بات سمجھائی ہے ۔ انگریزوں نے مختلف وقتوں میں برصغیر کے لوگوں کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لیے جو اصلاحات نافذ کی تھیں اور جن کی بنا پر وقتی طور پر غلاموں کا جوش نرم اور حاکموں کی حاکمیت طویل ہو گئی تھی ۔

رکھنے لگا مرجھائے ہوئے پھول قفس میں
شاید کہ اسیروں کو گوارا ہو اسیری

معانی: قفس: پرندے کا پنجرہ ۔ اسیروں: قیدیوں ۔ گوارا: برداشت ۔ اسیری: قید ۔
مطلب: اس عمل کو سمجھاتے ہوئے علامہ کہتے ہیں کہ یہ تو ایسے ہی ہوا ہے جیسا کہ صیاد کسی قیدی پرندے کو پنجرہ میں زیادہ دیر تک رکھنے اور اسکی اس تسلی کے لیے کہ شاید وہ باغ کی آزاد فضا ہی میں ہو مرجھائے ہوئے پھول رکھ دیتا ہے ۔ بہ ظاہر تو یہ اس پرندے پر مہربانی نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں اس پر ظلم ہوتا ہے کیونکہ اس طرح وہ قید سے مزید مانوس ہو جاتا ہے اور اسے پسند کرنے لگتا

ہے برصغیر کے لوگوں کے ساتھ بھی انگریزوں نے وہی عمل کیا جو شکاری پرندے کے ساتھ کرتا ہے اور ان کو اصلاحات کے کچھ تحفے دے کر غلامی پر رضامند کرنے پر آمادہ کر لیا۔ یہ دراصل ان لوگوں پر مہربانی نہیں تھی بلکہ ظلم تھا کیونکہ اس سے غلام کی قید اور طویل ہو گئی اور جو آوازیں ان لوگوں نے یا علامہ نے اپنی شاعری کے ذریعے نکالی تھیں وہ سب بے اثر ہو کر رہ گئیں۔ اور لوگوں نے اصلاحات انگریز کو آزادی کا بدل سمجھ کر گلے سے لگا لیا۔

محراب گل افغان کے افکار

(1)

میرے کہستاں! تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں
تیری چٹانوں میں ہے میرے اَب و جد کی خاک

تعارف: محراب گل ایک افغانی کا نام ہے ۔ یہ ناول اور افسانہ کے کرداروں کی طرح ایک فرضی کردار کا نام ہے ۔ جس کے ذریعے علامہ نے پٹھانوں (افغانوں) کی خودی بیدار کرنے کی کوشش کی ہے ۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اگر سرحد کے غیور افغان اپنی خودی کو پہچان کر اٹھ کھڑے ہوں تو برصغیر کو انگریزوں سے آزاد کرانا آسان ہو گا اس عنوان کے تحت اقبال نے بیس نظمیں لکھی ہیں ۔ معانی: کہستان: پہاڑوں کا سلسلہ ۔ اب و جد کی خاک: باپ دادا کی قبریں ۔

مطلب: اے میرے سامنے پھیلے ہوئے پہاڑوں کی سلسلے میں تجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا کیونکہ تو میرا ہی نہیں میرے باپ دادا کا بھی مولد اور وطن اور میرے باپ دادا کی مٹی کا توامین ہے ۔ یعنی ان کے جسم تیری مٹی میں دفن ہیں ۔

روزِ ازل سے ہے تو منزلِ شاہین و چرغ
لالہ و گل سے تہی ، نغمہَ بلبل سے پاک

معانی: روز ازل: آغاز دنیا سے ۔ شاہیں: باز، شہباز ۔ چرغ: باز کی طرح کا ایک شکاری پرندہ جو چیلوں سے لڑتا ہے ۔ لالہ و گل: لالہ اور گلاب کا پھول ۔ تہی: خالی ۔ نغمہ بلبل: بلبل کی آواز ۔

مطلب: جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اے میرے پہاڑی سلسلہ تو شہبازوں اور چرغوں کا وطن رہا ہے اور تیری فضا لالہ و گلاب کے پھولوں سے خالی اور بلبل کے نغموں سے پاک رہی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ تیری فضا میں نرم و نازک لوگ نہیں ۔ بہادر اور مضبوط لوگ

پیدا ہوتے ہیں ایسے لوگ جو خود کسی کا شکار نہیں ہوتے بلکہ دوسروں کو شکار کرتے ہیں ۔ جو آزادی کے دلدادہ اور غلامی سے بیزار ہیں ۔

تیرے خم و پیچ میں میری بہشتِ بریں
خاک تری عنبریں ! آب ترا تاب ناک

معانی: خم و پیچ: بل کھاتی ہوئی ٹیڑھی راہیں ۔ بہشت بریں : اعلیٰ بہشت ۔ خاک: مٹی ۔ عنبریں : عنبر ایک خوشبودار مادہ، مراد عنبر کی خوشبو والا ۔ آب: پانی ۔ تابناک: چمکیلا ۔

مطلب: اے میرے پہاڑوں کے سلسلے تیری ٹیڑھی ترچھی اور بل کھاتی ہوئی راہوں کو میں اپنی اعلیٰ جنت سمجھتا ہوں ۔ تیری مٹی میرے لیے عنبر کی مانند خوشبودار ہے اور تیرا پانی میرے لیے چمکیلا ہے ۔

باز نہ ہو گا کبھی بندہَ کبک و حمام
حفظِ بدن کے لیے روح کو کر دوں ہلاک

معانی: باز: شاہین ۔ بندہ: غلام ۔ کبک: تیتر ۔ حمام: کبوتر ۔ حفظ بدن: بدن کی حفاظت کے لیے، بدن یا پیٹ کی خاطر ۔

مطلب: محراب گل نے اپنے پہاڑی سلسلے میں رہنے والے لوگوں کو باز سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ وہ شاہین کی طرح دوسروں کا شکار کرنے والے ہیں ۔ اور تیتر اور کبوتر کی طرح نہیں جو باز کا شکار ہو جاتے ہیں ۔ ایسے غیرت مند لوگ جو شاہین کی طرح خود کبوتروں اور تیتروں کا شکار کرتے ہیں ۔ تیتروں اور کبوتروں کے غلام کیسے ہو سکتے ہیں ۔ ان کے غلام وہ اشخاص ہوتے ہیں جو اپنی روح کی قیمت پر اور اسے ہلاک کر کے اپنے بدن اور پیٹ کو پالتے ہیں جس طرح کہ وہ لوگ کر رہے ہیں جو انگریز کے خطاب ، جاگیریں اور انعامات حاصل کرنے کے لیے اپنی روحانی قدروں کو داوَ پر لگا دیتے ہیں اور اپنے بدن کی زینت اکٹھی کر لیتے ہیں ۔ یعنی دنیاوی مال و دولت ۔

اے مرے فقرِ غیور فیصلہ تیرا ہے کیا

خلعتِ انگریز یا پیرہنِ چاک چاک

معانی: فقر غیور: غیرت والے فقیر۔ خلعت انگریز: انگریز حاکم کا دیا ہوا قیمتی لباس ۔ پیرہن چاک چاک: پھٹا ہوا لباس ۔

مطلب: کلام اقبال پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ فقر دو قسم کا ہے ۔ ایک فقر تنگ دستی اور اس کی وجہ سے احتیاج اور گداگری کا نام ہے ۔ دوسرا فقر وہ ہے جو بے نیاز ہے ۔ وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا ہر کوئی اس کا محتاج ہوتا ہے ۔ اب اقبال اپنے اس فقر سے بہ زبان محراب گل افغان پوچھتے ہیں کہ تجھے بے احتیاج فقر قبول ہے یا انگریز حاکم کی خدمت کر کے اس سے قیمتی لباس پہننا پسند ہے ۔ فقر بے احتیاج میں بوریائے فقر اور پھٹا ہوا لباس تو ضرور ہو گا لیکن دل ہر چیز سے بے نیاز ہو گا ۔ اب تو ہی بتا کہ تجھے انگریز حاکم کی خدمت کر کے قیمتی لباس چاہیے یا آزاد رہ کر بوریائے فقیری اور لباس فقیری پسند ہے ۔ فقر غیور لازماً چاک چاک لباس کو انگریز کی عطا کی ہوئی خلعت پر ترجیح دے گا ۔

محراب گل افغان کے افکار

(۲)

حقیقت ازلی ہے رقابتِ اقوام
نگاہِ پیرِ فلک میں نہ میں عزیز، نہ تو

معانی: حقیقت ازلی: ہمیشہ کی حقیقت، جب سے جہان پیدا ہوا ہے اس وقت سے حقیقت ۔ رقابت: دشمنی ۔ نگاہ پیر فلک: بوڑھے آسمان کی نگاہ میں ۔ عزیز: پیارا ۔

مطلب: جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہ حقیقت موجود ہے کہ ایک قوم دوسری قوم کی دشمن رہی ہے اور دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتی رہی ہے اور کرتی ہے اور جو قوم مضبوط ارادے اور عمل والی ہوتی ہے وہ دوسرے پر بازی لے جاتی ہے ۔ اے مخاطب اس بوڑھے آسمان کی نظر میں کوئی فرد یا کوئی قوم پیاری نہیں ۔ کامیابی اس کو نصیب ہوتی ہے جو عمل میں بڑھ چڑھ کر ہے ۔ قوت میں زیادہ ہے اپنے ارادے اور ایمان میں مضبوط ہے ۔

خودی میں ڈوب، زمانے سے ناامید نہ ہو
کہ اس کا زخم ہے درپردہ اہتمامِ رفو

معانی: درپردہ: پوشیدہ طور پر: اہتمام رفو: سینے کا بندوبست ۔

مطلب: فرد اور قوم کی ترقی اور وجود کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی خودی یعنی خود معرفتی یا خود آگاہی میں ڈوبی ہوئی ہو ۔ جو فرد یا جو قوم خود آگاہ ہوگی اگر زمانہ اسے زخم بھی لگائے گا تو خودی کے زور پر وہ اس زخم کو سی لے گی اس لیے زمانے کی شکایت کرنے کی بجائے فرد یا قوم کو خودی سے آشنا ہونا چاہیے جو ہر زخم زمانہ کا علاج ہے ۔

رہے گا تو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا

اُتر گیا جو ترے دل میں لا شریک لہ

معانی: یگانہ و یکتا: بے مثل اور اکیلا ۔ لا شریک لہ: اس کا یعنی اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ، وہ واحد اور بے مثل ہے ۔ توحید ۔

مطلب: اگر تیرے دل میں یہ بات سما جائے کہ اللہ واحد ہے وہ اکیلا ہے اس کی مثل کوئی نہیں ہے اور تو اس نظریہ توحید پر پوری طرح کاربند ہو جائے تو اے مسلمان اقوام عالم میں تو بھی سربلند برگزیدہ اور بے مثل رہے گا ۔ تیری ہمسری اور برابری کرنے والا کوئی اور نہیں ہو گا ۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ انتم الاعلون ان کنتم مومنوں ، کہ تمہیں سب پر حاوی ہو گے اگر تم مومن ہو گے اور مومن وہ ہے جو زبان اور دل سے کلمہ توحید کا اقرار کر کے اپنی زندگی کو بھی اس کے مطابق بنائے ۔

محراب گل افغان کے افکار

(۳)

تری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تو بدل جائے

مطلب: علامہ نے اس شعر میں دعا کا ایک عجیب نکتہ پیش کیا ہے ۔ دعا کرنے سے یہ ضروری نہیں کہ جس قضا کو تو بدلنا چاہتا ہے وہ بدل جائے لیکن یہ تو ممکن ہے کہ اس کو بدلنے کے لیے جس عزم اور عمل کی ضرورت ہوتی ہے وہ تجھ میں پیدا ہو جائے اور تیرا یہ ارادہ اور تیرا یہ عمل تیری آرزو کے مطابق نتاءج برآمد کرے ۔ اس لیے دعا بھی کرتا رہ اور عمل سے بھی غافل نہ رہ ۔

تری خودی میں اگر انقلاب ہو پیدا
عجب نہیں ہے کہ یہ چار سو بدل جائے

معانی: انقلاب: بڑی تبدیلی ۔ خودی: خودی خودشناسی ۔ چارسو: چاروں طرفیں ۔
مطلب: اگر تیری خودی مردہ ہو چکی ہے تو اس کو زندہ کرنے سے اور اس میں تبدیلی پیدا کرنے سے اگر تیری آرزو کے مطابق تیرا ماحول اور تیری چاروں طرفیں یعنی سارا جہاں ہو جائیں تو کوئی عجیب بات نہیں ۔ تبدیلی کا انحصار تیری خود آگاہی اور اپنے آپ کو پہچان کر اپنا مقام حاصل کرنے میں ہے ۔

وہی شراب، وہی ہائے و ہو رہے باقی
طریق ساقی رسمِ کدو بدل جائے

معانی: ہائے و ہو: رندوں کا شور مستانہ ۔ طریق ساقی: پلانے والے کا طریقہ ۔ رسم کدو: پیالے کا انداز ۔

مطلب: اگر تیری خودی میں انقلاب آجائے تو شراب پلانے والے کا پلانے کا طریقہ اور پیالوں کا صراحیوں میں شراب بھرنے کا اندازبدل جائے گا اگرچہ شراب وہی ہوگی اور شرابیوں کی ہائے و ہو (شور مستانہ) بھی وہی رہے گی ۔ اس شعرمیں میخانے کی علامات استعمال کر کے یہ بات سمجھائی ہے کہ تیری خودی میں انقلاب سے یا اس کے پیدا ہونے سے تجھ پر اللہ کا کرم ہو جائے گا اور ساقی ازل کی نگاہ کرم سے تیری شراب اور شراب پی کر تیرا مستانہ شور بھی رہے گا لیکن نتاءج مختلف ہوں گے ۔ وہی ارادہ اور وہی عمل بیداری خودی کے بعد نیا رنگ لائے گا ۔

تری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
مری دعا ہے تری آرزو بدل جائے

معانی: دعا: اللہ سے التجا ۔ آرزو: تمنا، خواہش ۔

مطلب: تیری دعا تو یہ ہے کہ جو تیرے دل کی آرزو یا خواہش ہے وہ پوری ہو جائے لیکن تیری آرزو چونکہ ایسی حالت میں ہوگی جب کہ تیری خودی بیدار نہیں ہوگی اس لیے نہ تیری خواہش صحیح ہوگی اور نہ دعا پورا ہونے پر اس کے نتاءج صحیح ہوں گے ۔ اس لیے میری دعا یہ ہے کہ تیری آرزو بدل جائے اور وہ اسی وقت بدل سکتی ہے جب تیری خودی میں انقلاب آجائے اور وہ مردگی اور پژمردگی ختم ہو جائے جو تجھ پر چھائی ہوئی ہے ۔ اور تیرے اندر خود کو بدلنے کی آرزو پیدا ہو جائے ۔

محراب گل افغان کے افکار

(۴)

کیا چرخِ کجرو، کیا مہر، کیا ماہ
سب راہرو ہیں واماندہَ راہ

معانی: چرخ کج رو: ٹیڑھی چال چلنے والا آسمان، عام عقیدہ ہے کہ زمانے کے انقلابات آسمان کی چال پر منحصر ہیں ۔ مہر: سورج ۔ ماہ: چاند ۔ رہرو: مسافر، راہ چلنے والا ۔ واماندہ راہ: راستہ میں پیچھے رہ جانے والا، تھکا ہوا ۔
مطلب: چاہے ٹیڑھی چال چلنے والا آسمان ہو اور چاہے سورج اور چاند ہوں سب راہ چلنے والے مسافر ہیں ۔ یہ سب کے سب اگرچہ سفر مسلسل کی وجہ سے تھکے ہوئے ہوتے ہیں لیکن پھر بھی چلتے رہتے ہیں ۔ مراد یہ ہے کہ زمانے میں کوئی شے بھی مستقل نہیں ہے ۔ کسی کی حالت ایک جیسی نہیں رہتی ۔ اشیا ایک حالت سے دوسری حالت میں اور مسافر ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف رواں دواں ہیں ۔ دنیا میں کوئی شے بھی ہمیشہ رہنے والی یا ساکن وثابت نہیں ہے ۔

کڑکا سکندر بجلی کی مانند
تجھ کو خبر ہے اے مرگِ ناگاہ

معانی: سکندر: قدیم یونان کا ایک فاتح ۔ بجلی کی مانند کڑکا: ملکوں کو تیزی میں فتح بھی کیا اور جلد مرگیا ۔ مرگ ناگاہ: اچانک موت ۔
مطلب: چونکہ زمانے کی کسی چیز کو بھی ثبات نہیں اس لیے علامہ نے دو ایسے فاتحین کا ذکر کیا ہے جن کا تعلق افغان علاقے کی فتح سے تھا اور جن میں سے ایک یعنی نادر خود افغان تھا اور بتایا ہے کہ باوجود اتنے بڑے فاتح ہونے کے دونوں فاتحین (سکندر اور نادر) کا اب نام ونشان باقی نہیں ۔ سکندر یونانی اپنے ملک سے بجلی کی طرح کڑکتا ہوا نکلا اس نے افغان علاقہ سمیت پنجاب تک کا علاقہ بھی فتح کر لیا، لیکن واپسی پر اچانک مرگیا ۔

نادر نے لوٹی دلی کی دولت
اک ضربِ شمشیر! افسانہ کوتاہ

معانی: نادر: ایران کا ایک بادشاہ جس نے مغلوں کے آخری دور میں دلی کو فتح کر کے قتل عام کیا۔ ضرب شمشیر: تلوار کی کاٹ ۔ افسانہ کوتاہ: قصہ مختصر۔

مطلب: سکندر کی طرح نادر شاہ بھی ایک عظیم فاتح تھا ۔ اس نے دورزوال کے مغل بادشاہ محمد شاہ کے زمانے میں دلی کو فتح کیا۔ اسے برباد کیا اس کی دولت لوٹی اس کے باشندوں کا قتل عام کیا لیکن چند سال بعد اپنے امیروں کی سازش کی بنا پر انہیں کے ہاتھوں قتل ہوگیا۔ ایک تلوار کے وار نے اس کی سلطنت اور زندگی کا قصہ مختصر کر دیا۔

افغان باقی! کہسار باقی
الحکم للہ! الملک للہ

معانی: کہسار: پہاڑوں کا سلسلہ ۔ الحکم للہ: حکم اللہ کا ہے ۔ الملک للہ: ملک اللہ کا ہے ۔

مطلب: یہ بات سچ ہے کہ سکندر اور نادر نے یا ان جیسے اور فاتحین نے بڑی بڑی فتوحات کیں بڑے بڑے ملکوں اور بڑی بڑی قوموں کو اپنے زیر نگیں کیا لیکن آج ان کا نام ونشان باقی نہیں ۔ البتہ دنیا ابھی تک اسی طرح باقی ہے ۔ دنیا کی قومیں باقی ہیں جیسا کہ اے افغانوں تمہارے پہاڑوں کا سلسلہ باقی ہے ۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اصل بادشاہی اللہ کی ہے جو قائم و دائم ہے ۔ ملک اور ان پر حقیقی حکمرانی بھی اس کی ہے اور حکم بھی اسی کا چلتا ہے ۔ باقی سب کی سلطنت فانی اور سب کا حکم عارضی ہے ۔

حاجت سے مجبور مردانِ آزاد
کرتی ہے حاجت شیروں کو رُوباہ

معانی: حاجت: احتیاج، ضرورت ۔ روباہ: لومڑی، بزدل اور مکار بن جانا ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ نے ایک اصول بیان کیا ہے کہ احتیاج اور ضرورت ایک ایسی نامراد شے ہے کہ اس کو پورا کرنے کے لیے بعض اوقات آزاد لوگ بھی دوسروں کے غلام بن جاتے ہیں ۔ یہ احتیاج ایسی بری چیز ہے کہ شیروں کو لومڑی بنا دیتی ہے اور لوگ اپنے آقاؤں کی خوشامد کر کے اپنی خودی کو چھوڑ کر اور اپنی بہادری اور آزادی کو ایک طرف رکھ کر اپنی احتیاجات پوری کرنے لگ جاتے ہیں ۔

محرم خودی سے جس دم ہوا فقر
تو بھی شہنشاہ، میں بھی شہنشاہ

معانی: فقر اگر احتیاج کی بنا پر اپنے مقام سے گر نہ جائے اور اپنے مقام سے آگاہ ہو اور اپنی خود معرفتی و خود شناسی سے واقف ہو تو پھر وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا دوسرے اس کے محتاج ہو جاتے ہیں ۔ فقیر اللہ کی تسلیم و رضا پر بھروسا کئے ہوئے اپنی زندگی بسر کرتا ہے ۔ ایسا درویش دیکھنے میں بوریائے فقر پر بیٹھا ہو گا ۔ پھٹا ہوا لباس اس کے تن پر ہو گا بال اس کے بکھرے ہوئے ہوں گے لیکن وہ اپنی احتیاج کسی کے پاس نہیں لے جائے گا صرف اللہ پر بھروسہ رکھے گا اور یہ چیز اسے بادشاہوں کا بادشاہ بنا دیتی ہے ۔

قوموں کی تقدیر وہ مردِ درویش
جس نے نہ ڈھونڈی سلطاں کی درگاہ

معانی: مرد درویش: فقیر، ولی، صوفی ۔ درگاہ: بارگاہ، دربار ۔

مطلب: کلام اقبال کا یہ خاص موضوع ہے کہ جو فقیر مرد ہوتا ہے وہ اللہ کے سوا ہر کسی سے بے نیاز ہوتا ہے ۔ اور تسلیم و رضائے الہٰی پر پہنچ کر خود میں ایسی قوتیں پیدا کر لیتا ہے کہ اس کی نگاہ سے تقدیریں بدل جاتی ہیں ۔ افسوس آج اس قسم کے بے نیاز، بے احتیاج اور خدا رسیدہ فقیر نہیں رہے بلکہ ایسے درویش رہ گئے ہیں جو نفس پرست، دنیادار اور جاہ حشمت سے مرعوب ہونے والے ہیں اور اپنی دنیاوی اور نفسانی اغراض کے لیے سرکاری درباری ماحول میں جانا پسند کرتے ہیں ۔ ایسے درویش مسلک فقر کے لیے

باعث ذلت ہیں اس کے برعکس ایسا درویش جو بارگاہ میر و سلطاں سے بے نیاز ہو بلکہ میر و سلطاں اس کے آستانہ پر حاضری دینے اور اس کی قدم بوسی کو فخر سمجھتے ہوں وہ افراد و اقوام کی قسمت اللہ کی عطا کی ہوئی قوتوں سے ایک نظر میں بدل سکتا ہے

محراب گل افغان کے افکار

(۵)

یہ مدرسہ یہ کھیل یہ غوغائے رَوا رَو
اس عیشِ فراواں میں ہے ہر لحظہ غمِ نو

معانی: غوغائے روارو: بھاگ دوڑ کا شوروغل ۔ عیش فراواں : زیادہ خوشی ۔ لحظہ: لمحہ ۔ غم نو: نیا غم ۔

مطلب: اس شعر میں جدید مدرسوں کے بات کرتے ہوئے علامہ بزبان محراب گل افغان کہتے ہیں کہ اس میں اس علم کا فقدان ہے جو انسان کو اپنی معرفت سکھاتا ہے اور آدمی کو جانور نہیں بننے دیتا اور اس کے نتیجے میں ان مدرسوں میں کھیل کود اور دوڑ دھوپ کا شوروغل زیادہ ہے ۔ طالب علم اس کھیل کود کے ماحول کو خوشی کا بڑا سامان سمجھتے ہوئے اسی میں گم ہو کر رہ جاتا ہے اور یہ عیش وقتی طور پر تو اس کے دل کو خوش رکھتا ہے لیکن اس زندگی کو نئے نئے غموں سے آشنا کر دیتا ہے اور اس کی واحد وجہ علم کے مقاصد کا غلط ہونا ہے ۔

وہ علم نہیں زہر ہے اَحرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جو

معانی: احرار: آزاد لوگ ۔ دو کف جو: جو کی دو مٹھیاں ، دو روٹیاں ، پیٹ کا دھندہ ۔

مطلب: مغربی علوم جو ہماری درسگاہوں میں پڑھائے جاتے ہیں ان کا مقصد طالب علموں کو روح سے آشنا کرانا نہیں بدن پالنے کے طریقے سکھانا ہے ۔ ہمارے مدرسے جو تعلیم دے رہے ہیں وہ تن پروری اور شکم بھری کے لیے ہے ۔ انسانی اقدار پیدا کرنے کے لیے نہیں ہے ۔ یہ علم بندہ آزاد کے حق میں زہر کا کام کرتا ہے ۔ اسکے اندر سے آزادی کے جذبے کو کھینچ کر لے جاتا ہے اور اسے پیٹ کی غلامی اور اسکی وجہ سے اسے سرکار کی غلامی کرنا سکھاتا ہے ۔ یہ علم صرف دو جو کی روٹیوں کے لیے پڑھایا جاتا ہے ۔

یعنی تن پروری اور شکم پروری اور نوکری چاکری کرنے کے سوا اس کا کوئی فایدہ نہیں ۔ اس سے پیٹ بھرنے کے طریقے تو آجاتے ہیں لیکن سینہ بے نور ہو جاتا ہے ۔ تن اجلا ہو جاتا ہے اور من میلا ہو جاتا ہے اور جدید علم پڑھے ہوئے مسلمان اپنی اسلامی اقدار سے ناواقف انسان نما حیوان بن جاتے ہیں ۔

ناداں ! ادب و فلسفہ کچھ چیز نہیں ہے
اسبابِ ہنر کے لیے لازم ہے تگ و دو

معانی: ادب: شاعری اور دوسرے اصناف ادب ۔ فلسفہ: عقلی وفکری علم ۔ اسباب: سبب کی جمع ، وجہ ۔ ہنر: فن ۔ تگ و دو: دوڑ دھوپ، کوشش، ناداں : بے وقوف ۔
مطلب: اے بے وقوف شخص عقل وفکری علوم پڑھنے یا شعر و شاعری اور ادب کے دوسرے اصناف سیکھنے میں کوئی عقلی فائدہ نہیں ہے ۔ اس کے بجائے کوئی ہنر کوئی فن سیکھ اور اس کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کوشش کرے ایسے ہنر سیکھنے سے جس یورپی فکر و عمل کا منفی اثر نہ ہو انسان روزی کمانے کے قابل بھی ہو جائے اور انسان بھی رہے ۔

فطرت کے نوامیس پہ غالب ہے ہنر مند
شام اس کی ہے مانندِ سحر صاحبِ پرتو

معانی: نوامیس: جمع پوشیدہ راز ۔ غالب: مسلط، چھایا ہوا ۔ ہنر مند: ہنر والا ۔ مانند سحر: صبح کی طرح ۔ صاحب پرتو: دھوپ والا ۔ اجالے والا، روشنی والا ۔
مطلب: جو شخص ہنر جانتا ہے وہ قدرت کے پوشیدہ رازوں پر چھایا ہوا یا اس پر مسلط ہوتا ہے وہ اپنے ہنر سے قدرت کی اشیا سے مختلف کام لے لیتا ہے اس کی شام بھی اس کی صبح کی مانند روشن ہوتی ہے ۔ کاریگر ساری زندگی اپنے ہاتھ کی کمائی کی وجہ سے خوش حال رہتا ہے اور قدرت کے نئے نئے قوانین دریافت کر کے لوگوں کے لیے سودمند کام کرتا رہتا ہے ۔

وہ صاحب فن چاہے تو فن کی برکت سے
ٹپکے بدنِ مہر سے شبنم کی طرح ضو

معانی: صاحب فن: اہل فن، فن کا مالک ۔ بدن مہر: سورج کا جسم ۔ شبنم: اوس ۔ ضو: روشنی ۔

مطلب: اہل فن کو اللہ نے یہ قدرت علم ایجاد دی ہوئی ہوتی ہے کہ وہ ناممکن کو بھی ممکن کر سکتا ہے اور چاہے تو سورج کے جسم سے اس طرح روشنی ٹپکا دے جس طرح اوپر سے اوس ٹپکتی ہے ۔

محراب گل افغان کے افکار

(٦)

جو عالم ایجاد میں ہے صاحبِ ایجاد
ہر دور میں کرتا ہے طواف اس کا زمانہ

معانی: عالم ایجاد: ایجاد کی دنیا ۔ صاحب ایجاد: ایجاد کرنے والا، موجد ۔ طواف: پھیرے لینا، چکر کاٹنا ۔
مطلب: جو شخص ایجاد یعنی نئی نئی چیزیں دریافت کرنے اور بنانے والی دنیا سے تعلق رکھتا ہے اور جسے لوگ ایجاد کا مالک یا نئی نئی چیزوں کو دریافت کرنے والا یا موجد کہتے ہیں ہر زمانہ میں اس کی قدر و منزلت رہی ہے اور زمانہ اس کے پھیرے لیتا رہتا ہے یعنی اہل زمانہ میں وہ مشہور و مقبول رہا ہے ۔

تقلید سے ناکارہ نہ کر اپنی خودی کو
کر اس کی حفاظت کہ یہ گوہر ہے یگانہ

معانی: تقلید: پیروی ۔ ناکارہ: بے کار ۔ خودی: خود آگاہی ۔ گوہر: موتی ۔ یگانہ: بے مثل ۔
مطلب: اے شخص تو بھی نئی نئی چیزیں اور دنیا دریافت کرنے کی طرف دھیان دے ۔ محض اپنے زمانے کی پیروی نہ کر اور اندھا دھند اس کے پیچھے نہ چل ورنہ تیری خودی کا وہ گوہر جو بے مثل ہے بے کار ہو جائے گا ۔

اس قوم کو تجدید کا پیغام مبارک
ہے جس کے تصور میں فقط بزمِ شبانہ

مطلب: جو قوم کبھی راتوں کی عیش و عشرت میں مشغول تھی یعنی لہو و لعب میں مشغول اور بے عمل تھی اب اس کے دل میں بھی نئی دنیا آباد کرنے اور قدیم غلط روایات کی پیروی سے باز آنے کا خیال پیدا ہو گیا ہے ۔ یہ اس لیے نیک فال ہے ۔ خدا کرے وہ بھی اجتہاد کو جدید تقاضوں کے مطابق کرنے سے کام لے کر دوسری ترقی یافتہ قوموں کی صف میں شامل ہو جائے لیکن اس طرح کہ اپنا مرکز عقائد نہ چھوڑے ۔

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازۂ تجدید
مشرق میں ہے تقلیدِ فرنگی کا زمانہ

معانی: آوازہ: غلغلہ دھوم ۔ تجدید: نئی دنیا آباد کرنا ۔ تقلید فرنگی: اہل مغرب کی پیروی ۔

مطلب: اس سے پہلے شعر میں علامہ نے مشرقی اقوام خصوصاً مسلمانوں کو اس بات پر مبارک باد دی ہے کہ ان کے دلوں میں بھی قدیم زمانے کی اندھا دھند تقلید کی بجائے نیا جہان آباد کرنے اور نئی نئی ترقیاں کرنے کا خیال پیدا ہو رہا ہے لیکن اس مبارک باد کے ساتھ ساتھ یہ تنبیہ بھی کر رہے ہیں کہ یہ ترقی ایسی نہ ہو کہ ہم تہذیب، تمدن، ثقافت وغیرہ میں اہل مغرب کی پیروی کرنے لگیں اور ان کی طرح انسانی اقدار کو برباد کر بیٹھیں ۔ یہ ترقی اور تجدید اس طرز پر ہونی چاہیے کہ اپنی مذہبی اور انسانی اقدار بھی قائم رہیں اور ترقی بھی حاصل ہو جائے

محراب گل افغان کے افکار

(۷)

رومی بدلے، شامی بدلے، بدلا ہندوستان
تو بھی اے فرزندِ کہستاں اپنی خودی پہچان
اپنی خودی پہچان او غافل افغان

معانی: رومی: ملک روم کے باشندے ۔ شامی: ملک شام کے باشندے ۔ فرزند کہستان: پہاڑ کے بیٹے پہاڑوں میں رہنے والے ۔ خودی: خودآگاہی ۔

مطلب: اس پوری نظم میں اقبال نے محراب گل افغان کی زبان سے افغان قوم کو جو پہاڑوں اور اس کی وادیوں میں برصغیر کے شمالی حصے اور افغانستان میں رہتی ہے یہ پیغام دیا ہے کہ ہندوستان، روم اور شام کے ملکوں کے لوگ بدل رہے ہیں اور ترقی کی راہ پر گامزن نظرآتے ہیں تو بھی اے افغان اپنی شناخت کر، خود کو پہچان کہ تیرے اندر قدرت نے کیا طاقتیں اور صلاحتیں رکھی ہوئی ہیں اور ان سے کام لے کر تو بھی غلامی و محکومی اور غریبی و ناداری کی زندگی سے نکل اور دنیا کی قوموں کی ترقی یافتہ صفوں میں شامل ہو جا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اپنی قومی اور مذہبی شناخت کو نہ بھولے اور اہل مغرب کی پیروی کر کے ان جیسا نہ ہو جائے ۔

موسم اچھا، پانی وافر، مٹی بھی زرخیز
جس نے اپنا کھیت نہ سینچا، وہ کیسا دہقان
اپنی خودی پہچان او غافل افغان

معانی: وافر: ضرورت سے زیادہ ۔ زرخیز: اچھی فصلیں دینے والی ۔ کھیت سینچا: کھیت کو سنوارا ۔ دہقان: کسان ۔

مطلب: اے افغان! اللہ تعالیٰ نے تیرے علاقے کا موسم اور تیرے خطے کی زمین ایسی بنائی ہے کہ یہ سب کچھ اچھی فصلیں پیدا کرنے کے لیے بہت مفید ہے ۔ یہاں پانی ضرورت سے زیادہ ہے ۔ مٹی فصلیں اگانے کی بڑی اہلیت رکھتی ہے ۔ موسم ان فصلوں کو اگانے اور بڑھانے کے لیے بڑے سازگار ہیں ۔ ضرورت صرف محنت کی ہے ۔ اے خود کو بھول جانے والے اور اپنی طاقتوں اور صلاحیتوں کو بھلا دینے والے افغان خود کو پہچان اور ایک اچھے کسان کی طرح محنت کر کے اپنی زمین سے اچھی فصلیں لے ۔ جو کسان موافق حالات کے باوجود اپنی زمین کو فصلیں اگانے کے قابل نہ بنائے وہ بھی کیا کسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے ۔ اٹھ، اپنی غفلت چھوڑ اور زمین تیار کر محنت سے کام لے ۔ قدرت تیری جھولیاں بھر دے گی ۔

اونچی جس کی لہر نہیں ہے، وہ کیسا دریا
جس کی ہوائیں تند نہیں ہیں وہ کیسا طوفان
اپنی خودی پہچان او غافل افغان

معانی: تند: تیز ۔ طوفان: سیلاب، تلاطم ۔ لہر: موج ۔

مطلب: یہاں دریا اور طوفان کی مثالیں دے کر افغانوں کو احساس محرومی دلانے اور پھر ان کے اندر اس محرومی سے نکلنے کا سامان پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ محراب گل اپنی قوم کو کہتا ہے کہ جس دریا کی موجیں اونچی نہیں وہ دریا کہلانے کے قابل نہیں جس طوفان کی ہوائیں تیز نہیں وہ طوفان کہلانے کا مستحق نہیں تو اپنے دریا کی لہروں میں بلند موجیں پیدا کر اور اپنے طوفان حیات کی ہواؤں میں تیزی پیدا کر تا کہ تیرا جوہر بھی کھلے اور تو بھی کسی گنتی اور شمار میں آ سکے ۔ تیرے اندر سب صلاحتیں موجود ہیں ۔ کمی ہے تو یہ کہ تو اپنی طاقتوں اور صلاحیتوں سے آشنا نہیں ۔ ان کو پہچان اور غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا ۔

ڈھونڈ کے اپنی خاک میں جس نے پایا اپنا آپ
اس بندے کی دہقانی پر سلطانی قربان

اپنی خودی پہچان او غافل افغان

معانی: خاک: مٹی، زمین ۔ اپنا آپ پانا: اپنی طاقتوں اور صلاحیتوں کا پتہ چلانا ۔ دہقانی: کسانی ۔ سلطانی: شاہی ۔
مطلب: جس کسان نے اپنی طاقتوں اور صلاحیتوں سے کام لے کر اپنی زمین کو قابل کاشت بنایا اور اس میں سے فصلیں لے کر اپنی طاقتوں اور صلاحیتوں کی پہچان کی اس کی کسانی پر شاہی قربان کی جا سکتی ہے ۔ بادشاہ تو خراج کا محتاج ہے ۔ محصولات کا لینے والا ہے ۔ تو تو اس زمین کا مالک ہے جو فصلیں دیتی ہے اور غریب و امیر کو پالتی ہے اور بادشاہ تیرے محصولات اور تیرے خراج کے محتاج ہیں ۔ ضرورت اے افغان کسان صرف خودکی پہچان کرنے غفلت سے جاگنے اور الکم کرنے کی ہے ۔

تیری بے علمی نے رکھ لی بے علموں کی لاج

عالم فاضل بیچ رہے ہیں اپنا دین ایمان

اپنی خودی پہچان او غافل افغان

معانی: لاج رکھنا: عزت رہ جانا ۔ عالم فاضل: بہت پڑھے لوگ ۔
مطلب: سرحد کے غیور افغان جدید علم سے بے بہرہ ہیں اور عام پڑھائی بھی نہ پڑھے ہوئے کافی تعداد میں موجود ہیں ۔ البتہ قرآن کریم ناظرہ پڑھے ہوئے ہیں اس لیے انہیں پڑھا ہوا ہی کہنا چاہیے ۔ آج کے دور کے اہل علم اور عقل و دانش میں فضیلت رکھنے والے اپنے ایمان کو دنیا کے عوض بیچ رہے ہیں اور یاد رکھو اصل دولت ایمان ہے عمل بعد میں آتا ہے ۔ ایمان صحیح ہو گا تو عمل بھی کارآمد ہو گا ۔ محراب گل اپنی قوم سے کہہ رہا ہے کہ دور حاضر کے علمائے دین اور علمائے علوم جدید سے تو تم ان پڑھ بہتر ہو ۔ تمہارا ایمان تو پختگی کی حد تک سلامت ہے ۔ تمہاری بے علمی نے بے علموں کی عزت رکھ لی ہے ۔ اس لیے کہ لوگ سوچتے ہیں کہ جدید علوم پڑھنے سے یا ایسے علوم پڑھنے سے جن سے ایمان بک جائے کچھ نہ پڑھنا اچھا ہے ۔ اے افغان اپنی خودی کو پہچان اور اس کی حفاظت کر ۔ اصل چیز حفاظت خودی ہے جس علم سے خودی ختم ہو جائے اس سے نہ پڑھنا بہتر ہے ۔

محراب گل افغان کے افکار

(۸)

زاغ کہتا ہے نہایت بدنما ہیں ترے پر
شپرک کہتی ہے تجھ کو کورِ چشم و بے ہنر

معانی: زاغ: کوا ۔ بدنما: برے دکھائی دینے والا: شپرک: چمگادڑ، جس کو دن میں نہیں رات میں نظر آتا ہے ۔ کور چشم: اندھا پن ۔ بے ہنر: بے فن ۔

مطلب: کوا جو خود خوبصورت نہیں ہے شہباز کو کہہ رہا ہے کہ تیرے پر میری نظر کو اچھے نہیں ، برے لگتے ہیں ۔ اس لیے تو خوبصورت نہیں ہے ۔ چمگادڑ جسے خود رات کے وقت نظر نہیں آتا اس غلط فہمی میں ہے کہ میں بینا ہوں اور شاہین نابینا ہے ۔

لیکن اے شہباز یہ مرغانِ صحرا کے اچھوت
ہیں فضائے نیلگوں کے پیچ و خم سے بے خبر

معانی: فضائے نیلگوں: آسمان کی نیلی فضا ۔ پیچ و خم: رموز و اسرار ۔

مطلب: شاعر کہتا ہے کہ یہ پرندے جن کی حیثیت شہبازوں ، عقابوں اور شاہینوں کے مقابل صحرا کے پرندوں میں ایسی ہے جیسی کہ اونچے لوگوں کے مقابلے میں کم درجہ کے لوگوں کی ہوتی ہے ۔ ان کو کیا خبر کہ بلند پروازی اور تیز بینی کیا چیز ہوتی ہے ۔

ان کو کیا معلوم اس طائر کے احوال و مقام
رُوح ہے جس کی دمِ پرواز سرتا پا نظر

معانی: طائر: پرندہ ۔ احوال و مقام: حالات و مرتبہ ۔

مطلب: انہیں کیا خبر کہ اس نیلے آسمان کی بلندیوں پر اڑنے والے شاہین کی حالات اور مراتب کیا ہے ۔ یہ تو زمین سے چند گز اوپر تک کے فاصلے پر کبھی گئے ہی نہیں ان میں ایسی طاقت اور صلاحیت ہی نہیں اس لیے ان کی شاہین کے متعلق رائے بے حقیقت ہے ۔ فضائے نیلگوں کے رموز و اسرار اور پیچ و خم سے اور وہاں پرواز کی لذت سے یہ بے خبر ہیں ۔ انہیں بلند پرواز شہباز کے حالات و مراتب کا کیا علم ہے جس کی جان بلند پرواز مین بھی نظر آسمان پر ہوتی ہے ۔ جس کو وہ اندھا کہتے ہیں وہ ایسا بینا ہے کہ بہت بلندی سے بھی زمین پر کے ذرات کو دیکھ لیتا ہے اور اپنے شکار پر اس طرح جھپٹتا ہے جس جھپٹ کی لذت کی صحرا کے ان کمینے پرندوں کو خبر تک نہیں ۔ اس لیے اے افغان قوم کے فرزند خود کو پہچان اور کوا، چیل، کرگس ، چمگادڑ نہ بن شاہین بن اور ان کمینے جانوروں پر جھپٹ ۔

محراب گل افغان کے افکار

(۹)

عشق طینت میں فرومایہ نہیں مثلِ ہوس
پرِ شہباز سے ممکن نہیں پروازِ مگس

معانی: عشق: محبت کا ارفع اور پاکیزہ جذبہ ۔ ہوس: محبت کا پست اور ناپاک جذبہ ۔ طینت: سرشت، فطرت ۔ فرومایہ: کمینہ، پست ۔ پرِشہباز: باز کا پر ۔ پروازِ مگس: مکھی کی اڑان ۔

مطلب: اس شعر میں علامہ نے افغانی کی زبان سے محبت کے اعلیٰ ارفع اور پاک جذبہ کو جسے عشق کہتے ہیں ۔ شیطانی خواہشات اور جنسی لذتوں کی دلدادہ محبت کے کمینہ اور پست جذبہ کو ہوس کہتے ہیں شاہین اور مکھی کی مثال دے کر سمجھایا ہے جس طرح باز کے پر اسے بلند پروازی کی وجہ سے آسمان کی وسعتوں میں لے جاتے ہیں اور اسکے برعکس جس طرح مکھی کے پر اسے کم بلندی پر اڑان پر مجبور کرتے ہیں وہ گندگی پر بیٹھ کر خوش ہوتی ہے ۔ اسی طرح کا فرق عشق اور ہوس میں ہے ۔ عشق بلند پرواز شاہین کی طرح ہے اور کم پرواز مکھی کی مانند ہے ۔ عشق کی فطرت ارفع و بلند ہے ۔ ہوس کی فطرت پست اور کمینہ ہے ۔

یوں بھی دستورِ گلستاں کو بدل سکتے ہیں
کہ نشیمن ہو عنادل پہ گراں مثلِ قفس

معانی: دستور: آئین، اصول ۔ گلستاں: باغ ۔ نشیمن: گھونسلہ، آشیانہ ۔ عنادل: عندلیب کی جمع، بلبل ۔ گراں: بھاری ۔ مثل: مانند ۔ قفس: پنجرہ ۔

مطلب: اس شعر میں باغ، بلبل، پنجرہ، آشیانہ وغیرہ کی علامتوں سے آزادی اور درویشی کی بات سمجھائی گئی ہے ۔ پنجرہ تو بے شک بلبل کے لیے قید ہے لیکن اس کا گھونسلہ تو قید نہیں لیکن شاعر کہتا ہے کہ اپنی آزادی کو قائم رکھنے کے لیے اور درویش طبع بننے

کے لیے اپنے گھر بار کی فکر بھی نہیں کرنی چاہیے ۔ آزاد فضا میں درویش کی طرح کی بے نیازانہ زندگی گزارنی چاہئے اور قید خانہ سے بھی استغنا کی صورت پیدا کر لینی چاہیے ۔ باغ کا عام اصول اور قانون یہی ہے کہ اس میں بلبل اگر پنجرہ میں نہ ہو تو خود کو آزاد سمجھتی ہے لیکن آزاد منش لوگ اس آئین کو بھی بدل دیتے ہیں اور قید آشیانہ بھی برداشت نہیں کرتے ۔

سفر آمادہ نہیں منتظرِ بانگِ رحیل
ہے کہاں قافلۂ موج کو پروائے جرس

معانی: سفر آمادہ: سفر پر جانے کے لیے تیار ۔ منتظر: انتظار کرنے والا ۔ بانگ: آواز ۔ رحیل: کوچ ۔ قافلہ موج: لہر کا قافلہ ۔ جرس: گھنٹی جو قافلہ کے کوچ کے وقت بجائی جاتی ہے ۔

مطلب: جو شخص اپنے دل کا سفر کرنے کا جذبہ رکھتا ہو اور اس پر اس کا دل آمادہ ہو اور اسکے لیے بے قرار ہو وہ قافلہ سالار کی اس کوچ کی آواز کا انتظار نہیں کرتا جو قافلہ کو کوچ کے لیے تیار رہنے کی صدا لگاتا ہے کیا آپ نے پانی کی موج کو دریا کی لہر کو نہیں دیکھا ۔ کیا وہ اس گھنٹی کی آواز کا انتظار کرتی ہے جو قافلہ کے کوچ کے وقت بجائی جاتی ہے نہیں بلکہ وہ تو آواز کے انتظار کے بغیر ہی رواں دواں ہے ۔ اصل چیز وہ جذبہ ہے جو آدمی کو حرکت، عمل اور آزاد رہنے پر مجبور کرتا ہے وہ اس کے لیے کسی دوسرے کی مدد یا راہنمائی کا محتاج نہیں ہوتا ۔

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے
مردہ ہے! مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس

مطلب: اس شعر میں مدرسہ سے مراد وہ مدرسہ ہے جو انگریزوں نے اپنی تہذیب و ثقافت پھیلانے، مسلمانوں کو اسلام سے ناآشنا کرنے اور اپنی حکومت چلانے کے لیے نوکر چاکر پیدا کرنے کے لیے کھولے تھے ۔ ان مدرسوں میں جو طالب علم پڑھتے ہیں وہ اس لحاظ سے تو زندہ ہیں کہ انہیں سانس آ رہی ہے لیکن وہ اس لحاظ سے مردہ ہیں کہ ان کے سانس اپنے نہیں ۔ انگریزی تمدن و

معاشرت اور تہذیب وثقافت کی ہوا لیے ہوئے ہیں جس کی بنا پر ان کے دل مردہ، روح بے روح اور جان بے جان ہو چکی ہے ۔ البتہ ان کے تن زیب وزینت والے اور دماغ افکار سے غیر ضرور روشن ہو گئے ہیں ۔ یہ زندگی موت سے بھی بری ہے ۔

پرورش دل کی اگر مدِ نظر ہے تجھ کو
مردِ مومن کی نگاہِ غلط انداز ہے بس

معانی: پرورش: پالنا، تربیت کرنا ۔ مدنظر: نگاہ غلط انداز: ایسی نگاہ جو بے ارادہ پڑ جائے ۔

مطلب: جدید مدرسوں میں تن کی پرورش تو ہوتی ہے لیکن دل مر جاتے ہیں ۔ اگر اے جدید مدرسہ کے طالب علم تجھے اپنے دل کو پھر سے زندہ کرنے کی ضرورت ہے تو کسی مردِ مومن کو، کسی اللہ کے برگزیدہ چیدہ بندے کو یا درویش کو تلاش کر کے اس کی صحبت اختیار کر ۔ کیونکہ ایسے شخص کی بے ارادہ پڑی ہوئی نظر بھی حیوان کو انسان اور مردہ دل کو زندہ دل بنا دیتی ہے ۔ اور اگر وہ ارادے سے کسی پر نظر ڈالے تو پھر اس کی قسمت بیدار اسے کہاں تک پہنچا دے گی یہ وہی جان سکتے ہیں جن پر یہ نگاہ پڑی ہے اور جو آدمیوں میں روح و دل اور ایمان کے اعتبار سے سربرآوردہ ہو گئے ہیں ۔

محراب گل افغان کے افکار

(۱۰)

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا

شباب جس کا ہے بے داغ، ضرب ہے کاری

معانی: آنکھ کا تارا ۔ پیارا، ہر دلعزیز ۔ شباب: جوانی ۔ بے داغ: ہر گناہ سے پاک ۔ ضرب: چوٹ ۔ کاری: سخت ۔

مطلب: محراب گل اپنے قبیلے کے جوانوں کو خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تم میں سے وہی جوان قبیلے کے ہر شخص کے لیے پیارا اور ہر شخص میں دلعزیز ہو سکتا ہے جس کی جوانی ہر گناہ اور عیب سے پاک ہو ۔ جو متقی ہو ۔ ایسے شخص کا ہر وار جو وہ باطل پر لگاتا ہے ہر چوب جو وہ شیطان پر مارتا ہے شدید اور کارگر و نتیجہ خیز ہوتی ہے ۔ عہد حاضر بے حیا ہے ۔ عہد حاضر کی تعلیم بے حیائی سکھاتی ہے ۔ خدا تمہیں اس بے حیائی سے بچائے اور ایک صحیح مرد مومن کے بیٹے کی طرح رکھے یعنی پاک باز اور قوت و شجاعت والا ۔

اگر ہو جنگ تو شیرانِ غاب سے بڑھ کر

اگر ہو صلح تو رعنا غزالِ تاتاری

معانی: شیران غاب: جنگل کے شیر ۔ رعنا: خوبصورت ۔ غزال: ہرن ۔ تاتاری: ملک تاتار کے ، جہاں علاقہ ختن ہے جہاں کے ہرنوں میں مشک ہوتی ہے ۔

مطلب: پاکباز مسلم نوجوان کی خصوصیات یہ ہیں کہ میدان جنگ ہو تو دشمن پر جنگل کے شیر کی طرح جھپٹتا ہے اور اگر صلح اور امن کا زمانہ ہو تو ملک ختن کے اس خوبصورت ہرن کی طرح ہوتا ہے جس کی ناف میں مشک پیدا ہو جاتی ہے اور جس کی خوشبو سے ساری فضا مہک جاتی ہے ۔ مراد ہے وہ امن کے زمانے میں دوست دشمن سب کے لیے امن کا پیغامبر اور دل خوش کرنے والا ہوتا ہے ۔

عجب نہیں ہے اگر اس کا سوز ہے ہمہ سوز
کہ نیستاں کے لیے ہے بس ایک چنگاری

معانی: سوز: آگ، حرارت ۔ ہمہ سوز: سب کو جلانے والی ۔ نیستاں : سرکنڈوں کا جنگل ۔ بس ہے: کافی ہے ۔

مطلب: جس طرح سرکنڈوں کے جنگل کو جلانے کے لیے آگ کی ایک چنگاری کافی ہوتی ہے اسی طرح باطل، شرک، کفر، بے ایمانی، بے حیائی وغیرہ کے جنگل کو جلانے کے لیے اس کے ایمان کی حرارت کی ایک چنگاری کافی ہوتی ہے یا اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر اسکے دل کی تپش دوسروں میں بھی تپش پیدا کر دے تو حیران نہیں ہونا چاہیے کیونکہ سرکنڈوں کے جنگل کو جلانے کے لیے ایک چنگاری کافی ہوتی ہے ۔

خدا نے اس کو دیا ہے شکوہِ سلطانی
کہ اس کے فقر میں ہے حیدری و کرّاری

معانی: شکوہ سلطانی: شاہی ہیبت، وجلال ۔ فقر: درویہ ۔ حیدری و کراری: حضرت علی جیسی ہمت، دبدہ اور فتوحات حاصل کرنے کی صفات ۔

مطلب: ایسا جوان جو مغربی اثرات سے آزاد اور اسلام کی شراب میں سرمست ہے وہ اپنی ہمت، دبدبہ درویشی اور دشمن پر حملہ کے اعتبار سے حضرت علی کی صفات رکھنے والا ہے ۔ اگرچہ وہ درویش کیوں نہ نظر آتا ہو اور اس کے پاس دنیا کی دولت اور زینت بھی نہ ہو ۔ لیکن وہ بادشاہوں سے بھی زیادہ شکوہ اور دبدبہ کا مالک ہے ۔ بادشاہ اور اس کا تخت اس کے بوریائے فقر کے جلال سے لرزتا ہے ۔

نگاہِ کم سے نہ دیکھ اس کی بے کلاہی کو
یہ بے کلاہ ہے سرمایہَ کلہ داری

معانی: بے کلاہی: سر پر ٹوپی نہ ہونا، دولت کا اور دنیا کا سرمایہ نہ ہونا۔ کلہ داری: تاجداری ۔ سرمایہ: دولت ۔

مطلب: اگرچہ ایسا جوان جو پاک باز مومن کی حیثیت رکھتا ہے جس کی درویشی میں اللہ کے شیروں کے خوشبو ہے ۔ بہ ظاہر دنیاوی دولت اور مرتبہ نہیں رکھتا لیکن اس کی یہی بے دولتی دوسروں کو دولت مند بنانے اور خود ننگے سر رہ کر دوسروں کے سروں پر تاج رکھنے کے لیے کافی ہے ۔ اس کی درویشی سے غریب بے نیازی سیکھ کر امیر سے دولت مند ہو جاتا ہے کیونکہ وہ دل کا غنی بن جاتا ہے ۔ اور سلطانوں کا تخت و تاج اس کی دعاؤں اور برکت کی وجہ سے سلامت رہتا ہے ۔ دیکھنے میں وہ دنیا کی دولت سے محروم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں دنیا کی دولت اس کے قدم چوم رہی ہوتی ہے ۔ اس کی ایک نگاہ ذرے کو آفتاب بنا سکتی ہے ۔

محراب گل افغان کے افکار

(۱۱)

جس کے پرتو سے منور رہی تیری شبِ دوش
پھر بھی ہو سکتا ہے روشن وہ چراغِ خاموش

معانی: پرتو: سایہ ۔ منور: روشن ۔ شب دوش: گزری ہوئی رات ۔ چراغِ خاموش: بجھا ہوا چراغ ۔ جلوہ: روشنی ۔
مطلب: جس چراغ کی روشنی یا جلوہ سے تیری گزری ہوئی کل کی رات روشن رہی ہے اور جواب بجھ چکا ہے ۔ وہ چراغ تو اپنی آج کی رات کو منور کرنے کے لیے پھر جلا سکتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ اے افغان قوم تیری گزشتہ تاریخ روایات بڑی شاندار ہیں ۔ اگر آج کسی وجہ سے تو ان روایات سے محروم ہو چکا ہے تو فکر کی بات نہیں ۔ عزم اور کوشش کی ضرورت ہے تو ان پرانی روایات سے اپنی زندگی کو مزین کر کے پھر اقوام عالم میں سرفراز ہو سکتا ہے ۔

مردِ بے حوصلہ کرتا ہے زمانے کا گلہ
بندۂ حر کے لیے نشترِ تقدیر ہے نوش

معانی: مرد بے حوصلہ: بے ہمت شخص ۔ گلہ: شکایت، شکوہ ۔ بندہ حر: آزاد آدمی ۔ نشتر تقدیر: تقدیر کا نشتر ۔ نوش: خوش گوار اور پسندیدہ پینے کی چیز۔ نشتر: وہ چاقو جس سے زخم چھیڑا جاتا ہے ۔
مطلب: اس شعر میں علامہ نے ایک اصولی بات کی ہے اور وہ یہ کہ وہ لوگ جو بے ہمت ہوتے ہیں اور جن میں برداشت کا حوصلہ نہیں ہوتا وہی اپنے مخالف حالات پر زمانہ کی شکایت، شکوہ کرتے ہیں ۔ اور ہمت ہار کر بیٹھ جاتے ہیں لیکن ایک آزاد مرد شکوہ کرنے کی بجائے ان حالات کا مقابلہ کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ مخالف زمانہ پھر اس کے موافق ہو جائے وہ تقدیر کے نشتر کو بھی ایک خوش گوار بات سمجھتا ہے اور اس نشتر کے نتیجے میں اس میں سے جو خون بہتا ہے اس کو اچھا مشروب سمجھتا ہے اور اس سے

پسندیدہ سمجھ کر اور برداشت کر کے اپنے زخم کو مندمل کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ اس زخم پر یا اس میں سے خون بہتا ہوا دیکھ کر روتا نہیں ۔ حوصلہ نہیں ہارتا ۔

نہیں ہنگامہَ پیکار کے لائق وہ جواں
جو ہوا نالہَ مرغانِ سحر سے مدہوش

معانی: ہنگامہ پیکار: جنگ کا ہنگامہ ۔ نالہ مرغان سحر: صبح کے پرندوں کے نالے ۔ مدہوش: مست ۔

مطلب: وہ جوان جو صبح کے پرندوں کے نالے سن کر ان سے مدہوش ہو جاتا ہے اس میں جنگ کے ہنگامہ کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہوتی مراد یہ ہے کہ جو شخص تن آسان ہے عیش پسند اور آرام طلب ہے وہ زندگی کی جنگ میں حالات کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ۔ زندگی ایک تگ و دو کا میدان اور حالات جنگ کی سی جگہ ہے، اس میں کامیابی کے لیے حوصلہ ، جرات اور عمل کی ضرورت ہے ۔ بے حوصلہ اور بے عمل لوگ حالات زندگی کی جنگ میں شکست کھا جاتے ہیں ۔

مجھ کو ڈر ہے کہ طفلانہ طبیعت تیری
اور عیار ہیں یورپ کے شکر پارہ فروش

معانی: طفلانہ طبیعت: بچوں کی طبیعت ۔ عیار: مکار، چالاک ۔ شکر پارہ فروش: شکر کے ٹکڑے بیچنے والے ۔

مطلب: اے افغان جوان میں دیکھ رہا ہوں کہ تیری طبیعت میں بچپنا ہے اور بچپن میں جس طرح کھلونے دے کر بچے کو بہلا دیا جاتا ہے اور پھر اسے خاموش کر دیا جاتا ہے یا اس سے جو کام لینا ہو وہ لے لیا جاتا ہے کہیں تیری اس طبیعت اور مزاج سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یورپ کے مکار اور چالاک لوگ فائدہ نہ اٹھا لیں اور تجھے شکر کے ٹکڑے دے کر اس میں زہر نہ کھلا دیں ۔ اس لیے ان یورپ والوں سے ہوشیار رہ ۔ وہ ایسے ایسے حربے استعمال کرتے ہیں جو بہ ظاہر خوش نما نظر آتے ہیں لیکن جب ان کا وار چل جاتا ہے تو نتیجہ تباہ کن سامنے آتا ہے اس لیے اہل مغرب کی ان میٹھی گولیوں سے بچنا جو باہر سے میٹھی ہیں اور اندر زہر رکھتی ہیں ۔ نشہ آور ہیں ۔

محراب گل افغان کے افکار

(۱۲)

لا دینی و لاطینی! کس پیچ میں الجھا تو

دارو ہے ضعیفوں کا لاَ غالبَ اِلاّ ھو

معانی: لا دینی: بے دینی ۔ لاطینی: لاطین کا، اٹلی کا، لاطینی رسم الخط یا خیالات ۔ ضعیف: کمزور ۔ دارو: علاج ۔ لا غالب الا ھو: اللہ کے سوا کوئی غالب آنے والا نہیں ۔

مطلب: دور جدید میں مغربی تہذیب و ثقافت کی یلغار کی وجہ سے مسلمان اقوام میں بے دینی کا اثر آ گیا ہے ۔ ان میں یورپ کے پرانے رسم الخط کو اپنانے کا خیال پیدا ہو گیا ہے اور اپنے اصلی رسم الخط کو جو عربی ہے چھوڑنے کے اقدامات کئی ملکوں میں کیے جا رہے ہیں پھر اس پر بحثیں ہو رہی ہیں ۔ تنازعات پیدا ہو رہے ہیں ۔ یہ سب کچھ اس لیے ہوا ہے کہ مسلمان قوم جو اپنی نجی اور اجتماعی زندگی کے ہر گوشہ اور ہر شعبہ میں اللہ کو غالب رکھتی تھی اس رویہ سے ہٹ گئی ہے اور اللہ کے غلبہ کی بجائے یورپ کی تہذیب اور ثقافت کے غلبہ سے مغلوب ہو گئی ہے ۔ جب تک ہم اپنی زندگی کے ہر شعبے میں پہلے کی طرح اللہ اور اسکے بتائے ہوئے اصولوں کو خود پر غالب نہیں کریں گے ہم پستی سے نہیں نکل سکتے ۔ مسلمانو بحثیں چھوڑ کر پھر اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کے غلبہ کو تسلیم کر لو ۔

صیادِ معانی کو یورپ سے ہے نومیدی

دلکش ہے فضا، لیکن بے نافہ تمام آہو

معانی: صیادِ معانی: حقیقتوں کو شکار کرنے والا ۔ نومیدی: نا امیدی ۔ دلکش: دل کو کھینچنے والی ۔ فضا: ماحول ۔ بے نافہ: بغیر نافہ کے، بغیر مشک کے ۔ آہو: ہرن ۔

مطلب: جو شخص حقائق کو جانتا ہے حقیقتوں کا شکار کرنے والا یا ان سے واقف ہے وہ یورپ اور یورپ والوں سے نا امید ہے کیونکہ یورپ میں جو ماحول پیدا ہوگیا ہے اس کی مثال اس فضا یا ماحول کی سی ہے جو دیکھنے میں تو بہت خوش نما اور دل کو لبھانے والا ہو لیکن اس ماحول میں نافہ ہرن نہ ہو یعنی یورپ نے جو ترقی کی ہے اور تہذیب وتمدن اور معاشرت وثقافت کے جو حسین نقشے پیش کیے ہیں وہ نظارہ کرنے میں تو بڑے خوبصورت ہیں لیکن اندر سے میلے اور نقصان پہنچانے والے ہیں ۔ اس لیے اے افغان نوجوان ان دھوکہ دینے والے نظاروں سے بچ اور اپنی اسلامی ، دینی اور تہذیبی روایات کو اپنا جس کا ظاہر بھی روشن ہے اور باطن بھی منور ہے ۔

بے اشکِ سحر گاہی تقویمِ خودی مشکل
یہ لالۂ پیکانی خوشتر ہے کنارِ جو

معانی: بے اشک سحر گاہی: صبح کے آنسوؤں کے بغیر، عشق کے بغیر، سوز کے بغیر ۔ تقویم: مضبوطی ۔ خودی: خودآگاہی ۔ لالہ پیکانی: تیر کی خاصیت رکھنے والا ۔ خوشتر: زیادہ خوش، زیادہ اچھا ۔ کنار جو: نہر کے کنارے ۔
مطلب: اس شعر میں اشک سحر گاہی کو نہر کے پانی سے اور خودی کو لالہ پیکاں سے تشبیہ دی گئی ہے ۔ جس طرح تیر کی سی تیزی کا اثر رکھنے والا شاداب اور رعنا لالے کا پھول نہر کے چلتے ہوئے پانی کے کنارے پر بھلا لگتا ہے ۔ اسی طرح خودی اور خودآگاہی کی پرورش اور خوش نمائی کے لیے ضروری ہے کہ آدمی صبح کے وقت آنسو بہائے کیونکہ بغیر سوز کے اور بغیر عشق کے خودی کی پرورش اور تربیت ممکن نہیں ہے ۔

صیاد ہے کافر کا، نخچیر ہے مومن کا
یہ دیرِ کہن یعنی بت خانۂ رنگ و بو

معانی: صیاد: شکاری ۔ نخچیر: شکار ۔ دیر کہن: پرانا مندر ۔ بت خانہ رنگ وبو: رنگ اور بو کا بت خانہ، بہت دل کش بت خانہ ۔
مطلب: شاعر نے اس شعر میں دنیا کو ایک پرانا مندر کہا ہے جس میں رنگ اور خوشبو کے بت رکھے ہوئے ہیں ۔ پرانا مندر اس لیے

کہا ہے کہ یہ دنیا نہ جانے کب سے وجود میں آئی ہوئی ہے اس کے باوجود اس کی ہر شے ہر زمانے میں دنیا والوں کو دل کش معلوم ہوتی ہے ۔ اور وہ اس کی دل کشی چیزوں کے آگے اس طرح جھکتے ہیں جیسے کوئی بت پرست بت کے آگے جھکتا ہو ۔ شاعر نے اسی لیے دنیا کو ایک مندر سے تشبیہ دی ہے جہاں بت پوجے جاتے ہیں لیکن شاعر یہ کہتا ہے کہ ان بتوں کو وہ پوجتے ہیں جو کافر ہیں ۔ مومن نہیں پوجتے ۔ یہ پرانا مندر اور اس کے بت کافروں کے تو شکاری ہیں کیونکہ وہ ساری زندگی دنیا میں گم ہو کر گزار دیتے ہیں لیکن مومن کی یہ دنیا شکار ہے کیونکہ مومن دنیا سے کافر کی طرح متاثر نہیں ہوتا وہ دنیا اس حد تک نبھاتا ہے جس حد تک اس پر دین کی چھاپ رہی ہے ۔ اور جس طرح اللہ اور اس کا رسول ﷺ نبھانے کے لیے کہتا ہے ۔

اے شیخ امیروں کو مسجد سے نکلوا دے
ہے ان کی نمازوں سے محراب ترش ابرو

معانی: ترش ابرو: خفا، ناراض ۔ محراب: وہ جگہ جہاں نماز پڑھانے والا امام کھڑا ہوتا ہے ۔

مطلب: اس شعر میں شاعر نے یہ بات باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ غریب لوگ ہی زیادہ مسجدوں میں آتے ہیں اور وہ بے چارے ہی اخلاص سے نماز پڑھتے ہیں لیکن امیر بہت کم مساجد میں آتے ہیں اور اگر آتے بھی ہیں تو دکھانے کے لیے یہاں نماز پڑھتے ہیں اور صفوں میں غریبوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملائے کھڑے ہونا بھی پسند نہیں کرتے اس لیے مسجد کے واعظ یا امام سے شاعر کہتا ہے کہ ایسے امیروں کا جن میں وہ عیب ہوں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے مسجدوں سے نکال دینا ہی بہتر ہے کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے رویے سے مسجد کی محراب جس کے سامنے یہ امیر لوگ نمازیں پڑھتے ہیں ان سے ناراض نظر آتی ہے ۔

محراب گل افغان کے افکار

(۱۳)

مجھ کو تو یہ دنیا نظر آتی ہے دِگرگوں
معلوم نہیں، دیکھتی ہے تیری نظر کیا

معانی: دگرگوں : بدلی ہوئی ۔
مطلب: اس شعر میں شاعر اپنے سوا دوسروں سے خطاب کرتا ہوا کہتا ہے کہ دور حاضر کی دنیا مجھے بدلی ہوئی نظر آتی ہے اور اس میں وہ اقدار مفقود ہیں جو ایک اچھی دنیا کے لیے ہونی چاہیں لیکن اے میرے مخاطب خبر نہیں کہ تیری نظر بھی اسے میری طرح ہی دیکھتی ہے یا اس میں کوئی خوبیاں پا کر تو اس کا شکار ہو رہا ہے ۔

ہر سینے میں اک صبحِ قیامت ہے نمودار
افکار جوانوں کے ہوئے زیر و زبر کیا

معانی: زیر و زبر: الٹ پلٹ، بدلے ہوئے ۔ صبح قیامت: روز حشر کا سا شور ۔ نمودار: ظاہر ۔ افکار: خیالات ۔
مطلب: شاعر نے پہلے شعر میں چونکہ یہ بات کہی ہے کہ مجھے دنیا بدلی ہوئی نظر آتی ہے اس تبدیلی کی ایک مثال دیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ میں نے ہر آدمی کے سینے میں روز محشر کا سا شور اور ہنگامہ ظاہر ہوتے دیکھا ہے ۔ مراد ہے کہ لوگوں کے قدیم خیالات، روایات اورر اقدار عہد حاضر کے پرتو سے ایسے بدل رہے کہ جیسے دنیا حشر میں بدل جائے گی ۔ مراد ہے کہ ان میں یکسر تبدیلی آچکی ہے ۔ اے میرے مخاطب کیا تو دیکھ نہیں رہا کہ آج کے نوجوانوں کے خیالات بھی الٹ پلٹ چکے ہیں ۔ اور ان میں مغرب کے خیالات اس تیزی سے نفوذ کر رہے ہیں کہ جس سے وہ یکسر تبدیل ہو چکے ہیں ۔

کر سکتی ہے بے معرکہ جینے کی تلافی
اے پیرِ حرم تیری مناجاتِ سحر کیا

معانی: بے معرکہ: بغیر تصادم یا جنگ کے ۔ تلافی: نقصان کا پورا کرنا ۔ پیر حرم: کعبے یا مسجد کا پیر یا امام ۔ مناجات سحر: صبح کے وقت کی دعا یا خدا سے التجا ۔

مطلب: اقبال کے مطابق اس دنیا میں رہنے والے مسلمان اور ملت اسلامیہ کے نوجوان اس حد تک بدل چکے ہیں اور یورپی افکار کے تحت اپنا دینی اور دنیاوی اس قدر نقصان کر چکے ہیں کہ بغیر بہت بڑے تصادم اور جنگ اور کوشش کے اس نقصان کا پوار کیا جانا ممکن نہیں ۔ اے کعبہ کے امام بے شک تو صبح کے وقت خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ اسلام اور مسلمان کی بگڑی ہوئی تقدیر کو بدل دے لیکن یہ کام محض دعا سے نہیں بنے گا ۔ اس کے لئے انقلابی کوشش اور ناموافق حالات سے تصادم کا اختیار کیا جانا ضروری ہے ۔

ممکن نہیں تخلیقِ خودی خانقہوں سے
اس شعلہَ نم خوردہ سے ٹوٹے گا شرر کیا

معانی: خودی: خود آگاہی، خود معرفتی ۔ تخلیق: پیدا کرنا ۔ خانقاہ: وہ جگہ جہاں صوفی رہتا ہے ۔ شعلہ نم خوردہ: ایسا شعلہ جس میں نمی آگئی ہو ۔ ٹوٹے گا: نکلے گا ۔ شرر: چنگاری ۔

مطلب: شاعر نے اس شعر میں صوفیوں کے ان ٹھکانوں کو جو آج اپنی اصلیت کھو چکے ہیں کہا ہے کہ ایسی جگھوں پر آدمی میں خودی یا خود آگاہی کا جوہر پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کی مثال ایک ایسے شعلے کی طرح ہے جو گیلا ہو چکا ہو اور ظاہر ہے کہ گیلے شعلے سے کوئی چنگاری نہیں نکل سکتی ۔

محراب گل افغان کے افکار

(۱۴)

بے جرأت رندانہ ہر عشق ہے روباہی
بازو ہے قوی جس کا وہ عشق ید اللہی

معانی: بے جرأت رندانہ: رندوں کی طرح کی جرات یا بے باکی کے بغیر۔ روباہی: لومڑی کی طرح کی عیاری، مکاری اور کمزوری ۔ قوی: مضبوط ۔ ید اللہی: اللہ کا ہاتھ ۔

مطلب: وہ عشق جس میں رندوں کی طرح کی جرأت نہ ہو اور وہ مصلحت کا شکار ہو کر بے باکانہ بہادری سے کام نہ لے وہ عشق، عشق نہیں بلکہ ہوس ہے ۔ ایسا عشق لومڑی کی طرح مکر و فریب سے کام لیتا ہے ۔ اصل عاشق وہ ہے جس کے بازو اس عشق سے مضبوط اور طاقت والے ہوں جس عشق میں اللہ کا ہاتھ ہو۔ وہ عشق جو صرف اعلیٰ مقاصد اور ارفع اقدار رکھتا ہو ایسے عشق میں شیروں کی طرح کی بہادری ہوگی لومڑی کی طرح کی مکاری نہیں ہوگی ۔

جو سختی منزل کو سامانِ سفر سمجھے
اے وائے تن آسانی! ناپیدا ہے وہ راہی

معانی: تن آسانی: آرام طلبی ۔ اے وائے: افسوس ہے ۔ ناپید: ملتا نہیں ہے ۔ راہی: راہ پر چلنے والا، مسافر۔

مطلب: افسوس ہے کہ آج وہ مسافر نظر نہیں آتا جو منزل تک پہنچنے میں پیش آنے والی مصیبتوں کو اپنے سفر کا سامان سمجھے نہ کہ سفر کی آسائشوں اور آرام طلبی کو منزل پر پہنچنے کا ذریعہ سمجھے ۔ آج کی دور کے مسلمان اور ان کے جوان ان سختیوں اور مشقت کے عادی نہیں رہے جن سے ان کے بزرگ مانوس تھے ۔ نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آرام طلبی نے انہیں اپنی منزل سے ناآشنا کر دیا ہے اور یہ بڑی افسوسناک بات ہے ۔

وحشت نہ سمجھ اس کو اے مردکِ میدانی
کہسار کی خلوت ہے تعلیمِ خود آگاہی

معانی: وحشت: جنون، دیوانگی، بیابانوں میں رہنا ۔ مردک میدانی: میدان کے رہنے والے چھوٹے آدمی ۔ کہسار: پہاڑوں کا سلسلہ ۔ خلوت: تنہائی ۔ خود آگاہی: خودشناسی، خودی ۔

مطلب: ان اشعار میں چونکہ افغانوں کی بات ہے اور وہ برصغیر کے شمال کے پہاڑے سلسلے میں آباد ہیں ۔ اس لیے ان لوگوں کو جو میدانوں میں رہتے ہیں محراب گل خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ان پہاڑی سلسلوں میں رہنے والے لوگوں کو تم وحشی، دیوانہ یا تہذیب سے ناآشنا نہ سمجھو ۔ تم ان کے مقابلے میں چھوٹے لوگ ہو ۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ان پہاڑوں کی تنہائی افغانوں کو خودداری، خودشناسی اور خودی کی تعلیم دیتی ہے جب کہ تم اے میدان کے لوگو مغربی اثرات کے سبب اپنی خودی سے ناآشنا ہو چکے ہو اور یہ پہاڑی لوگ جو بظاہر وحشیوں کی طرح بیابانوں میں رہتے نظر آتے ہیں مغربی اثرات سے بری ہونے کی بنا پر اپنی معرفت سے آگاہ ہیں ۔

دنیا ہے روایاتی عقبیٰ ہے مناجاتی
در باز دو عالم را ایں است شہنشاہی

معانی: روایات: روایت کی پابند ۔ عقبیٰ: آخرت ۔ مناجاتی: دعا کی پابند ۔ درباز: چھوڑ دے ۔ دوعامل را: دونوں جہان کو ۔ این است: یہ ہے ۔

مطلب: اللہ کے آزاد بندے جن کا مقصد صرف اللہ سے تعلق قائم رکھنا ہوتا ہے دونوں جہانوں سے بے نیاز ہوتے ہیں ۔ دنیا چونکہ دنیاوی روایات کی پابند ہوتی ہے اور آخرت صرف دعائیہ یا مذہبی ماحول میں گھری ہوئی ہوگی اس لیے اللہ کے بندوں کو نصیحت کرتے ہوئے محراب گل کہتا ہے کہ تم دونوں جہانوں کو چھوڑ دو ۔ دنیا اور آخرت دونوں سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ کے ہو جاوَ ۔ یہی اصل بادشاہی ہے ۔

محراب گل افغان کے افکار

(۱۵)

آدم کا ضمیر اس کی حقیقت پہ ہے شاہد
مشکل نہیں اے سالکِ رہ علم فقیری

معانی: ضمیر: سرشت، فطرت، دل ۔ شاہد: گواہ ۔ سالک رہ: راستے کا مسافر ۔

مطلب: شاعر کا خیال ہے کہ فقیری اور درویشی کا علم مشکل نہیں ہے ۔ اور اس کے مشکل نہ ہونے پر اور اس کی اس حقیقت پر خود آدمی کی فطرت گواہ ہے اس لیے اے راہ فقیری کے مسافر خوف نہ کھا یہ راستہ اتنا مشکل نہیں ہے جتنا تو سمجھ رہا ہے بلکہ یہ تو ایک فطری اور آسانی سے طے ہونے والی راہ ہے ۔

فولاد کہاں رہتا ہے شمشیر کے لائق
پیدا ہو اگر اس کی طبیعت میں حریری

معانی: فولاد: لوہا ۔ حریری: ریشم کی طرز ۔ شمشیر: تلوار ۔ فولاد: لوہا ۔ طبیعت: مزاج، سرشت ۔

مطلب: اگر لوہا اپنا مزاج بدل لے اور اس کی سرشت میں مضبوطی کی بجائے ریشم کی سی نزاکت پیدا ہو جائے تو وہ لوہا اس قابل نہیں رہتا کہ اس سے تلوار بنائی جا سکے ۔ پہلے شعر کی نسبت سے اس میں شاعر یہ کہنا چاہتا ہے کہ راہ فقر اس کے لیے دشوار نہیں ہے جس کی طبیعت تلوار کی مانند تیز اور فولاد کی مثل مضبوط ہو ۔ ریشم کی سرشت رکھنے والوں کے لیے اور آسانی طلبوں کے واسطے بے شک یہ ایک مشکل سفر ہے ۔

خوددار نہ ہو فقر تو ہے قہرِ الٰہی
ہو صاحبِ غیرت تو ہے تمہید امیری

معانی: خوددار: خود پر بھروسہ کرنے والا ۔ فقر: درویشی ۔ قہر الٰہی: اللہ کا عذاب ۔ صاحب غیرت: غیرتمند، غیرت کا مالک ۔ تمہید امیری: امیری کی ابتدا ۔ غیرت: خودداری ۔

مطلب: علامہ نے اپنے کلام میں کئی جگہ دو قسم کے فقر یا درویشی کا ذکر کیا ہے ۔ ایک فقر تنگ دستی، احتیاج اور گداگری کی صورت میں ہوتا ہے اور دوسرا ہر شے سے بے نیاز، خوددار اور غیرت مند فقر ہوتا ہے ۔ اس شعر میں بھی فقر کی ان دو الگ الگ قسموں کا ذکر کرتے ہوئے علامہ نے کہا ہے کہ جو فقر خود پر اعتماد اور خدا پر بھروسہ کرنے والا نہ ہو وہ فقر گداگری کی ایک شکل ہے اور اسے اللہ کا عذاب کہنا چاہیے ۔ اور اگر فقیر غیرت مند اور خودداری اور خود آگاہ ہو تو اس کا فقر امیری کی ابتدا ہے یعنی وہ کچھ نہ رکھتے ہوئے بھی امیروں سے برتر ہوتا ہے ۔ اور سبب اس کا صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ ایسا مرد فقیر خود آشنا اور خدا آشنا ہوتا ہے اور اللہ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا ۔

افرنگ ز خود بے خبرت کرد وگرنہ
اے بندہَ مومن تو بشیری! تو نذیری

معانی: افرنگ: انگریز یا اہل مغرب ۔ زخود: اپنے آپ سے ۔ بے خبرت کرد: تجھے بے خبر کر دیا ہے ۔ بشیری: خوش خبری دینے والا ۔ نذیری: ڈرانے والا ۔

مطلب: اے صاحب ایمان بندے یا اے مرد مسلمان اگر تو اپنی اقدار سے واقف ہے تو تو وہ شخص ہے جو اچھے کاموں اور اعتقادات پر دوسروں کو خوشخبری دینے والا ہے کہ اس کا انجام اچھا ہو گا اور برے کام کا انجام اچھا نہیں ہو گا لیکن کیا کیا جائے اہل مغرب نے اپنی تہذیب، تمدن اور معاشرت کے اثرات تم میں نفوذ کر کے تمہیں اپنے آپ سے اور اپنی قدروں سے ناواقف بنا دیا ہے ۔ اور اب تو خود بھٹک گیا ہے اس لیے دوسروں کے لیے نہ بشیر ہے اور نہ نذیر ۔

محراب گل افغان کے افکار

(۱۶)

قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جدائی
ہو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے خدائی

معانی: خودی: خود معرفتی، خدائی: شاہی، آقائی ۔ مرکز: دائرے کا درمیانی نقطہ ۔
مطلب: مسلمانوں کے علاوہ دوسری اقوام اور دوسرے مذاہب کے لوگ رنگ، خون، نسل اور زبان و وطن کے اعتبار سے ایک دوسرے سے الگ بلکہ مختلف ہیں ۔ اسلام اس نظریہ کے خلاف ہے اور وہ ہر رنگ، نسل، خون اور زبان کے لوگوں کو ایمان کے مرکزی نقطے پر جمع رکھتا ہے اور جملہ مسلمانان عالم کا مرکز حرم ہے ۔ جب ہم مرکز سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں تو ہم اپنی موت خریدتے ہیں اور اگر ہم مرکز سے بندھے ہیں تو پھر ہماری خود آگاہی کی قدر ہم سے خدائی صفات پیدا کر دے گی اور ہم کو دنیا اور دنیا والوں پر حکمران بنا دے گی ۔

جو فقر ہوا تلخیِ دوراں کا گلہ مند
اس فقر میں باقی ہے ابھی بوئے گدائی

معانی: فقر: درویشی ۔ تلخی دوراں: زمانے کا کڑواپن یا سختی ۔ گلہ مند: شکوہ کرنے والا ۔ بوئے گدائی: گداگری کی بو، احتیاج کی بو ۔
مطلب: حقیقی درویشی چونکہ اللہ کی رضا پر سر تسلیم خم کئے ہوئے ہوتی ہے اس لیے وہ زمانے کی سختیوں کے کڑواپن کا شکوہ نہیں کرتی اور اگر کہیں ایسا درویش یا ایسی درویشی آپ پائیں جو اللہ پر بھروسے کی بجائے اور اس کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کرنے کی بجائے زمانہ کی شکایت یا اس کا شکوہ کرے تو سمجھ لیں کہ ایسی درویشی درویشی نہیں ہے بلکہ گداگری ہے اور اپنے اندر احتیاج کی بو رکھتی ہے ۔

اس دور میں بھی مردِ خدا کو ہے میسر
جو معجزہ پربت کو بنا سکتا ہے رائی

معانی: معجزہ: اعجاز، کرامت ۔ پربت: پہاڑ۔ رائی: رائی ایک فصل ہے جس کا دانہ بہت چھوٹا ہوتا ہے ۔ میسر ہے : حاصل ہے

مطلب: اگرچہ موجودہ دور درویشی کے لائق نہیں ہے اور اس میں اللہ کے وہ بندے جو فقیر ہیں نظر نہیں آتے لیکن اس زمانے میں بھی کوئی اللہ کا بندہ یا مرد فقیر ایسا مل سکتا ہے جس کو یہ قوت حاصل ہو کہ وہ اپنے اعجاز یا کرامت سے پہاڑ کو رائی بنا سکے یعنی بڑی سے بڑی مخالف قوت کو مٹی کا ڈھیر بنا سکے ۔ اس لیے کسی صاحب فقر کی تلاش اس زمانے میں بھی نہ چھوڑو۔

در معرکہ بے سوزِ تو ذوقے نتواں یافت
اے بندۂ مومن تو کجائی تو کجائی

معانی: در معرکہ: جنگ یا تصادم میں ۔ بے سوز تو: تیرے سوز یا حرارت کے بغیر۔ ذوقے: کسی قسم کی لذت ۔ نتواں یافت: حاصل نہیں کی جا سکتی ۔ بندہ مومن: ایمان کی صحیح صفات رکھنے والا شخص ۔ کجائی: کہاں ہے ۔

مطلب: اس سے پہلے شعر میں علامہ نے چونکہ یہ اشارہ دیا ہے کہ اس ناموافق زمانے میں بھی کہیں کوئی مرد فقیر ایسا موجود ہو سکتا ہے جو اپنی روحانی اور نظری قوت سے انقلاب برپا کر دے اس لیے اس شعر میں انھوں نے ایسے ہی مرد کے متعلق جو مومن اور فقیری کی صفات کا مالک ہو، آرزو کی ہے اور اسے پکار کہ تو کہاں ہے ۔ تو کہاں ہے کہیں سے آ جا کیونکہ زندگی کے حالاتی تصادم میں تیرے یا تیری صحبت کے بغیر لذت حاصل نہیں ہو سکتی ۔

خورشید! سرا پردۂ مشرق سے نکل کر
پہنا مرے کہسار کو ملبوسِ حنائی

معانی: خورشید: سورج ۔ سراپردہَ مشرق: مشرق کے گھر کے پردے سے ۔ کہسار: پہاڑوں کا سلسلہ ۔ ملبوس حنائی مہندی کے رنگ کا لباس یا سرخی مائل لباس ۔

مطلب: اس شعر میں بھی محراب گل نے اس مرد فقیر کے سامنے آجانے کی بات کی ہے جس کی صفات کا ذکر اوپر کے دو تین شعروں میں ہوا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ جس طرح مشرق کے گھر کے پردے سے سورج طلوع ہو کر میرے علاقے کے پہاڑی سلسلے کو اپنی صبح کی دھوپ سے مہندی کے رنگ جیسا لباس پہنا دیتا ہے اسی طرح اے مرد فقیر تو بھی کہیں سے آ اور میرے پہاڑوں اور وادیوں اور ان کے رہنے والوں میں زندگی اور ایمان کی روح پھونک دے ۔

محراب گل افغان کے افکار

(۱۷)

آگ اس کی پھونک دیتی ہے برنا و پیر کو
لاکھوں میں ایک بھی ہو اگر صاحبِ یقیں

معانی: برنا و پیر: جوان اور بوڑھے ۔ صاحب یقیں : یقین کی حد تک ایمان کا مالک ۔
مطلب: اگر لاکھوں میں سے ایک کامل یقین اور ایمان والا آدمی بھی پیدا ہو جائے تو اس کے سوز کی حرارت سے اس کے دور کے سارے بوڑھوں اور جوانوں میں ایمان کی حرارت پیدا ہو سکتی ہے اور ہو جاتی ہے ۔

ہوتا ہے کوہ و دشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مرد جس کا فقر خزف کو کرے نگیں

معانی: کوہ و دشت : پہاڑ اور بیابان : فقر: درویشی ۔ خزف : ٹھیکری ۔ نگین : نگینہ ۔
مطلب: محراب گل نے جس صاحب یقین و ایمان کی بات پہلے شعر میں کی ہے اس کے متعلق اس شعر میں کہا ہے کہ ایسا شخص کبھی کبھار پہاڑوں اور بیابانوں میں پیدا ہو جاتا ہے اس مرد درویش میں یہ روحانی اور ایمانی قوت ہوتی ہے کہ اگر وہ چاہے تو ٹھیکری کو نگینہ بنا سکتا ہے ۔ مراد ہے وہ پسے ہوؤں کو سر بلند کر سکتا ہے ۔

تو اپنی سرنوشت اب اپنے قلم سے لکھ
خالی رکھی ہے خامۂ حق نے تری جبیں

معانی: سرنوشت: کہانی ۔ خامہ حق: اللہ کا قلم ۔ جبیں : ماتھا ۔

مطلب: اہل نجوم بتاتے ہیں اور عام لوگ بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آدمی کی قسمت کے حالات اس کے ماتھے پر لکھے ہوئے ہوتے ہیں اور اس ماتھے کی تختی کو پڑھ کر اس شخص کے حالات بتائے جا سکتے ہیں لیکن یہاں علامہ اقبال نے محراب گل کی زبان سے اپنے اس فلسفہ تقدیر کو بیان کیا ہے کہ آدمی کی قسمت پہلے سے لکھی ہوئی نہیں ہوتی بلکہ وہ خود بناتا ہے ۔ اس تناظر میں آدمی کو خصوصاً مسلمان کو یہ بات کہی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قلم نے تیرے ماتھے کی تختی پر کچھ نہیں لکھا ہوا ۔ یہ تختی تیری پیدائش کے ساتھ بلکل خالی آتی ہے اور تو جو چاہے اس پر لکھ سکتا ہے یعنی اپنے ارادے اور کوشش سے اپنی جو تقدیر چاہے بنا سکتا ہے ۔

یہ نیلگوں فضا جسے کہتے ہیں آسماں
ہمت ہو پر کشا تو حقیقت میں کچھ نہیں

معانی: نیلگوں : نیلی ۔ پر کشا: پر کھولنا یا اڑنا ۔

مطلب: اس سے پہلے شعر میں محراب گل نے افغانوں یا ان کی علامات میں مسلمانوں کو جو یہ بات سمجھائی ہے کہ تمہاری تقدیر کا بنا یا بگڑنا تمہارے ہاتھ میں ہے ۔ اس شعر میں اور اس سے اگلے شعر میں اسی بات کو تقویت دینے کے لیے کہا جا رہا ہے کہ دیکھنے میں نیلے آسمان کی وسعت اور بلندی بہت ہے اور اس تک رسائی ممکن نظر نہیں آتی لیکن اگر تیرے اندر ہمت موجود ہو اور تو اپنے پر کھول کر اور اپنی اڑان سے اس تک پہنچنا چاہے تو یہ بلندی اور وسعت تیرے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھے گی اور تو وہاں تک پہنچ جائے گا ۔ شرط اس ارادے اور ہمت کی ہے جو تقدیر بدلنے کے لیے یا مہمات سر کرنے کے لیے ضروری ہے ۔

بالائے سر رہا تو ہے نام اس کا آسماں
زیر پر آگیا تو یہی آسماں زمیں

معانی: بالائے سر: سر کے اوپر ۔ زیر پر: پر کے نیچے ۔

مطلب: جب تک یہ تیرے سر سے بلند ہے اس کا نام آسمان ہے اور اگر اپنی پرواز سے تو اس تک پہنچ گیا تو یہی آسمان تیرے پاؤں

کے نیچے آنے کی وجہ سے تیرے لیے زمین کی حیثیت اختیار کرے گا۔ مراد اس مثال سے یہ ہے کہ اگر قسمت کو بدلنے کا عزم پیدا ہو جائے اور اس کے لیے کوشش کی جائے تو اس کو بدلا جا سکتا ہے۔

محراب گل افغان کے افکار

(۱۸)

یہ نکتہ خوب کہا شیر شاہ سوری نے
کہ امتیازِ قبائل تمام تر خواری

معانی: نکتہ: باریک بات ۔ شیر شاہ سوری: برصغیر میں سور خاندان کا ایک افغان بادشاہ تھا جس نے ہمایوں کو شکست دے کر ہندوستان کا تخت حاصل کیا تھا ۔ امتیاز قبائل: افغان قبیلوں میں فرق روا رکھنا ۔ تمام تر خواری: سراسر ذلت ۔
مطلب: محراب گل افغانوں کو برصغیر کے مشہور افغان بادشاہ شیر شاہ سوری کا ایک قول یاد دلاتا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ افغان ایک متحد قوم کے بجائے مختلف قبائل میں جو بٹے ہوئے ہیں اور اس طرح اپنی طاقت کھو بیٹھے ہیں ۔ یہ ان کے لیے سرتا سر ذلت کی بات ہے اور اسلام کی روح سے بھی قبائل اس کا طرح تقسیم ہونا کہ ایک کو دوسرے سے فضیلت میں زیادہ سمجھنا ناجائز ہے ۔ اس لیے افغان قبائل کو چاہیے کہ وہ قبیلوں کی تقسیم کو ختم کر کے ایک قوم کی حیثیت اختیار کر لیں ۔

عزیز ہے انھیں نامِ وزیری و محسود
ابھی یہ خلعتِ افغانیت سے ہیں عاری

معانی: عزیز ہے: پیارا ہے ۔ وزیر و محسودی: دو افغان قبیلوں کے نام ۔ خلعت افغانیت: افغان ہونے کا قیمتی بادشاہی لباس ۔ عاری: ننگے، محروم ۔
مطلب: شیر شاہ سوری کے مقولے یا نصیحت کے برعکس صورت حال یہ ہے کہ افغان علاقے کے قبیلوں کو ایک افغان قوم بننے کی توفیق حاصل نہیں ہوئی اور وہ وزیری ، محسود وغیرہ کے قبیلوں میں منقسم ہیں اور ان کے جسم ایک افغان قوم کا قیمتی لباس نہ پہننے کی وجہ سے ننگے ہیں یعنی ان میں قبائل کی تمیز اور تفریق سے ہٹ کر ایک افغان قوم بننے کی اہلیت نہیں ہے ۔

ہزار پارہ ہے کہسار کی مسلمانی
کہ ہر قبیلہ ہے اپنے بتوں کا زنّاری

معانی: ہزار پارہ: ہزار ٹکڑے ۔ کہسار: پہاڑوں کا سلسلہ ۔ زناری: زنار پہننے ہوئے پجاری ۔

مطلب: آج افغان قوم کا یہ حال ہے کہ وہ بستی تو پہاڑوں کے ایک ہی سلسلے میں ہے ۔ لیکن اسلامی نظریہ کے خلاف مختلف قبیلوں میں بٹ کر اپنی مسلمانی کو ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم کر چکی ہے اور مختلف قبیلوں میں اس طرح بٹ چکی ہے کہ ہر قبیلے کا آدمی اپنے قبیلے کو اچھا جانتا ہے اور دوسرے قبیلے سے دشمنی رکھتا ہے ۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی اپنے اپنے بتوں کا پجاری ہو کیونکہ غیر اسلامی ہونے کی وجہ سے یہ تقسیم قبائل بت پرستی سے کم نہیں ہے ۔

وہی حرم ہے، وہی اعتبارِ لات و منات
خدا نصیب کرے تجھ کو ضربتِ کاری

معانی: حرم: کعبہ ۔ لات و منات: اسلام سے پہلے کعبے میں رکھے ہوئے بتوں میں سے دو بتوں کے نام ۔ ضربت کاری: سخت وار ۔

مطلب: جس طرح اسلام سے پہلے اہل عرب مختلف قبائل میں تقسیم تھے اور انھوں نے کعبے میں لات و منات اورر اس قسم کے کئی دوسرے ناموں سے اپنے اپنے قبیلے کے بت رکھے ہوئے تھے اور وہ ان کی پوجا کرتے تھے اور ہر قبیلہ دوسرے قبیلے سے اپنے آپ کو افضل جانتا تھا اور وہ قبائل آپس میں جنگ و جدل میں مصروف رہتے تھے ۔ محراب گل کہتا ہے کہ اسی قسم کی فضا میرے پہاڑی سلسلے میں بھی پیدا ہو چکی ہے ۔ اور ہر قبیلہ اپنی انفرادیت کے بت کا پجاری ہے اور دوسرے قبیلے سے دشمنی رکھتا ہے ۔ خدا کرے کہ یہاں بھی وہ صورت حال پیدا ہو جو اسلام کے بعد عرب میں ہوئی تھی کہ کعبے کے سارے بت توڑ دیئے گئے تھے اور تمام قبائل دشمنی کو چھوڑ کر آپس میں شیر و شکر ہو گئے تھے ۔ خدا کرے کہ یہاں بھی کوئی ایسا شخص پیدا ہو جائے جو اپنے سخت وار سے نسل اور خون کے ان قبائلی بتوں کو توڑ کر اسلام کے بعد کے عربوں کی طرح ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کی ایمانی بنیاد پر جملہ افغانوں کو ایک افغانی قوم بنا دے ۔

محراب گل افغان کے افکار

(۱۹)

نگاہ وہ نہیں جو سرخ و زرد پہچانے
نگاہ وہ ہے جو محتاجِ مہر و ماہ نہیں

معانی: مہر و ماہ: سورج اور چاند ۔ محتاج: کسی کی احتیاج یا ضرورت رکھنے والی ۔ نگاہ: نظر ۔
مطلب: آدمی کی نظر جس کا تعلق ظاہری آنکھوں سے ہے روشنی کے بغیر کچھ نہیں دیکھ سکتی اور اس کا دیکھنا چیزوں میں تمیز کرتا ہے کہ یہ فلاں شے ہے اور یہ فلاں چیز نہیں ہے ۔ یہ فلاں رنگ ہے یا یہ فلاں رنگ نہیں ہے ۔ شاعر کے نزدیک یہ نظر جو سرخ اور زرد رنگوں میں تمیز کرنے والی ہے حقیقی نگاہ نہیں ہے ۔ حقیقی نگاہ وہ ہے جو سورج اور چاند کی روشنی کی محتاج نہیں اور اس کے بغیر ہی صرف اشیا ہی کو نہیں بلکہ اشیا کی حقیقت تک کو دیکھ لیتی ہے ۔ یہ آنکھ درویشی مسلک کے لوگوں کے پاس اپنے اندر ہوتی ہے ۔ شاعر اس نگاہ کو پیدا کرنے کی تاکید کرتا ہے ۔

فرنگ سے بہت آگے ہے منزلِ مومن
قدم اٹھا! یہ مقام انتہائے راہ نہیں

معانی: فرنگ: انگریز، یورپ والے ۔ انتہائے راہ: راہ کی آخری منزل ۔
مطلب: اہل مغرب سائنس کے کرشمات کے ذریعے چاند اور سیاروں تک پہنچ گئے ہیں ۔ یہ سب کچھ عالم زمان و مکان کے اندر ہوا ہے ۔ اس سب کچھ تک رسائی ہر کسی کے لیے ممکن ہے لیکن ان ستاروں سے آگے بھی ایک جہان ہے جسے لا مکان کہتے ہیں ۔ جس میں فاصلے اور سفر کی کوئی حد نہیں ہے ۔ مومن زمان و مکان کی دنیا تک محدود نہیں رہتا بلکہ وہ اس ستاروں کے جہان سے آگے جو جہان ہے وہاں تک کا سفر کرتا ہے اور وہاں کے عجائبات سے آشنا ہوتا ہے ۔

کھلے ہیں سب کے لیے غربیوں کے میخانے
علومِ تازہ کی سرمستیاں گناہ نہیں

معانی: غربیوں کے میخانے: مغرب کے شراب خانے ۔ علوم تازہ: نئے علم ۔ سرمستیاں : مست ہونا ۔
مطلب: یورپ والوں نے اپنے علوم و فنون اور افکار و خیالات کے شراب خانے سب کے لیے کھول رکھے ہیں تا کہ ان کی شراب ہر کوئی پی سکے ۔ اے مخاطب علوم و افکار اور سائنسی و ایجادات کے ان شراب خانوں کی شراب تو بھی پی اور ترقی زمانہ حاضر میں تو بھی شامل ہو لیکن شرط یہ ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنی روایات کو نہ بھولے جیسا کہ اگلے شعر میں ہے

اسی سرور میں پوشیدہ موت بھی ہے تری
ترے بدن میں اگر سوز لا الہٰ نہیں

معانی: سرور: مستی، نشہ ۔ پوشیدہ: چھپا ہوا ۔ سوز لا الہ: کلمہ لا الہ الا اللہ کا سوز یا حرارت یا تپش، توحید کی حرارت ۔
مطلب: علوم مغربی سے فائدہ ضرور اٹھا اور اس سے جو مستی و فائدے تجھے حاصل ہوتے ہیں ان کا مزہ لے ۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تو جس کلمہ توحید کی شہادت دیتا ہے اس کو نہ بھول ۔ یعنی اپنے دین اور اخلاق کی روایات سے الگ نہ ہو ۔ اگر ایسا نہیں تو مغرب کے علم تیری انسانی اور مسلمانی اقدار کی موت کا سبب بنیں گے ظاہری حیات درست ہو جائے تو الگ بات ہے ۔

سنیں گے میری صدا خانزادگانِ کبیر
گلیم پوش ہوں میں، صاحبِ کلاہ نہیں

معانی: صدا: آواز ۔ خانہ زادگان کبیر: سرداروں اور امیروں کے گھر پیدا ہونے والے ۔ گلیم پوش: گدڑی پوش، درویش ۔ صاحب کلاہ: ٹوپی والا، تاج والا یا امیر، بادشاہ ۔
مطلب: محراب گل کہتا ہے کہ میں تو ایک گدڑی پوش درویش ہوں ۔ امیر یا تاج پہننے والا نہیں ہوں ۔ میں نے جو پیغام دیا ہے کیا

اس کی آواز کو امیروں اور سرداروں کے گھروں میں پیدا ہونے والے بھی سنیں گے اس سوالیہ انداز میں غالباً نفی کا پہلو موجود ہے کہ یہ لوگ ایک غریب کی آواز پر کیسے اور کیوں کان دھریں گے اور جب تک افغان قبیلوں کے سردار اور وڈیرے اس فقیر کی آواز سن کر اس کے پیغام پر کان نہیں دھریں گے اور خود کو تبدیل نہیں کریں گے عام افغانوں کی قسمت نہیں بدلے گی ۔

محراب گل افغان کے افکار

(۲۰)

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی

معانی: فطرت: قدرت ۔ مقاصد: مقصد کی جمع ۔ نگہبانی: حفاظت ۔ بندۂ صحرائی: ریگستان میں یا بیابان میں رہنے والا ۔ مرد کہستانی: پہاڑی سلسلوں میں رہنے والا ۔
مطلب: محراب گل چونکہ خود پہاڑوں میں رہتا تھا اس لیے اسے اس بات کا مشاہدہ تھا کہ قدرت یہاں بے نقاب ہے اور قدرت کے جو مقصد ہیں وہ بھی لوگوں کی نگاہوں کے سامنے یہاں ظاہر ہیں ۔ شہروں اور آبادیوں میں لوگوں کو یہ بات میسر نہیں ہے قدرت کے جو مقصد ہیں ان کی حفاظت صرف ریگستان یا بیابان یا پہاڑ میں رہنے والے لوگ ہی کر سکتے ہیں کیونکہ وہی ان سے واقف ہوتے ہیں ۔

دنیا میں محاسب ہے تہذیبِ فسوں گر کا
ہے اس کی فقیری میں سرمایۂ سلطانی

معانی: محاسب: حساب کرنے والا ۔ تہذیب فسوں گر: جادو کرنے والی تہذیب ۔ سرمایہ سلطانی: شاہی دولت ۔
مطلب: یورپ کی تہذیب نے لوگوں پر جو جادو کر رکھا ہے اور اس کی ظاہری چمک دمک میں آ کر جس طرح لوگ خود کو بھول چکے ہیں اس کا حساب کتاب کرنا یا اس کی باز پرس کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اس تہذیب سے بے خبر ہیں اور جن پر اس کا کوئی اثر نہیں اور ایسے لوگ صرف وہ ہوتے ہیں جو قدرت کے مقاصد کی حفاظت صحراؤں اور پہاڑوں میں رہ کر کرتے ہیں ۔ ایسے ہی فطرت شناس

لوگوں میں وہ درویش پیدا ہوتا ہے جس کی درویشی میں عہد حاضر کی جادو بھری تہذیب کی باز پرس کرنے کی اہلیت ہوتی ہے ۔ اس کے فقر میں شاہی دولت چھپی ہوتی ہے یعنی وہ فقیری میں بھی شاہانہ شان رکھتا ہے ۔

یہ حسن و لطافت کیوں وہ قوت و شوکت کیوں

بلبل چمنستانی ، شہباز بیابانی

معانی: بلبل چمنستانی: باغ کی بلبل ۔ شہباز بیابانی: بیابانوں میں رہنے والا شاہین ۔

مطلب: اس سے پہلے شعروں میں شاعر نے دو قسم کے طبقات کا ذکر کیا ہے ۔ ایک طبقہ وہ ہے جو تہذیب جدید کے جادو میں آچکا ہے ۔ اس کو شاعر نے باغ کی بلبل سے تشبیہ دی ہے جہاں حسن بھی ہوتا ہے اور ملائمت بھی ۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جو فطرت کے قریب رہتا ہے اور اسکے مقاصد کی حفاظت کرتا ہے ایسے طبقہ کے لوگوں کو شاعر نے بیابان کے شاہین سے تشبیہ دی ہے جس میں طاقت بھی ہوتی ہے اور شکوہ بھی ہوتا ہے ۔ ان دو طبقات کے موازنے سے شاعر یہ ثابت کرنا چاہتے ہے کہ باغ میں رہنے والی اور حسن و ملائمت کو پسند کرنے والی بلبل بیابان میں رہنے والے شاہین سے کم تر ہوتی ہے ۔

اے شیخ بہت اچھی مکتب کی فضا لیکن

بنتی ہے بیاباں میں فاروقی و سلمانی

معانی : مکتب: مدرسہ ۔ شیخ: استاد مدرسہ ۔ فاروقی: حضرت عمر فاروق جیسی سلطنت ۔ سلمانی: حضرت سلمان فارسی جیسی درویشی ۔

مطلب: شہروں اور بیابانوں کی فضاؤں اور ان میں رہنے اور پلنے والوں میں جس فرق کا اوپر کے شعروں میں ذکر ہوا ہے اس کو آگے بڑھاتے ہوئے شاعر کہتا ہے کہ اے استاد مدرسہ ! میں مانتا ہوں کہ جدید مدرسوں کا ماحول ظاہری طور پر بہت اچھا ہے اور مغربی تہذیب و ثقافت کا اثر لیے ہوئے تعلیم بظاہر بڑی بھلی معلوم ہوتی ہے لیکن ان مدرسوں کی فضا میں مغربی ذہن رکھنے والے تو پیدا ہو سکتے ہیں لیکن حکمرانی ہوتے ہوئے حضرت عمر فاروق جیسی خصوصیات اور درویش ہوتے ہویے حضرت سلمان فارسی جیسی

صفات رکھنے والے پیدا نہیں ہوتے ۔ ایسے لوگ صرف بیابانوں میں پیدا ہوتے ہیں جہاں فطرت بے نقاب ہوتی ہے اور جہاں کے لوگ فطرت کے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہیں نہ کہ یورپ اور اہل یورپ کے مقاصد کو ۔

صدیوں میں کہیں پیدا ہوتا ہے حریف اس کا

تلوار ہے تیزی میں صہبائے مسلمانی

معانی: صدیوں میں : سینکڑوں برسوں میں ۔ حریف: مدمقابل ۔ صہبائے مسلمانی: مسلمانی کی شراب ۔

مطلب: تہذیب جدید کے مے خانہ کی شراب آدمی کی زندگی کی تلوار کو کند کرتی ہے اور اس میں جو انسانی قدریں ہوتی ہیں ان کو پامال کرتی ہے لیکن جو شراب مے خانہ اسلام سے پی جاتی ہے وہ اس کی زندگی کی تلوار میں تیزی پیدا کرتی ہے اور اس میں ایسی مسلمانی اقدار پیدا کرتی ہے جو ایک صحیح مسلمان کا شیوہ ہے لیکن ایسی شراب اسلام پی کر مسلمانی کے صحیح منصب پر فائز شخص سینکڑوں سالوں میں کہیں جا کر پیدا ہوتا ہے اور جب پیدا ہوتا ہے تو اپنے زمانے کی تقدیر بدل کر رکھ دیتا ہے ۔